

۱۳۳۳

رجسٹرڈ ایمل نمبر

مجله نمبر ۱۳۳

۷۶۹۱

وقت کا تقاضا



قرآن پڑھو ، قرآن سمجھو اور
قرآن پر عمل کرو

انٹرنیشنل ادارہ اشاعتِ علومِ اسلامیہ، چھٹیک، لندن

سماجی بہبود کا مثالی ادارہ

مہنگائی اور بھائی کے اس دور میں ہماری اپنی کمزوریاں اور کوتاہیاں جتنا ہمیں نقصان پہنچا رہی ہیں اور جتنی تیزی سے ہمیں تباہی و بربادی کی طرف لپکا رہی ہیں اسکی طرف آج کسی کو بھی توجہ نہیں۔ کراچی کے جناب — شہ منصور الزمان صاحب — کی دس سالہ شبانہ روز سماجی جیلہ سے

دہلی صدیقی برادری (پاکستان) رجسٹرڈ

نے موجودہ معاشی اور اقتصادی الجھنوں سے نجات پانے کیلئے اپنے گھر سے انقلابی اصلاحی پروگرام شروع کیا ہے، آپ نے ہر خرابی اور اسکے انسداد کے لئے برادری کا باقاعدہ سرفے کر کے جائزہ لیا اور پھر ساری برادری کو جمع کر کے تمام کوائف اس کے سامنے رکھے، جس پر سب نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ آئندہ کیلئے وہ ان تمام لغویاں اور فردی رسوائیوں سے احتراز کیلئے جو ممکن، شادی بیاہ و لہجہ کے موقع پر محض نمود و نمائش کے لئے اختیار کی جاتی ہیں، چنانچہ اب یہ برادری نہایت سادگی سے ممکن کرتا ہے، مسجد میں نکاح کر کے برات کا کھانا، بجلی کی روشنی، اور شامیوں کا شہرہ سنانے کے تمام اخراجات بچاتی ہے، نمائش و آرائش سے یہاں تک احتراز کرتا ہے کہ شادی کیلئے سادہ دعوت نامے استعمال کرتا ہے اور مختصر و سادہ ولی کر کے اراکین و تہذیب سے بکھتی ہے، یہ سماجی جیلہ ۱۹۶۳ء سے شروع ہیں جن کے ثمرات اب اگر نمایاں ہوئے ہیں، جسکی وجہ سے یہ برادری سکون و اطمینان کا سانس لے رہی ہے اور اپنی کامیابی کی جدوجہد سے دوسروں کو اس امر کی دعوت دے رہی ہے کہ وہ اپنی اپنی برادریوں میں اس مفید تحریک کو چلا کر اراکین و تہذیب کے مذاہب سے بچیں

ادارہ تعلیم الاسلام - گولیمار علاقہ - کراچی

جمعیت دہلی صدیقی برادری پاکستان ٹھکانی کیا ونڈ - بندر روڈ کراچی

عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ جلیک پٹان

سے یہ رسالہ مفت حاصل کیا جاسکتا ہے — منشی عبدالرحمن خان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وقت کا تقاضا

از۔ محمد منصور الزماں صاحب، صدر جمعیت دہلی صدیقی برادری
پاکستان

وَاتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهُۥ وَالْمَسْكِیْنَ وَاِیْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تَبْذُرْ
تَبْذِیْرًا اِنَّ الْمُبْذِرِیْنَ كَاُوْا اِخْوَانَ الشَّیْطٰنِ وَاَنَّ
الشَّیْطٰنَ لِرَبِّهِ كَفُوْرًا ۝

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

”قرابت دار کو اس کا حق مالی وغیرہ دیتے رہنا اور محتاج اور مسیاق کو بھی دیتے
رہنا اور مال کو بے موقع مت اڑانا (کیونکہ) بیشک بے موقع اڑانے والے
شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا ناشکر ہے۔ پارہ ۱۵
بقول حضرت تھالوی؟۔ اسراف و تبذیر کا حاصل ایک ہی ہے کہ محل معصیت
میں خرچ کرنا خواہ معصیت بالذات ہو جیسے شراب و قمار و زنا، خواہ بالغیر ہو جیسے
فعل مباح میں برہنیت شہرت و لقا خرچ کرنا۔

تفسیر بیان القرآن

شادی و منگنی کے مواقع پر زبردست روشنی آرائش، نمائش، بڑی بڑی دعوتیں
 مسلسل مہانداری وغیرہ سب ذریعہ شہرت و تقاضا فرموتی ہیں، یہ سب فرد عشا
 متذکرہ بالا قرآن کریم کے واضح حکم کے تحت آتی ہیں جو ایسے انسانوں کو خواہ ان شیاطین
 کے زمرہ میں کھڑا کرتی ہیں۔ کوئی بھی مسلمان اور مومن اس زمرہ میں شامل
 ہونے کو تیار نہیں ہوگا۔ لیکن اسو س کہ نہ بنیادی تعلیم سے واقفیت حاصل کرنا ضروری
 سمجھا جاتا ہے اور نہ ہی اسکی عام تعلیم کا انتظام ہے۔

رسومات و فروعات

عافیت اور آرام کے ددر کی پیداوار ہیں کہ جب
 مصروفیات پیدا کرنے کے لئے یہ رسومات اختیار
 کی جاتی تھیں، مشینی ددر میں فرصت عتقا ہے اسوقت قدیمی طرز پر رسومات ادا کرنا خود
 کو مختلف مشکلات میں پھنسانا ہے۔ ان رسومات میں بہت سی رسمیں غیر
 مسلم پڑوسیوں سے شامل ہو گئی ہیں۔ لیکن آج پاکستان میں اکثریت مسلمانوں کی ہے اس
 لئے اب یہ طرز فکر بھی تبدیل کرنا ہوگا۔

اسراف و تبذیر

رسومات، اسراف اور تبذیر کی تعریف میں آتی
 ہیں، جس کی سختی کیسا تھ ممانعت قرآن مجید میں
 موجود ہے، ایک مومن اور مسلمان کے لئے تو صرف یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ
 اور اس کے محبوب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اسراف کرنے والوں کو ناپسند
 فرماتے ہیں، یہاں تک کہ تبذیر کرنے والے کو شیطان کا بھائی فرمایا ہے لیکن
 ہماری بدقسمتی کہ اکثریت نہ قرآن کی تلاوت کرتی ہے نہ اس کے معنی اور مفہوم
 پر غور کرتی ہے عمل تو دوزخ کی بات ہے ایسی صورت میں ہماری بربادی لازمی ہے۔

ہم مسلمان جس چیز پر ایمان رکھتے ہیں جس کی تعلیم ہر مسلمان پر فرض ہے۔ جس میں ایک زیر وزیر کی غلطی بھی قابل برداشت نہیں افسوس کہ اسی قرآن حکیم سے ہم دور ہو گئے اور یہ عمل ہماری بددیانتی اور تباہی کا موجب ہے، شرعی لحاظ سے غور کریں یا خالص اقتصادی لحاظ سے فکر کریں، رسومات میں دقت اور سڑیہ کا صنایع ہوتا ہے۔ رسومات کی ادائیگی میں شہرت و تقاضا کے جذبہ کو بھی بڑا دخل ہے اگرچہ بہانہ یہ ہوتا ہے کہ برادری میں رائج ہے، برادری کا یہ ہی طریقہ ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اسے جھوٹی شہرت اور نام کمانے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ دنیاوی شہرت کا حصول ناپائیدار چیز اور فضول بات ہے۔ یعنی — "گھر چھوٹک تماشا دیکھا" کا عملی ثبوت ہے۔

آسانی سے حاصل شدہ دولت بھی رسومات کے فروغ کا سبب ہے
 "کیونکہ دولت شریف کے لئے مصیبت بن جاتی ہے"۔ اگر حرام مال ہے تو
 "مال حرام بوجہ جائے حرام رفت"

کا معاملہ ہوتا ہے۔ — لیکن اگر حلال اور پاکیزہ کمائی ہے تو حقیقت میں امانت ہے بلکہ نہیں ہے مسلمان کی ہر چیز، اس کی دولت، اس کی جان سب کچھ امانت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کے مالک ہیں ایسی صورت میں ہر چیز کی حفاظت ایمین کی حیثیت سے ہم پر فرض ہے اور اس امانت کو اس کے مالک کی اجازت سے ہی خرچ کیا جاسکتا ہے، اسراف و ترفیع کا ہونا اور وہی موجب عتاب ہیں کیونکہ اس کی اجازت نہیں ہے۔ مالک کی اجازت کے بغیر خرچ کرنا یقیناً عذاب کا باعث ہوگا۔

غایت متخلفین

انسان کی تخلیق کی وجہ عبادت الہی کے سوا کچھ نہیں ہے۔
اب جو کچھ بھی عطا کیا گیا ہے، جسم و جان، صحت و دولت
ہر چیز عبادت میں خرچ ہونی چاہیے۔ جس کو حسبِ قدر حاصل ہے اسی قدر اس
پر فرض ہے کہ ہر نعمت کو عبادت کے لئے استعمال کرے، اس عقیدہ پر ایمان
رکھنے والے افراد کی ساری زندگی بشمول عائلی زندگی یا تجارتی زندگی سب
یہی عبادت میں شامل ہوتی ہے، مخلوق کی خدمت بھی بہترین
عبادت ہے۔

مختلف رسوم میں برباد کیا جانے والا سرمایہ اور وقت مخلوق
کی خدمت میں صرف کیا جانے تو اس سے بہتر کوئی دوسری صورت نہیں ہے
نام اور کام دونوں حاصل ہو جاتے ہیں۔

آپ حساب کر لیں نتیجہ ظاہر ہو جائے گا، مثال کے طور پر ایک
شادی میں ایک لاکھ روپیہ فتنو لیتا یعنی نمائش اور روشنی اور دعوتوں میں
برباد ہو جاتا ہے تو یہ رسم کتنے عرصہ کام میں رہتی ہے، چند دن میں یہ رسم
خرچ ہو جاتی ہے، شادی کا ہنگامہ ختم ہوا اور — کھیل ختم پیسہ مضم
والا معاملہ ہو گیا۔

فرض سے کریں کہ یہ رسم آپ کسی کار خیر میں خرچ کریں تو اس کا فائدہ کس
قدر مخلوق کو ہوگا۔ اور خود معطلی کو کتنا فائدہ ہوگا۔

اس کا بھی اندازہ کر لیں۔
ایک معمولی ڈپنسری جس میں ماہانہ ایک ہزار سے زیادہ مریض مفت

علاج حاصل کرتے ہیں۔ تین ہزار روپیہ یا سواری میں بخوبی جاری ہو سکتی ہے۔ اس طرح تین برس تک ڈسپنری کام کر سکتی ہے۔ جس کے ذریعہ چالیس سے پچاس ہزار تک مریض علاج حاصل کر سکتے ہیں۔

ایک لاکھ کے سر یہ سے پچاس کو اڑھائی لاکھ کے لاکھ کے لئے تعمیر کئے جاسکتے ہیں جیسا کہ اچکل اورنگی ٹاؤن کراچی میں مہاجرین مشرقی پاکستان کے لئے تعمیر کئے جا رہے ہیں، بے شمار ادارے اور محیر حضرات یہ مکانات تعمیر کر کے بلا معاوضہ ضرورت مند افراد کو دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ دینی تعلیم کے مراکز اور مساجد کی تعمیر بھی صدقہ جاریں سے کئے جاسکتے ہیں جس کا ہمیشہ فائدہ ہوگا۔ یعنی موت کے بعد بھی ہوگا۔

گویا وہ دولت جو فضول خرچ کر کے موجب گناہ تھی، گناہ اور بے لذت کے مطابق تھی اگر مناسب صورت میں خرچ کی جائے تو باعثِ ثواب اور موجبِ رحمت و برکت ہو جاتی ہے۔

”ہم خرما ہم ثواب“

نام بھی پایا اور کام بھی ہو گیا۔

رسمِ دراج ہر علاقہ اور ہر برادری میں مختلف ہیں مثلاً ایک شادی میں دیکھا کہ دولہا صاحب حقیقی انداز

رسمِ دراج

میں دولہا سے زیادہ دلہن بن کر مجلس میں تشریف لائے۔ بہراں اس قدر طویل کہ روتے زبیا کا دیدار ممکن نہیں۔ بلکہ موصوف اپنی بیانی سے کام نہیں لے سکتے تھے اس پرستم یہ کہ نولوں کے مارگلے میں اس قدر تھقے کہ بیان کرنا ممکن نہیں معلوم

ہو کہ دوست احباب نوٹوں کے ہار تیار کراتے ہیں اور یہ اظہار محبت کے طور پر ہے جس قدر تعلق خاطر ہوگا، اتنا ہی طویل اور قیمتی ہار ہوگا۔ اظہار دولت اور محبت کا یہ طریقہ کس قدر سوقیانہ ہے، اہل ذوق خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ نمائش کی حد ہو گئی گویا اپنی دولت کا اشتہار دینا ہے۔

سارے بارہ بجے نکاح کا وقت تھا۔ لیکن تین بجے تک بارات نہیں آئی چار بجے نکاح اور پھر دوپہر کا کھانا ہوا۔ وہ بھی اس انداز میں کہ پیٹ ہاتھ میں لیکر چلتے پھرتے کھالیں یہ بھی ایک نئی رسم ہے جو تیزی سے جاری ہو رہی ہے یعنی اس قدر جدیدیت ہے کہ عمر اور سفید ریش بزرگ بھی مجبور ہیں کہ کھڑے سو کر کھانا کھائیں اس کے ساتھ قدامت کا یہ اظہار ہے کہ اچھا خاصہ دستورات میں شامل ہو گیا۔ یعنی نوشاہ کا حلیہ قابل دید تھا۔

علاوہ ازیں کھانے کے بعد مجلس بھانڈ اپنی حماقتوں اور اہل مجلس کی جہالت کا اقرار کرتے ہیں۔ اور فحش اشارے کنایہ اور ندامت انداز میں گالیاں سنتے ہیں افسوس کہ — ”یہ مسلمان ہیں، جنہیں دیکھ کے شرما نہیں بہو“

بعض علاقوں میں رسم ہے کہ دلہن کی رخصتی کے وقت اس کے بھائی اپنی بہن کا ڈولہ خود اٹھا کر کچھ فاصلے کے بعد بارات والوں کو دیتے ہیں۔ شاید مغلیہ زمانہ کے رسم ”ڈولہ دینا“ کی سنواری ہوئی شکل یہ رسم ہے۔ لیکن عورت فرمائیں کہ اس کا مذہب اور شرع سے کیا تعلق ہے۔

رسومات علاقہ دار مختلف ہیں لیکن ایک بنیادی چیز یکساں اور نمایاں ہے وہ ہے نمائش اور آرائش۔ اگر بنیادی اصلاح ہو جائے تو بڑی بات ہے۔

وقت کا تقاضا

موجودہ وقت کا تقاضا ہے کہ جس طرح فی زمانہ طرزِ ریش لباس و خوراک میں تبدیلیاں ہو رہی ہیں اسی طرح مزوجہ

رسوم میں بھی تبدیلی ناگزیر ہے حالات ایسی تیزی سے تبدیل ہو رہے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد یہ غیر شرعی فرسودہ رسومات خود بھی ختم ہو جائیں گی۔ جس کی مثال یورپ اور امریکہ کی شادیاں ہیں جہاں نہایت مختصر اور سادہ انداز میں شادی ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ سب معاشی اور اقتصادی بنیاد پر ہوتا ہے۔ ہمارا ملک بلکہ یہ پورا خطہ ترقی پذیر ہے۔ یہ ارتقائی دور ہے اور تبدیلی ناگزیر ہے، معاشی الجھنوں میں قدم قدم پر اضافہ ہو رہا ہے ایسی حالت میں جس قدر جلد ممکن ہو اصلاح ضروری ہے۔ اگر یہ اصلاح اسلامی تعلیم اور احیاء سنت کے تحت ہو تو اس کا عظیم اجر و ثواب حاصل ہو گا۔

قابل تقلید کردار

اصلاح رسوم کا سلسلہ پاکستان میں جاری ہے اور بعض برادریاں ان پر عرصہ سے عمل پیرا ہیں۔

آغا خانی خوجہ برادری عرصہ سے اس پر قائم ہے کہ ان کی شادیاں اجتماعی صورت میں جماعت خانہ میں ہوتی ہیں ایک ہی وقت میں سو دو سو شادیاں ہو جاتی ہیں۔ ان میں نہ کسی گھر میں عام دعوت ہے نہ روشنی کا غیر معمولی انتظام، چونکہ شادیاں اجتماعی ہوتی ہیں اس لئے تمام برادری کا اجتماع ہوتا ہے۔

بہمن برادری مسجد میں نکاح کرتی ہے اور ان کے ہاں بھی بڑی تعداد میں نکاح

ایک ہی خطبہ میں ہو جاتے ہیں، شکر کار مسجد ہی سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ بوہرہ حضرات بھی جماعت خانے میں نکاح کرتے ہیں۔

دہلی کے پنجابی سوداگران بھی گزشتہ بارہ چودہ برس سے اسی انداز میں

شادیاں کرتے ہیں، ان کے یہاں بھی نکاح مسنونہ مسجد میں ہوتا ہے، بلکہ اکثر شادیاں بعد عصر شوہر کاؤن کی مسجد میں ہوتی ہیں، خواہ شادی کا گھرانہ کتنے فاصلے پر رہتا ہو اس طرح ہر سفتے کئی کئی نکاح ہوتے ہیں تمام باراتوں کے مدعوین بیک جا ہوتے ہیں۔ اس میں ایک مزید فائدہ یہ ہے کہ ایک شخص بیک وقت متعدد نکاحوں میں شمولیت کر لیتا ہے۔

ان تمام برادریوں میں جو بیات مشترک سے وہ ہے سادگی اور وقت کی پابندی۔ غیر ضروری اخراجات یعنی روشنی، آرائش، بارات کے لئے نشستوں کے انتظام اور دیگر فضول رسومات سے نجات مل جاتی ہے، سواریوں کا بندوبست بھی نہیں کرنا پڑتا۔

عقد مسنونہ کی حقیقت یہ ہے کہ مرد و زن ازدواجی زندگی گزارنے کے لئے عہد کرتے ہیں اس عہد کے دو گواہ ہونے لازم ہیں اور شوہر کی طرف سے ایک مناسب رقم بطور مہر ہونا چاہیے جس کی کوئی تعداد مقرر نہیں یہ نقد بھی ہو سکتا ہے اور زیور اور زمین کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔ اسی کا نام عقد یا نکاح ہے۔ بس یہ حقیقت ہے اتنا ہی شرعی حکم ہے۔ گواہ اس لئے ضروری ہیں کہ انسان کی موت و زندگی کا بھروسہ نہیں۔ اگر بغیر گواہوں اور اعلان کے نکاح خاموشی سے کر لیا جائے بعد میں فریقین سے ایک منکر ہو جائے یا کسی ایک کا انتقال ہو جائے تو فریقین کو بطور وارث تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ گواہان کی موجودگی سے ثبوت فراہم ہو سکتا ہے۔ اس تمام معاملہ میں نہ قاضی کا ذکر ہے نہ خطبہ مسنونہ اور قرآن کریم کی تلاوت ضروری ہے۔ یہ صرف مرد و زن کا ایک معاہدہ ہے جسے عربی میں عقد کہتے ہیں۔

ایزہ خطبہ مسنونہ اور تلاوت کلام پاک بطور بیکت اور نزول رحمت کے ضروری ہے اور یہ ضرور ہونا چاہیے اس قدر سادہ و فطری انداز میں انجام دیا جانے والا کام ہم نے ایسی دشواری اور الجھنوں کا سبب بنا دیا ہے کہ وہ کسی طرح قابو میں نہیں آتا نہ ہندی کا ذکر ہے اور نہ سلامی کا نہ مہمان داری اور نمائش کا۔ اصل بات معاہدہ اور اس کے گواہان تک محدود ہے۔

مشہور عالم کہاوت — ”میاں پیروی راضی تو کیا کرے گا قاضی“ — قطعی درست ہے۔ ایزہ نکاح کا اعلان سنت ہے۔ یہ اس لئے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس معاہدہ سے واقف ہو جائیں اور یہ صورت با اسانی مسجد میں نکاح کرنے سے بھی ہو جاتی ہے۔ کہ کسی بھی نماز کے بعد نکاح ہو جائے ظاہر ہے کہ تمام نمازی واقف ہو جائیں گے۔

مسنون دعوت | دلیر کی دعوت مسنون ہے لیکن یہ مسنونہ دعوت بھی غیر مسنونہ طریقہ پر انجام دی جاتی ہے جس طرح شادی و نکاح کا معاملہ انجام دیا جاتا ہے۔ سنت نبویؐ کی پیروی کرنا جزو ایمان ہے۔ لیکن عمل سے قبل روح سنت سے واقف ہونا بھی ضروری ہے، سنت آسانی اور سادگی کا نام ہے۔ اسلام دینِ نطرت ہے۔ دلیر کی دعوت خود حضور اکرمؐ، حسن انسانی علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا کہ ایک بار صرف ایک پیالہ میں دودھ لایا گیا۔ حاضرین مجلس نے ایک ایک گھونٹ لیا دلیر ہو گیا۔ ایک بار کچھ بچوں میں مٹھیں، سب کو تقسیم کر دی گئیں دلیر ہو گیا۔

اس کے علاوہ یہ بھی طریقہ ہے کہ حاضرین یا دوست احباب اپنے اپنے گھروں سے کھانا لے آئیں اور سب مل کر ایک دسترخوان پر کھانا کھالیں۔ یہ بھی دلیمہ ہو گیا۔

ان سب صورتوں میں جو بات مشترک ہے وہ یہ کہ کسی صورت میں بھی دعوت نامہ جاری نہیں ہوا۔ بلکہ صرف حاضرین جن کی تعداد جو بھی ہو شریک ہوئے اور حصہ بفر جو بھی تھا تقسیم ہو گیا۔

ایمان داری سے فیصلہ کیجئے کہ کیا آج کی دلیمہ کی دعوتیں دعوت مسنونہ کہلانے کی مستحق ہیں۔ یہ نمائش، روشنی اور آرائش، پھر اس میں فیشن پر پید اور دولت مندی کی نمائش، بعض جگہ محسوس اجتماع، اکثر و بیشتر بازاری انداز میں کھڑے ہو کر ٹیکہ ٹیکہ ٹہل کر کھانا کیا یہ دلیمہ مسنونہ ہے۔؟

افسوس سے کہ ہم یہ بھی نہیں سمجھ سکتے کہ ایسی دعوتوں کا دعوت مسنونہ کہنا بھی موجب گرفت ہو سکتا ہے۔ یہی احتیاط لازم ہے۔

لحظہ فکر یہ

دراصل یہ تمام ذہنی عیاشیاں، فضول خرچیاں
روایات کی پیروی اور پرادری کے رواج پر عملدرآمد کا

نمونہ ہیں اور کچھ ہماری اپنی ایجادات ہیں ان سب کو شرعی پردہ پہنانا مزید
جہالت ہے۔ دولت مند تو یہ سب کر لیتا ہے لیکن نادار اور عزیز خاندان کس
طرح عمل کرے گا۔ — کون یہ کہہ سکتا ہے کہ اس کا تمام خاندان مال

دار ہے۔ ہر خاندان میں ایسے افراد موجود ہیں جو اکثر و بیشتر اپنی ضروریات بھی پوری
نہیں کر سکتے آپ غور کریں گے تو آپ کے عزیزوں، قریبی رشتہ داروں میں ایسے

مستحق ہوں گے جو اپنی روزانہ کی ضروریات میں خود کفیل نہیں ہوں گے، ایک داد ایا
ایک باپ کی اولاد، ایک مالدار دوسرا مفلس کیا ہمارا یہ فرض نہیں ہے کہ ہم
اپنے ضرورت مند بھائی کی بالکل اسی طرح خدمت کریں کہ جس طرح اس کا حق ہے
قرآن کریم میں اس کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ اس مضمون کی ابتداء میں درج ہے کہ
قرابت دار کو اس کا حق مالی اور غیر مالی دیتے رہنا۔

ہمارا دین میں پڑوسی اور مہمایہ کے ساتھ بھی حسین سلوک کی تعلیم دیتا ہے
یہ تو پھر خون کے رشتہ کا بھائی ہے۔ اس کا حق تو کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں
کیا جاسکتا۔

دل آزاری

شادی بیاہ اور دیگر فضول رسومات سے بچو اگر ہم یہ
رسم اپنے اس غریب بھائی کو دیدیں تو عین ممکن ہے کہ
وہ خود کفیل ہو جانے اور معاشرہ میں اپنا مقام حاصل کر لے۔ ایک جرم یہ بھی
ہے کہ یہ غریب بھائی یا بہن آپ کو اس طرح دولت لٹاتے دیکھے گا تو اس کے دل
کی کیا حالت ہوگی، کیا وہ یہ غور نہیں کرے گا کہ میرے بیوی بچے گھر میں ناقہ سے
پڑے ہیں اور میرے بھائی کے ہاں گھر چھینک تماشہ ہو رہا ہے۔ میرا خاندان
دعوت کے باوجود صرف اس لئے نہیں آیا کہ مناسب لباس نہیں تھا، شرم کی
وجہ سے شریک نہیں ہوئے۔ لیکن یہاں میرے بھائی کی اولاد فیشن کی تصویر
نیا ہوئی ہے۔

کراچی کی صبیحہ بادیقی برادری نے اصلاح
رسوم کی درج ذیل تحب ویز حال ہی میں منظور کی ہیں

مستحسن فیصلہ

جن پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔

۱۔ نکاح مسجد میں ہوگا۔

۲۔ تماشہ جہیز اور پینڈیوں کی رسم متروک قرار دیدی گئی۔

۳۔ برات کی دعوت نہیں ہوگی۔

جن کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے اور دوسرے لوگ بھی اپنی اصلاح و فلاح کے لئے اب اس کی تقلید کرنے لگے ہیں

یہ بنیادی تجاویز ہیں ان پر عمل پیرا ہو کر اندرون خانہ رسومات بھی ختم کی جاسکتی ہیں۔

مفید تجاویز

۱۔ نکاح مسجد میں کرنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ گھر میں اجتماع کا انتظام

کرتا اور نوٹہ سازی اور چندہ بازی میں معنی سلامی کی نامناسب رسم میں وقت ضائع ہونا ختم ہو جائے گا۔ اجتماع فریقین کا براہ راست مسجد میں ہونا چاہیے

نکاح بعد نماز عصر فوری طور پر ہونا بہتر ہے۔ اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ وقت

کی پابندی ہوگی، دوسرا فائدہ یہ ہے کہ دولہا اور براتی باوضو ہوں گے اور

جماعت سے نماز ادا کر کے نکاح منعقد کریں گے، برات نماز سے قبل آئے اور

نماز کے فوری بعد نکاح ہو جائے ورنہ مزید انتظار میں وقت ضائع ہوگا۔

۲۔ نکاح کے بعد سادہ چھوٹے تقسیم ہو جائیں۔ اس میں میوہ یا

مٹھائی جو ایسا اضافہ ہوتی جا رہی ہے۔ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ چھوٹے ہی

سنت ہیں۔ براتی مسجد سے رخصت ہو جائیں۔ اور دولہا و قریبی عزیز دلہن

کو رخصت کرانے اس کی رہائش گاہ چلے جائیں۔

۳ _____ رخصتی بعد نماز مغرب اور قبل عشاء رونا ضروری ہے کیونکہ برات کا کھانا نہیں ہے۔ لیکن سرد و فریق اپنے مقیم بہانوں کو اور خود گھر والوں کو کھانا کھلائیں گے۔ ظاہر ہے کہ رخصتی سے قبل نہ لڑکی والے کھانا کھائیں گے اور نہ لڑکے والے اپنے گھر کھانا کھانے جائیں گے اس لئے جلد رخصتی ضروری ہے۔ یوں بھی نصف شب اور اس کے بعد رخصتی ہونا تمام براتیوں کے لئے تکلیف دہ ہوتا ہے۔

دولہا اور اس کے احباب کی یاد دہن کو رخصت کرنے والی مستورات کی مشروبات سے تواضع کی جاسکتی ہے۔ کھانا نہیں ہونا چاہیے۔ دلہن کے ہمراہ کھانا قطعاً نہیں جانا چاہیے۔ بعض لوگ دولہا یا سمدھیانہ کا حصہ کبکرو چار دیگیں دیتے ہیں یہ سب چور راستے بند ہو جانے چاہئیں، اگر اصلاح مقصود ہے تو مکمل طور پر سوئی چاہیے۔ جو عمل ہو مکمل ہو اور اس کا مقصد رضا الہی کا حصول ہو، نہ کہ برادری یا قانون کا خوف۔ کیوں کہ برادری یا قانون صرف ظاہر کو دیکھے گا۔ نیت اور باطن کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اگر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مقصود ہے تو پھر ظاہر و باطن یکساں رکھنا ضروری ہے۔

۴ _____ شادی یا دلہن کے دن غیر معمولی روشنی اور آرائش قطعاً ناجائز اور اسراف ہے۔ ضرورت کے مطابق روشنی سوئی چاہیے، نمائش کی ضرورت نہیں نمائش ہی ہے جس سے ایک طرف لڑکی والے فخر و افتخار معسوس کر کے چھوٹی طمانیت حاصل کرتے ہیں اور دوسری

اصل چیز

جانب خاندان بھری کی مستورات اپنے یہاں رہنے والی شادیوں کی فہرست میں نئے نئے اضافے کرتی ہیں۔

غلط دستور بعض علاقوں میں لڑکی والوں کی طرف سے سدھیانے کے ہر فرد کے لئے چوڑے اور زیور وغیرہ دینے کا رواج ہے۔ یہ بھی محض رسم ہے۔ اسی طرح ہر طبقہ میں غیر ضروری لین دین ہوتا ہے۔ جس کا بنیادی طور پر شادی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن رواج پر عمل کرنا ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ بیاہ شادی میں ناچ گانے کی محفلیں گو کم ہو گئی ہیں لیکن شکر شو اور ٹی پیو ڈگرام تسمی گانوں کی ریکارڈنگ نے اس کی جگہ لے لی ہے۔ یہ سب خلاف شرع اور اسلامی شعائر کے خلاف ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے شادی کو قیامت کبریٰ اور منگنی کو قیامت صغریٰ فرمایا ہے۔ منگنی بھی ایسی ضروری رسم قرار دے دی گئی ہے حالانکہ نہ اس کی کوئی شرعی ضرورت ہے اور نہ اس کی اہمیت۔ تاہم جہاں کسی وجہ سے ایسی ضرورت ہو تو مضائقہ نہیں۔ لیکن فضول اور مسرفانہ رسومات سے دور رہنا ضروری ہے۔

منگنی بھی اچھی خاصی شادی ہو جاتی ہے، لین دین، دعوت، مہمانداری غرضیکہ شادی کے لوازمات سب پورے ہو جاتے ہیں۔ منگنی کا مقصد صرف یہ ہے کہ برادری اور رشتہ داروں میں سب کو علم ہو جائے کہ اس لڑکی یا لڑکے کا رشتہ طے ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی افادیت نہیں، صرف اس اعلان کے لئے اس قدر اہتمام اور اسراف بے معنی ہے۔

اعلان اور شگون کے لئے چند سیر مٹھائی اور معمولی مخالفت فریقین کے استعمال کے لئے تبادلوں کے لئے جائیں تب بھی اعلان ہو جاتا ہے، جب اس سادگی سے مطلب براری ہو سکتی ہے تو پھر فضول اور لغو رسومات پر عمل کر کے وقت اور سرمایہ ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

درحقیقت اصلاح تو زندگی کے ہر شعبہ اور معاشرہ کے ہر جز کی ہونی چاہیے۔ ہماری بدامالی ہمیں اس حال میں لے آئی ہے کہ نام کے مسلمان رہ گئے درنہ واقعہ یہ ہے کہ ہم تو مسلمان کے معنی و مفہوم بھی نہیں جانتے۔

حرفِ آخر

ہم نے اپنا لباس، اپنی تہذیب، اپنی معاشرت سب کچھ تبدیل کر لیا ہے اور زیادہ افسوس یہ ہے کہ ہمیں اس کا احساس تک نہیں — اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ اچھے مسلمان اور اچھے انسان بن کر زندگی گزاریں یہ مسئلہ کسی ایک فرد یا برادری کا مسئلہ نہیں، کسی ایک ملک کا بھی نہیں پورے عالم اسلام کا ہے، البتہ اصلاح کی کوشش ہر فرد کو ذاتی طور پر شروع کرنی چاہیے۔ کہ سب سے پہلے اپنی ذات کی اصلاح ہو اس کے بعد اپنی اولاد اور اپنے گھر کی اصلاح ممکن ہے۔ پوری ملت کی اصلاح کی کوشش اپنی اصلاح کے بعد ہی ممکن ہے جو ہم سب پر لازم ہے کیونکہ

فطرت افراد سے اغماض تو کرتی ہے

کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

عہد | ایسے باہم عہد کریں کہ آج سے بلکہ ابھی سے زندگی کے ہر شعبہ
 میں اسراف و نمائش سے بچیں گے اور اپنے گھر والوں اور
 متعلقین کو تلقین کریں گے، خاص طور پر شادی و بیاہ، غمی و سوگ کے موقعوں
 پر خلاف شرع رسومات سے سختی کیساتھ اجتناب کریں گے اور تمام کام اللہ تعالیٰ
 اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے حصول کے لئے عمل میں لائیں
 گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے اور اس تحریک کو شرف قبولیت عطا فرمائے
 اور کارکنان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین!

احقر الزمان

محمد منصور الزمان

بار اول — یکم مئی ۱۹۶۶ء (۲ ہزار)

بار دوم — یکم جولائی ۱۹۶۶ء (۵ ہزار)

نوٹ | جو ادارہ یا جو صاحب اس بفلٹ کی اشاعت میں دلچسپی
 رکھتے ہوں اس کی اشاعت کر کے یہی یہ صدقہ جاریہ ہے
 آپ کی سہولت کے لئے مطلوبہ تعداد آپ کے فرج پر اسی صورت میں تیار کرانی
 جاسکتی ہے۔ نوٹوں کا پیمانہ محفوظ ہیں اس طرح افراجات میں کفایت ہو جائیگی۔

سید الیکٹرک پولیسے فلٹانے میں چھپا

ایضاً ملتان کے بعد سی عبد الرحمن خان کا دوسرا تاریخی شاہکار

بہارِ وقت

تقریبات ہماری سماجی زندگی کی عکاس ہوتی ہیں مگر ان کے نقوش محفوظ نہ ہونے کی وجہ سے وہ رات گئی بات گئی کا مصداق بن جاتی ہیں۔ اس مرقع میں پہلی بار گذشتہ ربع صدی کی اہم صدرتی ثقافتی، اشاعتی، صحافتی و کالم تجارتی بلذیبانی تصنعی، علاقائی تعاون، ملی، علمی، تعلیمی، ادبی، نشری، سرکاری، زفائی، طبی، تفریحی، سماجی، شعری، استقبالیہ اور الوداعی تقریبات اور جشن موسیقی، جشن ملتان، جشن شہید، جشن ترقیات اور جشن ایران کی جھلکیاں طلسم تحریر و تصویر کے ذریعہ پیش کی گئی ہیں۔

چار سو نصاب پر مشتمل اس مرقع میں مارشلائی اثرات، انتظامیہ کی پریشانی، راہنماؤں کی خوفزدگی، پولیس کے تشدد و طلبا کی غنڈہ گردی، قانون کی بے بسی، انصاف کی کس مپرسی، جنس کی کشش، آمریت کا آغاز، موسیقی کی سرپرستی، فلمی ستاروں کی سرفرازی، اسلامی نظام سے فرار، یہودی اور روسی منصوبوں کی پذیرائی، آغا خان پیشواؤں کے قابل تقلید کارنامے، مشاہیر کے سوانحی خاکے، سیاسی زاویے، معاشرتی جائزے، تاریخی تبصرے، انکشافات و معلومات اس خوبی سے پیش کئے گئے ہیں کہ یہ یادگار مرقع ہماری ربع صدی کی تہذیب و ثقافت کی ایک نادر اور دل چسپ تاریخ بن گیا ہے۔

یہ مرقع حامل نقوش و نگار رفتہ ہے، اس گلستاں میں مفید ہر بہار رفتہ ہے، عمدہ کتابت و لاپتی دبیر کاغذ، آفٹ کی دیدہ زیب طباعت، سنہری ڈائیر سیاہ پارچی مضبوط جلد، اس ورق سے دگنا یعنی ۲۰x۲۰ کا بڑا سا زخم حجم ساڑھے چار سو صفحات، قیمت چالیس روپے، محصول ڈاک علاوہ

جاوید اکیڈمی، چھلک ملتان

Marfat.com

نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو
گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ القرآن

زکوٰۃ الاسلام کا بنیادی و مکمل

از جناب علامہ منصور الزماں صاحب صابقی

ادارہ تعلیم الاسلام (ریجنل کلیمہ ہاؤس) لہور

پہلی ایڈیشن
دوسرا

تاریخ اشاعت
۱۹۸۳ء

صفحہ
۲۰۰

صدقہ جاریہ

جب ہم نے کتاب سنت کے تقاضوں کے خلاف کفر و شرک، بدعات رسومات، خرافات و
 فریفتوں کو ترجیح دینی شروع کی ہے۔ دین کو صرف عبادات کا مجموعہ تصور کر کے اخلاق و عادات
 معاملات و معاشرت کو اس سے خارج کر دیا ہے اور اسلامی شعائر و اقدار کی بجائے خدا بیزار تہذیب
 کو اپنا نام شروع کیا ہے تب سے ہم گونا گوں مصائب و عذاب میں گرفتار ہیں۔ تعلیم دین کی کمی کی وجہ سے
 ہماری اکثریت، معاملات و معاشرت کے متعلق شرعی مسائل اور دینی تقاضوں سے ناواقف ہے
 اور نہ خود واقفیت حاصل کرنے کیلئے اس کے پاس وقت ہے۔ حالانکہ دنیا و آخرت کی بہتری کیلئے
 ان کا جاننا اشد ضروری ہے۔ اسی لئے جناب الحاج محمد منصور الزمان صاحب صدر جمعیۃ دینی
 صدیقی برادری پاکستان، کراچی نے اس بصیرت افروز معلومات افزا اور مفید سلسلہ مضامین کی تبلیغاً
 نشر و اشاعت کا اہتمام کیا ہے جس کا پڑھنا اور پڑھانا باعث ثواب ہے۔

آپ بھی اسے خود شائع کر کے تقسیم کر سکتے ہیں یا ہماری معرفت یہ طبع کرا کر تقسیم کرا سکتے ہیں
 اور اس طرح گھر بیٹھے تبلیغ دین کا فرض کفایہ ادا کر سکتے ہیں جس کے لئے سزا و دوزخ جہاں
 صل اللہ علیہ وسلم لے یوں دعا فرمائی ہے کہ بر

”اللہ اس آدمی کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سن کر یاد کی
 پھر انہیں ان لوگوں تک پہنچا دیا جنہوں نے نہ سنی تھی۔“

ان رسائل کی نشر و اشاعت صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہمارے ہاں چونکہ ان کی اشاعت
 کا پورا انتظام ہے اس لئے یہ ہمارے ہاں جلد باسانی اور بار بار اشاعت چھپ سکتے ہیں۔

مفتی عبدالرحمن خان صاحب علیہ السلامی دارالاشاعت علوم اسلامیہ چیمبرک بلقان شہر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رکن

از جناب محمد منصور الزمان صاحب صدیقی کراچی

زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں ایک اہم جز ہے۔ اس کی ادائیگی اور اس کو بنیادی رکن تسلیم کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ البتہ ادائیگی کے لئے صاحب نصاب ہونا ضروری ہے۔

زکوٰۃ کا انکاری دین سے خارج ہے اس کی اہمیت اسی سے ظاہر و ثابت ہے جو صاحب نصاب زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اُن کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی زکوٰۃ کی صحیح ادائیگی اور اپنے فرض سے عہدہ برآ ہونے کے لئے زکوٰۃ کے نصاب اور آداب ادائیگی سے بھی واقف ہوں۔ الحمد للہ ہم میں بیشتر حضرات زکوٰۃ ادا کرتے ہیں لیکن مسئلہ سے واقفیت کم لوگوں کو ہے۔ اس کے ساتھ ہی نیت کا بھی مسئلہ ہے۔

بتا کسی فرض کو جبر سے ادا کرنا یا اس کی ادائیگی میں گرانی محسوس کرنا عمل کو نارت کر دینے کے مترادف ہے۔ عموماً ہم اس قسم کی باتیں کرتے اور سنتے ہیں کہ رقم فالتور کھی ہے۔ زکوٰۃ دینی پڑتی ہے یا زیورات کی زکوٰۃ دینی پڑتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ فقرے کچھ انداز سے کہے جاتے ہیں کہ جیسے زکوٰۃ کی ادائیگی گراں گزرتی ہو۔ ایک صاحب صرف اس لئے جائیداد خریدتے ہیں کہ زکوٰۃ سے نجات لیتی ہے۔ نقد کی صورت میں سرمایہ پر زکوٰۃ دینی پڑے گی اس لئے جائیداد خرید لی

ایسے اصحاب جو زکوٰۃ ادا کرتے بھی ہیں تو مجبوراً ہی کرتے ہیں۔ دل سے نہیں کرتے
یعنی زکوٰۃ ادا کر کے ثنا پر طبیعت کو رنج ہی ہوتا ہوگا حالانکہ مسرت ہونا چاہیے
اور شکر ادا کرنا چاہیے۔ یہ شکر بجالانے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں زکوٰۃ
ادا کرنے کے قابل بنایا۔ اگر وہ زکوٰۃ لینے والوں میں شامل کر دیتا تو ہم کیا کرتے

مقام شکر کیا یہ مسرت کا باعث نہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے

اس قابل کیا کہ ہم زکوٰۃ ادا کریں۔ کیا یہ معاملہ گرانی اور حیرت کا ہو سکتا ہے۔ کہ
اللہ تعالیٰ ہمیں سو روپے عطا فرمائیں اور ہم ان کی خوشنودی اور رضا کے لئے
تعمیل حکم میں صرف ۲ روپے اپنے ہی کسی مستحق اور ضرورت مند کسی قریبی
عزیز کو دے دیں۔ ڈھائی روپے دے کر بھی ۹ روپے باقی رہتے ہیں
گویا ۲ روپے کا شکر نہیں ڈھائی روپے کا نعم ہے۔

زکوٰۃ مسرت اور شکر کے ساتھ ادا کرنی چاہیے اس کی ادائیگی کے بعد اگر
روح کو بالیدگی اور قلب کو سکون حاصل ہو تو یہ اس کی قبولیت کی نشانی ہے
اور اگر قلب کو گرانی یا بلال ہو تو پھر اس فعل کے غارت ہونے میں دیر نہیں لگے
گی۔ جس طرح تمام اعمال کی بنیاد نیت پر ہے۔ زکوٰۃ کی بھی صورت ہے زکوٰۃ
دے کر احسان جتنا نیا دنیاوی نام و نمود کے لئے کسی کو زکوٰۃ دینا یا اس کا بلا و جھوٹ
پر وہی گنڈہ کرنا اور اپنی ذاتی شہرت کے حصول کا ذریعہ بنانا ہر لحاظ سے غلط اور
آخرت کے اجر کو ختم کر دینے کے مترادف ہے۔

زکوٰۃ بعد تحقیق ضرورت مند اور مستحقین کو

دینی چاہیے۔ زکوٰۃ ادا کرنے والا کوئی احسان نہیں کرتا بلکہ اپنے فرض

اپنے فرض کو ادا کرتا ہے۔ اس کے باوجود یہ خیال پیش نظر رہنا بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی قبول فرمائے والے ہیں نہ معلوم کیا غلطی ہو گئی ہو اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں اور اپنی رحمت سے اس کو قبول فرمائیں۔

عام طور پر زکوٰۃ کے مسائل دینی کتابوں میں مجمل اور عالمانہ انداز میں ہوتے ہیں جن کی تشریح ضروری ہوتی ہے اور عموماً تجارت پیشہ حضرات اپنی مصروفیت یا عدم دلچسپی کے باعث کسی عالم کے پاس مسئلہ کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور کتاب سے وضاحت اور صحیح علم حاصل نہیں کر سکتے اس لئے غلطی کا امکان رہتا ہے۔ اس سلسلے میں راقم الحروف نے کچھ تحریری سوالات حضرت مولانا مولوی محمد یوسف صاحب دہلوی مدظلہ سے کئے جس کے جوابات مولانا محترم نے تحریری عنایت فرمائے جملہ سوالات اور ان کے جوابات سلسلہ وار درج ذیل ہیں۔

سوالات

- ۱۔ زکوٰۃ کتنی قسم ہے فرض ہے؟
- ۲۔ زکوٰۃ کس سرمایہ پر فرض ہے؟
- ۳۔ فیکٹریوں کی مشینوں یا باڈنگ اور جائیداد پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟
- ۴۔ صاحب لصاب کے گھر میں ریڈیو، قالین، فرنیچر، آرائشی سامان ڈزسیٹ اور دیگر گھریلو سامان ہے جو روزانہ استعمال میں آتا ہے۔ مثلاً قالین فرش پر بچھا ہوا ہے اور سامان کرے میں بچا ہوا ہے وغیرہ وغیرہ کیا اس کی قیمت پر زکوٰۃ ادا کرنی ہے؟

۵۔ مندرجہ بالا کے علاوہ کافی سامان برتن کپڑے وغیرہ ایسے ہیں جو روزانہ استعمال میں نہیں آتے کیا ان پر بھی زکوٰۃ ادا کرنی ضروری ہے؟

۶۔ زکوٰۃ کا مستحق کون ہے؟

۷۔ کیا نابالغ کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے؟

۸۔ کفن، دفن، تعمیر مسجد، مدرسہ وغیرہ یا تبلیغی و دینی کتب کی اشاعت میں زکوٰۃ خرچ کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

۹۔ طلباء کی فیس اور خریداری کتب کے لئے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

اور کیا دنیاوی تعلیم کے لئے زکوٰۃ سے امداد کی جاسکتی ہے؟

۱۰۔ ایک شخص اپنی لڑکی کی شادی کے لئے اخراجات کا طالب ہے کیا

اس کو زکوٰۃ کی رقم دینا جائز ہے جبکہ اس کے پاس لڑکی کا بہنر موجود ہے اور

اب صرف اوپر کے اخراجات کے لئے رقم درکار ہے اور کیا بہنر کے سامان کی کمی

پوری کرنے کے لئے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے؟

۱۱۔ ادا نیگی زکوٰۃ کے لئے مستحقین میں کس کو فوقیت دی جائے؟

۱۲۔ ایک سائل خود کو زکوٰۃ کا مستحق کہتا ہے اور یہ ظاہر معلوم بھی ہوتا ہے

لیکن کسی وجہ سے تصدیق اس کے مکان پر جا کر نہیں کی جاسکتی ایسی صورت میں

اس کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

ایک شخص جو حلفیہ تحریر کرتا ہے یا بیان کرتا ہے کہ وہ مستحق ہے کیا اس کے

حلف پر اعتماد کیا جاسکتا ہے؟

۱۳۔ زکوٰۃ انفرادی طور پر ادا کرنی بہتر ہے یا جماعتی طور پر؟

کیا جماعت کی تشکیل ہو جانے کے بعد انفرادی طور پر زکوٰۃ ادا کی جاسکتی ہے؟
 ۱۴۔ صاحبِ نصاب اپنے وکیل یا اپنی جماعت کو زکوٰۃ کی رقم ادا کرویتا ہے
 کہ وہ اس کو خرچ کریں۔ ایسی صورت میں اس شخص کی زکوٰۃ ادا ہوگئی یا اس کی رسم
 جب اس کا وکیل کسی شخص کو دے گا جب ادا ہوگی؟

۱۵۔ تمبیک کا کیا طریقہ ہے؟ تمبیک کس صورت میں جائز ہے۔ اور اس کا
 شرعی جواز کب پیدا ہوتا ہے؟

۱۶۔ کیا زکوٰۃ کی ادائیگی میں رقم کا تعین کم از کم یا زیادہ سے زیادہ مقرر ہے؟
 ۱۷۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کا بہترین اور اعلیٰ طریقہ شریعت کے لحاظ سے کیا ہے؟

الجواب

۱۔ مقدار نصاب | ۵۲ ۱/۲ تولے چاندی یا ۲۷۰ تولے سونا یا ۵۲ ۱/۲
 تولے چاندی کی قیمت کے برابر کے تجارت کا
 مال ایسا نصاب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے اگر کسی شخص کے پاس پندرہ
 بیس تولے چاندی اور دو اڑھائی تولے سونا اور پندرہ بیس روپے کا تجارت
 کا مال ہو اور ان سب کی قیمت ۵۲ ۱/۲ تولے چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے
 تب بھی اس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اگر کسی کے پاس فقط تیس چالیس تولے
 چاندی ہے اور کچھ نہیں یا فقط تیس چالیس روپے کا تجارتی مال ہے تو ایسے شخص
 پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی۔ یہ فرضیت اس وقت ہے جب اس شخص کو اس مقدار
 پر پوری قدرت حاصل ہو۔ ورنہ اس مقدار اور اس سے زیادہ مقدار سے بھی

فرضیت متعلق نہیں ہوتی۔ مثلاً کسی شخص کے پاس ۹ ہزار تولے چاندی ہے یا ہزار تولے سونا ہے یا دس ہزار روپے کا تجارت کا مال ہے اور وہ شخص بالترتیب نو سو ستر تولے چاندی یا ۹۹۲ تولے سونے یا ۹۹۵ روپے کے تجارت کے مال کا قرض دار ہے تو اس شخص پر اس مال کے متعلق زکوٰۃ فرض نہ ہوگی۔ کیونکہ اس شخص کو اس مال پر قدرت اور ملکیت حاصل نہیں۔ مثلاً ادائے قرض کے بعد اس کے پاس پہلی صورت میں ۳ تولے چاندی بچے گی۔ اور دوسری صورت میں ۶ تولے سونا اور تیسری صورت میں ۵۰ روپے کا تجارت کا مال بچے گا۔ اور اس مقدار پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ اس مقدار پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے زکوٰۃ کی ادائیگی فرض نہیں ہوتی ادائیگی اس وقت فرض ہوتی ہے جب اس مال پر پورا ایک ہجری سال گزر جائے اگرچہ سال پورا ہونے سے پہلے بھی زکوٰۃ ادا کر دینی جائز ہے۔ لیکن فرض نہیں۔

سونا چاندی دان میں رائج الوقت سکے بھی
 ۲-۳-۴-۵ مال زکوٰۃ (داخل ہے) تجارت کا مال۔ مویشی اور زمین

کی پیداوار پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے اور کسی چیز پر فرض نہیں ہوتی (سہمی آبادی کا عام طور پر مویشیوں اور زراعت سے واسطہ نہیں پڑتا اس لئے ان سے بچت نہیں کی گئی۔ مثلاً فیکٹریوں کی مشینیں جن سے سامان تیار کیا جاتا ہے۔ یا جائیداد بلڈنگ جن کے کرایہ کی آمدنی استعمال میں آتی ہے یا گھر کا دوسرا سامان۔ قالین، فرنیچر، ریڈیو، برتن، کپڑا، ہیرے جو اہر وغیرہ وغیرہ خواہ استعمال میں ہیں یا نہ آئیں اور ان چیزوں کی قیمت لاکھوں کروڑوں کی برابر ہی کیوں نہ ہو جائے تب

بھی ان پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی کیونکہ یہ چیزیں نہ سونا ہیں نہ چاندی اور نہ تجارت کا مال۔ البتہ ان میں سے کسی چیز پر سونے چاندی کا کام ہو رہے ہو سچے سچے ستارے کے پتوں پر ٹکے ہوئے ہوں یا کوئی برتن سونے چاندی کا ہو تو یہ تمام مقدار زکوٰۃ والے مال میں داخل کی جائے گی۔

۴۔ مستحقین زکوٰۃ [مزرگی، یعنی زکوٰۃ دینے والے کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ حسب ذیل لوگوں میں سے کسی کو زکوٰۃ دے۔ اگر دے گا تو ادا نہ ہوگی۔

۱۔ جن لوگوں سے یہ پیدا ہوا ہے جیسے اُس کے ماں باپ، نانا، نانی، دادا، دادی، نانا، نانی کے ماں باپ، دادا، دادی کے ماں باپ اس سلسلے میں اوپر تک (۲) جو لوگ اس سے پیدا ہوئے ہیں جیسے اس کے بیٹا، بیٹی، پوتہ، پوتی، نواسا، نواسی۔ پوتہ، پوتی کے بیٹا، بیٹی، نواسا، نواسی کے بیٹا، بیٹی، اس سلسلے میں اوپر تک (۳) اس کی بیوی (۴) اس کا خاوند (۵) سید (۶) غیر مسلم (۷) مالدار (۸) مالدار مرد کی نابالغ اولاد (۹) غلام یا لونڈی۔ ان سب کے علاوہ ہر ایک کو زکوٰۃ دینی جائز ہے۔

نوٹ :- مالدار اس شخص کو بھی کہتے ہیں جس پر مال کی زکوٰۃ فرض ہوتی ہے اور اس کو کسی سے زکوٰۃ لینا حرام ہے اور اس شخص کو بھی کہتے ہیں جس پر مال کی زکوٰۃ تو فرض نہیں لیکن اس کو کسی سے زکوٰۃ لینا بھی جائز نہیں یہ وہ شخص ہے جس کے پاس روزمرہ کی ضرورت سے زائد اتنا مال موجود ہے جس کی قیمت ۵۲۰ تو لے چاندی کی قیمت کے برابر ہے مگر وہ مال سونا چاندی یا تجارت کا مال نہیں ہے

مثلاً ایک شخص کے پاس ریڈیو ہے فریج ہے۔ دو چار سو روپے کے کپڑے اور برتن ہیں اس پر زکوٰۃ تو فرض نہیں لیکن روزمرہ کی ضرورت سے زائد کم از کم ۵۲۱ روپے چاندی کی قیمت کے برابر مال موجود ہے یہ بھی مالدار ہے اگر اس کو زکوٰۃ دی جائے گی تو ادا نہ ہوگا۔ نمبر ۷ میں مالدار مرد کی نابالغ اولاد میں مالدار کے ساتھ مرد کا لفظ اس لئے بڑھایا گیا ہے کہ اگر کسی نابالغ کی ماں مالدار اور سیس ہو اور اس نابالغ کو زکوٰۃ دے دی جائے تو جائز ہے۔ زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

۸۔ مصارفِ زکوٰۃ

زکوٰۃ کی ادائیگی اس وقت صحیح ہوتی ہے جب کسی مستحق کو اس کا مالک بنا دیا جائے چنانچہ کسی میت کو کفن دے دینا یا اس کے دفن کا خرچ اٹھالینا یا مسجد و مدرسہ تعمیر کر دینا یا ان چیزوں میں زکوٰۃ کا پیسہ خرچ کر دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ تبلیغی اور مذہبی کتب کی خرید اور مذہبی کتب کی خرید اور طباعت زکوٰۃ کے پیسے سے جائز تو ہے۔ لیکن یہ کتابیں صرف ان لوگوں کو دینی جائز ہیں جو مستحق زکوٰۃ ہیں۔ جو کتابیں غیر مستحقین کو دی جائیں گی ان کی قیمت زکوٰۃ میں محسوب نہ ہوگی۔

۹۔ دینی اور دنیوی تعلیمات کے مستحقین زکوٰۃ طلبہ کو زکوٰۃ کے پیسے سے تعلیمات کی فیس درسی کتب اور دیگر ضروری سامان دلوانا جائز ہے۔

۱۰۔ زکوٰۃ باری سبحانہ و تعالیٰ کی امانت ہے اس کا مصرف شرعی اور طبعی ضرورتیں ہیں۔ یہ امانت خداوندی۔ فیشن۔ رسم و رواج اور شہرت و نمود کے لئے وضع نہیں کی گئی۔ مستحق زکوٰۃ عورت کے واسطے بدن ڈھانپنے کے قابل جوڑا ضرورت کے دو چار برتن اور بستر کافی ہے۔ چنانچہ مرد و عورت کا سامان بیکار نہ

کے لئے زکوٰۃ کا پیسہ خرچ کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی خصوصاً جبکہ کسی مستحق زکوٰۃ کو بلا ضرورت شدیدہ زکوٰۃ کی اتنی رقم دے دینا جس سے وہ مالک نصاب ہو جائے شرعاً مکروہ بھی ہے البتہ اگر کسی کے قلب میں شفقت اور وسوسہ کا ولولہ ہی موجزن ہو تو وہ اپنے سرمایہ میں سے جتنا چاہے کسی کی شادی اور جہیز میں صرف کر دے یہ کہاں کی دیانت ہے کہ دل تو پھڑکے ہمارا اور ہم ہاتھ سنا کریں اللہ تعالیٰ کی امانت پر بہ صورت اگر کوئی شخص زکوٰۃ کو مردوجہ رسم و رواج کے مطابق صرف کرتا ہے تو وہ عتدا اللہ گنہ گار اور خائن اور شدید مواخذہ کا مستحق ہے

قال الله عز وجل وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ
الَّتِي تَقَدَّمُ تَأَخَّرُ تَحْتَمِينَ | حباء ذوی القربی والیتیمی والمساکین

دا بن السبیل والسائلین و فی الترقاب ۵ الآیہ ۔

آیت مبارکہ میں جو ترتیب ملحوظ ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے قرابت دار مستحق ہیں پھر نیامی پھر مساکین پھر مسافر پھر ضرورت مند سہالی پھر غلاموں اور قرضداروں کی آزادی چنانچہ زکوٰۃ ادا کرنے والے کے لئے اس ترتیب کا لحاظ مستحب ہے پھر ان مختلف جماعتوں میں سے بھی ہر جماعت میں مقدم و مؤخر کی رعایت مستحب ہے مثلاً قرابت داروں میں بھائی بہنیں چچا نانا سے اور بھتیجے بھتیجی، بھانجے بھانجیوں سے اور خالہ مھو پھی، چچی، ممانی سے مقدم ہیں۔ پھر قرابت داروں کے ہر ہر فریق میں بھی تقدم و تاخر کا لحاظ مستحب ہے مثلاً بھائی بہنوں کے فریق میں حقیقی بھائی بہن علاقائی اور انجانی بھائی بہنوں سے مقدم ہیں حقیقی نانا چچا خالہ مھو پھی علاقائیوں اور انجانیوں سے مقدم ہیں

اسی طرح یتیمی کی جماعت میں یتیمًا ذامقربۃ یعنی یتیم یتیم غیر قرابت دار یتیم سے مقدم ہے اور مسکینوں کی جماعت میں مسکینًا ذامقربۃ یعنی وہ مسکین جو مسجدوں کی سیڑھیوں اور پٹیوں کے فرش پر رات گزارتا ہو اس مسکین سے مقدم ہے جس کے پاس رات گزارنے کا سہارا موجود ہو یہ تو اصل قانون ہوا پھر بھی اگر کوئی بعد کے درجے والا اپنے سے زیادہ ضرورت مند ہو اور زکوٰۃ دینے والا اس موخر کو مقدم پر ترجیح دیدے۔ تو انشاء اللہ اس جذبہ پر بھی اجر و ثواب ملے گا اور شرعاً اس کو کوتاہی شمار نہیں کیا جائے گا۔

۱۲۔ تحقیق و معرفت مستحق

اس معاملہ میں مزکی کی تحقیق اور اس کی تجلبی شہادت کافی ہے خواہ مخواہ بدظنی اور کسی کے اندرونی حالات کا تجسس مناسب نہیں لیکن اتنی بے پروائی بھی صحیح نہیں کہ جس شخص نے بھی اپنا مستحق زکوٰۃ ہونا ظاہر کر دیا یا قسم کھالی کہ میں مستحق زکوٰۃ ہوں اس کو زکوٰۃ دیدے بجائے خصوصاً اس دور میں جس میں صبح سے شام تک ہزاروں جھوٹی قسمیں کھانا تفریح اور مشغلہ بن گیا ہے زکوٰۃ فریضہ خداوندی ہے اس لئے کسی نہ کسی درجہ میں مستحق کی تحقیق ضروری ہے اگر استحقاق کا کوئی قوی قرینہ موجود ہو اور دل بھی گواہی دے تو زکوٰۃ دے دینے میں مضائقہ نہیں۔

۱۳۔ ادائے زکوٰۃ خود یا بذریعہ جماعت

زکوٰۃ مالدار پر فرض ہوتی ہے اور مالدار شخص تجارت و کاروبار اور جائیداد و مقدمات میں اس قدر منہمک و مشغول ہوتا ہے کہ اس کو ضرورت مندوں کے حالات کی تحقیق کا موقع نہیں ملتا نیز مال زکوٰۃ

کو اپنے پاس رکھنا بھی اس کو دشوار محسوس ہوتا ہے منصف قلوب پر مخفی نہیں کہ اس دشواری کی بنا پر مالدار شخص اس امانت کو اپنے پاس سے جدا کرنے اور فاسخ ہو جانے کی کوشش کرتا ہے اور اس عجلت میں اکثر و بیشتر غیر مستحقین مال زکوٰۃ سمیٹ لیتے ہیں لہذا جہاں بھی اس امانت خداوندی کا نظام قائم رکھنے اور صحیح مستحقین پر صرف کرنے کے لئے کوئی جماعت بنا دی جائے اور اس کے ارکان بھی قابل اعتماد ہوں وہاں انفرادی حیثیت کے مقابلے میں اس جماعت ہی کے ذریعہ زکوٰۃ کی ادائیگی محبوب و مستحسن ہوگی شریعت مطہرہ میں بیت المال کے قیام کا اہتمام اس کی واضح سند ہے

لمحوظ رہے کہ ایسی جماعت کی تشکیل کے بعد بھی اگر کوئی شخص اپنی زکوٰۃ خود ادا کرنی پسند کرے تو اس کو پورا اختیار حاصل ہے۔ چنانچہ اس کی خود ادا کی ہوئی زکوٰۃ میں کسی نقصان کا حکم نہیں کیا جاسکے گا۔

۱۴۔ زکوٰۃ وکیل کے حوالے کرتے ہی ادا ہو جاتی ہے یا نہیں؟

ادائیگی زکوٰۃ میں ایسا یعنی کسی کو عطا کر دینا مالک بنا دینا ملحوظ ہے لہذا حقیقتاً تو زکوٰۃ کے ادا ہو جانے کا حکم اسی وقت کیا جائے گا جب وہ مستحق کے قبضہ میں پہنچ جائے یعنی وکیل کسی مستحق کو مالک بنا دے لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ موکل پر زکوٰۃ کی جو ادائیگی فرض تھی وہ ذمہ داری زکوٰۃ کا پیسہ وکیل کے حوالے کر دینے کے بعد باقی نہیں رہتی۔ چنانچہ اگر وکیل غلطی سے اس کو غلط جگہ صرف کر دے گا تو موکل پر اعادہ لازم نہ ہوگا۔

۵۔ اتمیک زکوٰۃ

۵۔ میں گزر چکا ہے کہ کفن و فن تعمیر مسجد و مدرسہ زکوٰۃ سے جائز نہیں۔ اسی طرح کسی عمل کے بدلہ میں زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ مثلاً کسی ملازم سے کوئی زائد کام لے کر اس کو زکوٰۃ دینا یا کسی مدرس علوم دینیہ یا کسی معلم کو قرآن حکیم کی تنخواہ زکوٰۃ سے دینی جائز نہیں۔ ظاہر ہے کہ علوم دینیہ کے لئے مدرس اسلامیہ اور مدرسین کا اور اسی طرح قرآن حکیم کی تعلیم کے لئے حفاظ و قراء کا اہتمام فرائض اسلام میں سے ہے پھر عام طور سے مسلمان زکوٰۃ کے علاوہ اپنے بقیۃ مال میں سے امور دینیہ میں خرچ کرنا بہت کم گوارا کرتے ہیں اور کچھ دیندار لوگ بھی کر لیں تو ان کا اس قسم کا دیا ہوا سرمایہ اتنا قلیل ہوتا ہے کہ ضرورت مذکورہ پوری نہیں ہوتی چنانچہ بدرجہ مجبوری مال زکوٰۃ ہی پر نظر پڑتی ہے۔ زکوٰۃ ضرورت مذکورہ میں خرچ نہیں ہو سکتی اس کے جواز کے لئے شرعی اجازت سے ایک جیلہ کیا جاتا ہے جو تمیک کے نام سے مشہور ہے اس کا منشا یہ ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی رقم اس ضرورت پر خرچ بھی ہو جائے اور یہ بھی کہا جاسکے کہ اس ضرورت پر زکوٰۃ مخرج نہیں کی گئی اس جیلہ کی صورت مثلاً یہ ہوتی ہے کہ کسی دیندار مستحق زکوٰۃ کے سامنے یہ ظاہر کیا جائے کہ ہم زکوٰۃ کی رقم کسی مستحق کو دینا چاہتے ہیں اور ہماری خواہش یہ ہے کہ وہ شخص بذات خود یا ہمارے ذریعہ اس رقم کو مذکورہ ضرورت میں صرف کر دے وہ شخص راضی ہو کر کہے کہ میں مستحق زکوٰۃ ہوں یہ رقم مجھ کو دے دیجئے میں مالک بن جاؤں گا۔ زکوٰۃ ادا ہو چکے گی۔ پھر میں اپنا یہ مال اس ضرورت پر خرچ کر دوں گا چنانچہ آج کل عام طور پر مدارس اسلامیہ میں یہی طریقہ جاری ہے۔

مستحق زکوٰۃ کو کم از کم اتنا تو دنیا
چاہیے جو ایک دن کے لئے کافی

۱۶ زکوٰۃ کی کتنی مقدار دی جائے

ہو جائے اور اس کی مقدار ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گہوں ہیں اگر چہ اس سے کم دینے میں بھی مضائقہ نہیں۔ چاہے ایک ہی پیسہ ہو اور زیادہ میں یہ تفصیل ہے کہ اگر ضرورت شدیدہ ہو تو زیادتی کی کوئی حد و انتہا نہیں حتیٰ کہ ایک شخص پر پچاس ہزار روپیہ قرض ہو تو اس کو پچاس ہزار روپیہ زکوٰۃ میں سے دے دینا جائز ہے۔

۱۷ آداب ادائیگی زکوٰۃ

ادائیگی زکوٰۃ میں امور ذیل پسندیدہ ہیں۔ فریضہ خداوندی ادا ہونے کی بنا پر قلب میں خوشی اور بشارت کا پیدا ہونا۔ مستحقین کے تقدم و تاخر کو ملحوظ رکھنا۔ پوشیدہ طریقے پر اور بوقت ضرورت ظاہر کر کے علانیہ طور پر دینا۔ دیندار اور عیال دار شخص کو اور طلبہ علوم و غنیہ اور مصیبت زدہ شرفاء کو دوسروں پر ترجیح دینا جس کو زکوٰۃ دی جائے اس پر احسان نہ جتلانا۔ اس کو کسی طرح بھی ایذا نہ پہنچانا، شرمندہ نہ کرنا وغیرہ۔ آداب کا لحاظ مستحسن ہے۔

سوال ۱۔ سیدوں میں حسنی اور حسینی دونوں کو زکوٰۃ نہیں دی

وضاحت | جاسکتی یا کسی ایک کو؟

جواب ۱۔ سید حسنی، حسینی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دیگر اولاد جو علوی کہلاتی ہے نیز حضرت عقیل و حضرت جعفر طیار کی اولاد جو جعفری کہلاتی ہے اور حضرت عباس بن عبد المطلب کی اولاد جو عباسی کہلاتی ہے کو زکوٰۃ دینا اور انکو لینا منع ہے۔ اسکے علاوہ حضرت حارث ابن المطلب کی اولاد کو بھی منع ہے۔

سوال ۲۔ موٹر کار یا تانگہ وغیرہ جو سواری کے لئے ہو اس پر زکوٰۃ
دی جائے گی یا نہیں؟

جواب :- اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ زکوٰۃ صرف سونے، چاندی یا اس
کے نصاب کے مطابق سرمایہ پر ہے۔

سوال ۳۔ زکوٰۃ اصل سرمایہ پر ادا کرنی چاہیے یا منافع کی رقم
پر بھی زکوٰۃ دی جائے گی؟

جواب :- زکوٰۃ ہر اس مال پر ہوگی کہ جو ایک برس سے ملکیت
میں ہے اس میں نفع بھی شامل ہے اور اصل بھی۔ اس کی تفصیل گذشتہ
صفحات پر آچکی ہے۔

سوال ۴۔ سونا یا زیور وغیرہ کسے وقت میں خریدنا تھا۔ زکوٰۃ

اس اصل قیمت خرید پر ہوگی یا آج کی قیمت سے ادا کی جائے گی؟

جواب :- ایک سال گزرنے کے بعد جو بازار بھاؤ ہو گا وہی قیمت
جوڑ کر زکوٰۃ ادا کی جائے گی اس لئے کہ اگر یہ شخص اس سونے یا زیور کو فروخت
کرے گا تو بازار بھاؤ سے ہی کرے گا۔

سوال ۵۔ زکوٰۃ سنہ ہجری سے ادا کی جائے گی یا انگریزی مروجہ

سال جو عام طور پر بخاری اداروں میں رائج ہے؟

جواب :- زکوٰۃ ہجری سنہ کے حساب سے ادا کرنی ہوگی واضح رہے

کہ ہجری اور انگریزی سنہ میں ہر سال دس یوم کا فرق ہو جاتا ہے یعنی انگریزی

سال ہجری سے دس یوم زیادہ ہے۔ اس طرح ۳۶ برس میں ایک سال کا فرق

ہو جائے۔ اب اگر کوئی شخص انگریزی حساب سے زکوٰۃ ادا کر رہا ہے تو اس مدت میں اس پر ایک برس کی زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ اس کو مزید ایک برس کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

سوال ۷۔ "صدقہ" کا لفظ قرآن کریم میں زکوٰۃ کے معنوں میں سمجھا جائے یا خیرات کے؟

جواب: "صدقہ" زکوٰۃ اور خیرات ہر صورت میں کہا جاسکتا ہے۔ زکوٰۃ عشر صدقہ فطر، یہ تین صدقہ واجبہ ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر کار خیر میں خرچ کرنا جس کو عرف عام میں خیرات کہا جاتا ہے صدقہ نافلہ ہے۔

سوال ۸۔ سگے بہن بھائی کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے؟

جواب: سگے، سوتیلے بہن بھائی، چچا، تایا، پھوپھی، ماموں، خالہ

اگر مستحق ہیں تو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ بلکہ ان کا دنیا بہتر اور افضل ہے۔ زکوٰۃ سوتیلے ماں

باپ، دادا، دادی کو بھی دی جاسکتی ہے۔

سوال ۹۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت لینے والے کو مطلع کرنا ضروری کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے؟

جواب:۔ صرف نیت کر لینا کافی ہے۔ اطلاع ضروری نہیں بلکہ عزیز و اقربا کو اس طرح

دینی چاہیے کہ ان کو گمان بھی نہ ہو۔ تاکہ انکی عزت نفس مجروح نہ ہو۔

سوال ۱۰۔ کوئی جماعت جو زکوٰۃ کی رقم جمع کر کے مستحقین کو پہنچاتی ہے

وہ اس زکوٰۃ کی رقم کو کسی شخص کو قرض دے سکتی ہے یا نہیں؟

جواب:۔ قرض کے طور پر زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے لیکن زکوٰۃ

کی ادائیگی اس وقت ہوگی کہ جب یہ کسی مستحق کو ادا کر دی جائے گی۔

سوال ع۱۸ زندگی کا بیمہ کرانے والے نے جو رقم بیمہ کمپنی کو ادا کی ہوتی ہے اس پر زکوٰۃ ادا کرنی ہے یا نہیں۔ یہ رقم وقت مقررہ پر واپس ملتی ہے بعض خاص حالات میں یہ رقم صرف اس صورت میں مل سکتی ہے کہ بیمہ پالیسی کو ختم کر دیا جائے اس صورت میں پوری ادا شدہ رقم نہیں ملتی بلکہ کم ملتی ہے۔
جواب :- بیمہ کمپنی میں جمع شدہ کل رقم پر زکوٰۃ آئے گی۔

سوال ع۱۹ سواری کے لئے موٹر کار یا ٹانگہ گھوڑا وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ لیکن کوئی شخص کرایہ پر چلانے کے لئے بسیں۔ کاریں۔ ٹانگہ وغیرہ رکھتا ہے اور ان کو کرایہ پر چلاتا ہے ان چیزوں کی مالیت پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

کرایہ پر چلانے والی اشیاء کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں، آمدنی پر زکوٰۃ آتی ہے۔

سوال ع۲۰ :- ہیرے جواہرات۔ موتی وغیرہ کا کاروبار کرنے والے کیلئے کیا حکم ہے۔ اس کا یہ مال جو فروخت کیلئے ہے۔ اس پر زکوٰۃ ادا کی جائیگی یا نہیں؟
جواب :- یہ مال تجارت میں داخل ہے اور اسکی قیمت پر زکوٰۃ ہے۔

سوال ع۲۱ :- جائیداد پر زکوٰۃ نہیں ہے لیکن کوئی شخص مکان تعمیر کر کے فروخت کرتا ہے۔ یعنی جائیداد کا ہی کاروبار کرتا ہے تو اس صورت میں یہ جائیداد جو فروخت کرنے کیلئے تعمیر کی جائے، مال تجارت میں شامل ہوگی اور اس پر زکوٰۃ ادا کی جائیگی یا نہیں؟
جواب :- یہ بھی مال تجارت میں داخل ہے اور اسکی قیمت پر زکوٰۃ ہے۔

غزابیوں کی عزت

یہ ہماری سب سے بڑی بد قسمتی ہے کہ ہم اسلام کو ایک مذہب یا ست سمجھ بیٹھے ہیں، اور یہی انداز فکر ہماری تمام غزابیوں کی جڑ ہے، اسلام تو درحقیقت زندگی گزارنے کا ایک آزمودہ فن ہے جو ہمیں آخرت کی کامیابی کے علاوہ اس دنیا میں بھی سرزندگی کی بشارت دیتا ہے۔ اسلام انسان سے صرف ایمان اور عمل صالح کا تقاضا کرتا ہے۔ اور ہمارے لئے ہر عمل اگر وہ خدا کی رضا جوئی کے لئے کیا جائے عبادت کا درجہ رکھتا ہے، صبر، سچائی و راستبازی، عدل و انصاف، امانت، عفو و درگزر، احسان، مسادات، اخوت و تقویٰ، اسلام کی پسندیدہ اقدار ہیں۔ اور حرص و آرزو، دروغ گوئی، غیبت، حق تلفی اور صفت مذمومہ ہیں۔ جن سے بچنے کی اسلام تعلیم کرتا ہے۔ لیکن اسلام قومی اعتبار سے ہمارا نصب العین یہ قرار دیتا ہے کہ ایسا معاشرہ تخلیق کیا جائے جس میں نیکیوں کو فروغ ہو اور برائیوں کا سدباب۔ اور اس معاشرے کو قائم کرنے کے بعد پوری دنیا کے لئے مسلمانوں کو امت شاہد اور امت وسط قرار دیتا ہے۔ کتنا عام فہم اور سادہ ہے یہ پیغام۔ جس سے ہم روز بروز غافل اور مغربی تہذیب کے دلدادہ ہوتے جا رہے ہیں۔ حالانکہ مغربی تہذیب کی ظاہری چمک دمک کے پیچھے مغربی مفکرین کی ایک بہت بڑی جماعت لوجہ کناں ہے۔ لیکن ہم ان سے کچھ بھی سبق نہیں لیتے۔ دلدادگان تہذیب مغرب کم از کم اس بات پر لو غور کریں کہ ہماری حقیقی تہذیب اور تمدن کو مٹا کر وہ جس غیر ملکی تہذیب و ثقافت کو اس ملک پر مسلط کر دینا چاہتے ہیں آخر اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔

اس ہدف کے مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات اور مشورہ ہمیں تحریر فرمائیں۔
 نیز ہر ہدف مطالعہ کے بعد اپنے خاندان اور احباب کو بھی مطالعہ کے لئے
 پیش کریں۔

ہمارا اصلاحی تبلیغی لٹریچر

اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں یہ ادارہ اس وقت تک مندرجہ ذیل مفید اور دیدہ زیب لٹریچر شائع کر چکا ہے جو تہ ذیل سے مفت حاصل کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ جو ارباب خیر اپنی طرف سے تبلیغی لٹریچر خرید یا ہماری معرفت پھیرا کر عوام و خواص میں مفت تقسیم کرنا چاہیں انہیں اس کی اجازت ہے جو بہترین سرمایہ آخرت بن سکتا ہے اور صدقہ جاریہ بھی۔

- ۱۔ وقت کا تقاضا۔ (شادی بیاہ پر مسرفانہ اور مشترکانہ رسومات کی حقیقت)
- ۲۔ زکوٰۃ۔ اسلام کا بنیادی رکن۔
- ۳۔ وصیت۔ وراثت۔ تقسیم میراث کے احکام۔
- ۴۔ مال و دولت کا بہترین مصرف۔
- ۵۔ نماز کے فضائل اور احکام و مسائل۔
- ۶۔ ولیمہ سنونہ کا طریقہ۔
- ۷۔ عظمت قرآن اور آداب تلاوت۔
- ۸۔ ستر عورت (پردہ اور ستر کی تشریح اور اس کی اہمیت)
- ۹۔ روزہ ایک اہم روحانی عبادت۔
- ۱۰۔ حج و عمرہ کا طریقہ اور مسائل۔

ان رسائل کا گجراتی، سندھی اور بنگالی زبانوں میں بھی ترجمے شائع ہو چکے ہیں، انگریزی اور ہندی ترجمہ کا اہتمام ہو رہا ہے۔ یہ رسائل حسب ضرورت بلا قیمت تہ ذیل سے طلب فرمائیں۔

● ادارہ تعظیم الاسلام (رجسٹرڈ) گلپہار سٹاکراچی

● جمعیت دہلی صدیقی برادری پاکستان ٹھکانی کپاؤنڈیم ایسے جناح روڈ کراچی

● عالمی ادارہ اشاعت علم اسلام (رجسٹرڈ) چھبک ٹھکان شہر فون نمبر ۲۶۵

نیکی اور تقویٰ میں ایک حد سے زیادہ کی زیادتی ایک دوسرے کی مدد نہ کرے۔ القرآن

مسائل و احکام
وصیت - وراثت اور
تقسیم میراث
1978



ادارہ تعلیم الاسلام (رجسٹرڈ) گلبرہ مارشل کراچی
تعداد ۲۰۰۰
پیشکش
۱۹۷۸

صدقہ تجارتیہ

جب ہم نے کتاب سنت کے تقاضوں کے خلاف کفر و شرک، بدعات و رسومات، عرافات و
فواحشات کو ترجیح دینی شروع کی ہے، دین کو صرف عبادات کا مجموعہ تصور کر کے اخلاق و عادات
معاملات و معاشرت کو اس سے خارج کر دیا ہے اور اسلامی شعائر و اقدار کی بجائے خداییز ارتہزیز
کو اپنا شروع کیا ہے تب سے ہم گونا گوں مصائب و عذاب میں گرفتار ہیں۔ تعلیم دین کی کئی کیوجہ سے
ہماری اکثریت، معاملات و معاشرت کے متعلق شرعی مسائل اور دینی تقاضوں سے ناواقف ہے
اور نہ خود واقفیت حاصل کرنے کیلئے اس کے پاس وقت ہے، حالانکہ دنیا و آخرت کی بہتری کیلئے
ان کا جاننا اشد ضروری ہے۔ اسی لئے جناب الحاج محمد منصور الزمان صاحب صدر جمعیۃ دہلی
صدیقی برادری پاکستان، کراچی نے اس بصیرت افروز معلومات افزا اور مفید سلسلہ مضامین کی تبلیغاً
نشر و اشاعت کا اہتمام کیا ہے جس کا پڑھنا اور پڑھانا باعث نواب ہے۔

آپ بھی اسے خود شائع کر کے تقسیم کر سکتے ہیں یا ہماری معرفت پر بیع کر کے تقسیم کر سکتے ہیں
اور اس طرح گھر بیٹھے تبلیغ دین کا فرض کفایہ ادا کر سکتے ہیں جس کے لئے سردار دو جہاں
صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا فرمائی ہے کہ بہرہ

”اللہ اس آدمی کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی کر یا وہی

پیرا نہیں ان لوگوں تک پہنچا دیا جنہوں نے نہ سنی تھی۔“

ان رسائل کی نشر و اشاعت صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہے، ہمارے ہاں چونکہ ان کی اشاعت
کا پورا انتظام ہے، اس لئے یہ ہمارے ہاں جلد باسانی اور بارعایت چھپ سکتے ہیں۔

فطی عبدالرحمن خان، ناظم، دارالافتاء، دارالاشاعت، علوم اسلامیہ، چھپکت، ملتان شہر

وصیت وراثت اور تقسیم میراث

از جناب محمد منصور الزمان صاحب مدنی کراچی

ایک اہم مسئلہ | وصیت اور وراثت ایک ایسا اہم مسئلہ ہے کہ جس میں غلطی کے بعد اصلاح کی کوشش ممکن نہیں ہوتی کیونکہ وصیت عموماً آخری وقت میں ہوتی ہے اور یہ دم واپس پھر واپس نہیں ہوتی۔ آخر وقت وصیت میں غلطی بعض اوقات خاتمہ بالخیر اور حسن خاتمہ کی تمام تمناؤں کو ختم کر دیتی ہے۔ عموماً ہر مسلمان خواہ اس نے زندگی کسی بھی طرز پر گزاری ہو حسن خاتمہ کا طالب ہوتا ہے اور موت سے قبل ایک اچھا مسلمان بن کر دنیا سے رخصت ہونے کا خواہش مند ہوتا ہے۔ لیکن سب سے آخر میں جب معاملہ دنیا کے مال و زر کی تقسیم کا آتا ہے تو اکثر غلطی ہو جاتی ہے اور نفس کے تقاضے اور جہالت کے تحت وہ غلطی سرزد ہو جاتی ہے کہ پھر اصلاح اور توبہ بھی ممکن نہیں رہتی۔

وصیت کی نوعیت | آخری لمحات میں غلط فیصلہ اور خلاف شرع وصیت کرنا گویا رخصتی کے وقت غلط کاریوں کی تصدیق کرنا ہو گیا جب خود رخصت ہو گیا تو پھر غلطی کی اصلاح کون کرے گا۔ شرع کے مطابق وصیت کا نہ صرف اختیار بلکہ حکم ہے کہ وصیت کر لیکن یہ وصیت انتظامی امور یا لواحقین کو اتباع شریعت کے لئے ہونی چاہیے مال اور تقسیم جائیداد کی نہیں ہونی چاہیے؛ سرمایہ اور مال کی تقسیم اللہ تعالیٰ نے خود فرمادی ہے اس

عہ وصیت کرنے والا اپنی زندگی میں وصیت سے رجوع کر سکتا ہے۔

کے مطابق عمل ہوگا حصہ ثلث کی وصیت ہو سکتی ہے نیز یہ وصیت ادائیگی زکوٰۃ نماز
دروزہ کی قضا یا حج بدل وغیرہ کے لئے بھی ہو سکتی ہے اس کا مقصد کسی وارث کے
حصہ کی رقم و پیش کرنا نہیں ہونا چاہیے۔

قرآن کا فیصلہ

تقسیم ورثہ کی اس قدر تفصیل قرآن کریم میں ہے کہ کوئی پہلو اور
کوئی گوشہ باقی نہیں رہا سب کے لئے طریق کار موجود ہے
چونکہ یہ قرآن کریم کا فیصلہ ہے اس لئے یہ بمنزلہ فرض اور حکم کے ہے جس کی تعمیل لازم
ہے خلاف عمل کرنا خلاف ورزی ہوگا کیا کوئی یہ پسند کرے گا کہ زندگی کے آخری لمحوں میں
بھی غلط کام کرے وہ بھی ایسا کام کہ جس کا نتیجہ دنیا میں خود دیکھ بھی نہ سکے اور قبر و حشر
میں خمیازہ بھگنے کا مظاہرہ ہے کہ کوئی شخص غلط وصیت کی رو سے کسی کو زیادہ حصہ دے
گیا یا کسی کو کم کر دیا یا محروم کر دیا ہر صورت میں اس مرنے والے کو کوئی فرق نہیں پڑے
گا نہ زیادہ لینے والا اس مرحوم کے ساتھ قبر میں جائے گا نہ کم لینے والا اس کو کوئی
سکلیف دے گا دنیا کا معاملہ دنیا میں رہ جائے گا البتہ اس متوفی کا اعلان نامہ اس کے
ساتھ رہے گا اور اس کے مطابق جزا و سزا کا مستحق ہوگا۔

وصیت کرنے کے بعد یہ وصیت کرنے والا خود بھی دلچسپ
آکر یہ نہیں دیکھے گا کہ جن کو اس نے زیادہ دیا وہ کس حال میں ہے اور جس کو کم دیا
وہ کس طرح گذر کر رہا ہے غرضیکہ دنیا کو چھوڑنے کے بعد دنیا کے معاملات بھی کیسے
ختم ہو جائیں گے البتہ اس کے نتائج اور جزا و سزا باقی رہے گی یعنی
سے ہیں کیا جو تربت یہ میلے رہیں گے ہر خاک ہم تو اکیلے رہیں گے
وصیت کی اہمیت ہر وصیت کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ تم یہ وصیت

کرنا فرض ہے۔ وصیت کس امر میں کرنی ہے یہ سمجھنا ضروری ہے۔
 مرنے والے کے پاس کسی کی امانت ہے یا اس پر کسی کا قرض ہے یا زکوٰۃ ادا
 کرنی ہے یا اس سے حج کا قرض ادا ہونا رہ گیا ہے یا فرض نمازیں اور فرض روزوں
 کی قضا باقی ہے یا کسی کی حق تلفی ہوئی ہے اب احکامس ہو رہا ہے کسی سے کوئی ناجائز
 بات کہہ اس سے معافی طلب کرنی ہے یا کسی معاملہ میں کوئی انتظامی امر اس کے ذمہ
 ہے جس کو اب منتقل کرنا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام امور میں وصیت لازم ہے اس
 لئے کہ جب تک یہ وصیت کرنے والا خود وصیت نہیں کرے گا اس کے مال میں سے نہ تو اس
 کا حج بدل ہوگا اور نہ کسی کا قرض ادا ہوگا۔ اور نہ نماز روزہ کا فدیہ ادا کیا جائے گا۔ اور نہ
 زکوٰۃ ادا ہوگی۔ زکوٰۃ کے لئے تو یہ بھی ہے کہ اگر ورثہ اپنی خوشی سے اسکی زکوٰۃ ادا کر دیں
 تب بھی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اس کے لئے وصیت کرنا ضروری ہے۔ شرعی طریقہ یہ بھی ہے کہ
 اگر وصیت ہے۔ تو حج بدل وغیرہ اس شخص کے مال میں سے کرانا وارثوں پر
 لازم ہوگا۔ اگر قرض ہے۔ تو وہ ادا کرنے کے بعد ورثہ تقسیم ہوگا۔ بیوی کا مہر ادا کرنا
 ہے تو وہ مہر ادا کرنا ہوگا۔ اس کے بعد ورثہ تقسیم ہوگا۔ وصیت نہ ہونے کی
 صورت میں عمل نہیں ہوگا۔ مزید فرض کر لیں کہ مرنے والا کسی کا مقروض تھا
 جس کی تحریر یا گواہی نہیں تھی۔ وصیت نہ ہونے کی صورت میں ورثہ اس طرح یقین
 کریں گے۔ اور کون ادائیگی کرنے لگا۔ جبکہ ثبوت ہی نہیں ہے اس کی ذمہ داری
 اور دین داری مرنے والے پر رہ گئی اور اس کا مال وارث تقسیم کر کے مالک بن
 گئے اس صورت سے بچنے کے لئے ہی وصیت ضروری اور خود وصیت کرنے والے
 کے لئے مفید ہے اسی لئے ارشاد ربانی ہے کہ

ترجمہ برہم تم پر وصیت کرنا فرض کر دیا گیا۔ جب کسی کو موت نزدیک معلوم

ہونے لگے بشرطیکہ (وہ) کچھ مال چھوڑ رہا ہو۔ (سورۃ بقرہ ۲۲)

یہ وصیت مندرجہ بالا امور میں ہوگی۔ جن کی وضاحت گذر چکی ہے مقصد یہ ہے کہ یہ بات صاف اور واضح ہونی چاہیے کہ مرنے والا جو مال چھوڑ کر جا رہا ہے

اس میں خالص اس کا مال کتنا ہے اور کس قدر قرض یا ادائیگی اس کے ذمے ہے

اس قرض کی ادائیگی کے بعد ہی خالص مال ظاہر ہوگا۔ یہ وصیت انتظامی امور

یا امانتوں وغیرہ کے لئے ہوگی۔ تیسرے حصہ مال کی وصیت کی جا سکتی ہے لیکن

یہ امور بالا کے مطابق ہوگی۔ کسی وارث کو کم و زیادہ نہیں دیا جا سکتا۔

وصیت کرنے والا اپنا فرض ادا کر کے رخصت

ہو گیا۔ لیکن جس شخص نے یا جن اشخاص نے یہ وصیت

وصیت کا رد و بدل

اور ہدایت سنی ہے ان پر کیا فرض ہے۔ ارشادِ باری ہے۔

ترجمہ: پھر جو شخص وصیت سن لینے کے بعد تبدیل کرے گا تو اس

کا گناہ انہیں پہنچے۔ جنہوں نے اس کو بدلا، بے شک اللہ نیک و عاقل

سننے والا جاننے والا ہے۔ (سورۃ بقرہ ۲۲)

یعنی وصیت جن کو کی گئی ہے وہ ٹھیک ٹھیک اس کے مطابق ظاہر کر دے

تاکہ مرنے والے کے قرض اور امانتوں اور دیگر امور کے بارے میں صحیح علم ہو جائے

ایسا نہ ہو کہ سننے والے وارث ہوں اور ان کو یہ خوف لاحق ہو جائے کہ ہم

صحیح بات ظاہر کریں گے تو ہمیں ملنے والی رقم کم ہو جائے گی اس لئے وضاحت

ہے کہ وصیت تبدیل نہ ہو اور جو وصیت کی گئی ہے وہ صحیح صورت میں ظاہر ہو

البتہ خاص حالت میں تبدیلی کی بھی اجازت ہے اور وہ صورت یہ ہے کہ
 ترجمہ ہاں جس شخص کو وصیت کرنے والے کی جانب سے کسی پیمانے پر
 یا کسی جرم کے ارتکاب کی تحقیق ہوئی ہو یہ شخص ان میں باہم وصیت
 کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ معاف فرمانے
 والا اور رحم کرنے والا ہے۔

یعنی اگر خلاف شرع تقسیم کی گئی ہو تو ایسی صورت میں جس شخص کے حق
 میں وصیت ہو اول تو اس کو خود یہ چاہیے کہ وہ اس کو قبول نہ کرے اور خلاف
 شرع حصہ نہ لے۔ لیکن اگر یہ ہمت نہ ہو تو پھر وصیت سننے والے اور اس
 پر عمل کرانے والوں کو چاہیے کہ وہ اس وارث کو پیار و محبت سے شرعی طریقہ کا
 سمجھائیں اور اس میں معاہدے کر دیں جس سے تمام ورثا بخوشی تقسیم کو قبول کر
 لیں۔ بشرطیکہ کوئی وارث نابالغ نہ ہو تو ایسی صورت میں مرے والے کی ذمہ داری
 ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر ورثاء میں نابالغ بھی ہیں تو ان کا حق اور حصہ پورا پورا
 ہونا چاہیے۔

مرنے والے کی ملکیت اس کے انتقال کے ساتھ ہی ختم
ورثاء کا فرض ہو جاتی ہے۔ اب جو بھی مال ہے وہ ورثہ کا ہے اس
 لئے قرض وغیرہ کی وصیت ضروری ہے تاکہ بقایا اصل رقم ورثاء کی ملکیت بقصور
 کی جائے اور وہی تقسیم ہو۔ مزید وضاحت کے لئے یوں سمجھ لیجئے کہ اگر مرنے والا
 وصیت نہ کرے تو خود اس کی رقم میں سے یعنی وہ مال دزر جو اس کا تھا اور اب
 ورثاء کا ہے اس میں سے ایسا مال ثواب یا فائزہ خوانی میں بھی خرچ نہیں ہو سکتا

کیونکہ اب وارث اس کے مالک ہیں البتہ ورثا سب یک ذائقے ہو کر بچوشتی قبول کر لیں تو اس مال میں سے خیرات یا رسومات سوگ (جو خود قابل اصلاح ہیں اور اکثر و بیشتر صرف دنیا واری اور رواج کی پابندی میں کی جاتی ہیں) عمل میں لائی جاسکتی ہیں۔ لیکن اس میں بھی نابالغ کے حصہ میں سے خرچ نہیں کیا جاسکتا خواہ وہ اجازت ہی دے دے یعنی اس کی اجازت بھی لائے۔

وصیت کے لئے یہ بھی حکم ہے کہ گواہوں کے سامنے وصیت کی جائے اور یہ گواہ مسلمان صاحب ایمان ہوں۔ لیکن اگر کسی وجہ سے مثلاً سفر وغیرہ میں ایسا ہو کہ مسلمان گواہ نہ ہوں تو پھر غیر مسلم بھی گواہ ہو سکتا ہے۔

مختصر یہ کہ وارث کے لئے مال کی وصیت نہیں ہو سکتی اور مال و زر جس کو فی زمانہ دنیا کی سب سے

مال کی حقیقت

بڑی قوت سمجھا جاتا ہے اس قدر حقیر ہے کہ انسان خود اس کا مالک نہیں ہے اگرچہ وہ مالک سمجھا جاتا ہے اور یہ ہی بنیادی غلطی ہے۔

ایک حدیث شریف کا مفہوم اس طرح ہے کہ:

”ہر شخص اپنے وارثوں کے مال کی حفاظت کر رہا ہے آدمی کا تو

صرف وہ ہے کہ جو کھا لہا۔ بہن لیا اور خیرات کر دیا۔ کھانا بنایا دنیا

میں ہی ختم ہو گیا۔ خیرات آگے بھی کام آتے گی۔“

اس مال پر ہماری اتنی ہی ملکیت ہے کہ سانس نکلے ہی مال وراثت کا

ہو جاتا ہے اور اب اس پر یہ حتیٰ بھی نہیں رہا کہ جس شخص نے تمام عمر جدوجہد

کر کے مال جمع کیا ہے خود اس کی مغفرت و بجات کے لئے اس میں سے کچھ خرچ

کر دیا جائے یہ بھی وراثت کی اجازت سے ہی ممکن ہے۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَلْبَابِ ۖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

دنیا کا مال و ذرا اس قدر بے حقیقت چیز ہے کہ اس پر یہ اختیار بھی نہیں کہ اپنی مرضی سے تقسیم کر جائے۔ ایسی صورت میں اس کے حصول اور اس کے خرچ کے ذرائع پر غور و فکر کی ضرورت ہے اور یہ ضروری ہے کہ ہر حال میں حلال کمائی ہو اور صحیح صورت میں خرچ کیا جائے۔

وصیت کرنے والا اپنے مال میں تیسرے حصے کے

وصیت کی صورت

(ثالث) وصیت کر سکتا ہے۔ لیکن یہ وصیت کسی وارث کے حق میں نہیں ہو سکتی۔ یعنی کسی ایک وارث کو یا چند وارثوں کو خصوصیت کے ساتھ نہیں دی جا سکتی۔ یہ وصیت کار خیر میں خرچ کرنے کے لئے ہو سکتی ہے تیسرے حصے سے زیادہ کی وصیت بھی نہیں ہو سکتی اس لئے کہ بقایا مال وارثوں کا حق ہے جو ہر حال میں ان کو ملنا چاہیے۔ وصیت یہ قائمی ہو کش و حواس اور مرض الموت میں مبتلا ہونے سے قبل ہونی چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ ہر شخص اپنا وصیت نامہ ہر وقت تیار رکھے یہ ہی شرع شریف کا حکم ہے ایسی نوٹ بک یا یادداشت کی کتاب ہو جس میں قرض کی رقمیں امانتیں نوٹ ہوں اسی میں اپنی قضا نماز دروزہ کی تعداد نوٹ کر لی جائے اگر حج نہیں کیا ہے تو اس کے لئے بھی ہدایت درج ہو۔ پھر اس نوٹ بک کو ہر ہفتہ دو ہفتہ بعد تبدیل کرتا جائے کہ امانت رقم یا قرض میں جو کمی و بیشی ہو وہ اس میں درج ہوتی جائے تاکہ جس وقت بھی اس دنیا سے کوچ عمل میں آجائے یہ یادداشت بطور وصیت ظاہر ہو کر صحیح حساب ظاہر کرے

ترکہ کی تقسیم | انتقال کے بعد ترکہ کی رقم میں سے سادہ اور طریق سنت کے مطابق کفن و دفن ہو سکتا ہے اس میں کسی ترکہ و احتساب یا غیر

معمولی فریح کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس طرح وراثت کی حق تلفی ہوگی۔ سنت طریقہ سے چھینز و تکفین ہو سکتی ہے دوسری بات اس وراثت کے تقسیم سے قبل قرض کی ادا کی جانی ہے۔ یعنی کسی سے نقد یا تجارتی مال و اسباب قرض لینا جو مرحوم کے ذمہ تھا ادا کرنا ہے تو وہ قرض ادا کیا جائے۔ تیسری چیز تمہیل و وصیت ثلث حصہ کی ہے اس وصیت کی رو سے واجب الادا زکوٰۃ نماز و روزوں کی قضا کا فدیہ بیع بدل یا ایسا قرض جس کا علم عام نہ ہو اور صرف مرحوم نے وصیت میں ظاہر کیا ہو ادا کیا جائے گا۔ اس میں بھی اولیت قرض کی ادائیگی کو حاصل رہے گی اس کے بعد زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ اب اس کے بعد جو ترکہ بقایا رہے گا وہ وراثت میں تقسیم ہوگا۔ اگر زکوٰۃ یا قرض کی رقم حصہ ثلث سے زیادہ ہو جاتی ہے تو بجز یہ حصہ ثلث کے مطابق ہی ادا کر دی جائے۔ بقایا ادائیگی اگر وراثت بخوشی ملی کر یا کوئی ایک وارث اپنے طور پر ادا کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ ورنہ مرنے والے پر اس کی دینداری رہے گی۔ ان وراثت میں جو اپنی خوشی سے ادائیگی کرنا چاہتے ہیں نابالغ وارث نہ ہونا بالغ کو اس کا حصہ ہر حال میں پورا ملنا چاہیے۔

ایصال ثواب | بعض گھرانوں میں مرحوم کے استعمالی پانے کے پیرے وغیرہ ایصال ثواب کے لئے تقسیم کر دیتے جاتے ہیں۔ اس میں

بھی تمام وراثت کی رضا و اجازت لازمی ہے۔ اور نابالغ کی اجازت اس میں بھی اہمیت نہیں رکھتی اس کو حصہ پورا ملنا چاہیے۔ یہی صورت ایصال ثواب کے لئے

کھانا پکوانا یا دیگر امور کے لئے ہے یہ بھی تمام ورثہ کی اجازت سے ہی ممکن ہے
البتہ اگر مرنے والا حصہ ثلث میں وصیت کر گیا ہے تو پھر اس رقم میں سے یہ
اخراجات کئے جائیں گے۔

وراثت کے اصول و قاعدہ اور تقسیم میراث کے ضابطے اللہ تعالیٰ نے مقرر
کر دیئے ہیں۔ لیکن آج اس ترقی یافتہ دور میں بھی جہالت اور رواج کے مطابق
عمل ہوتا ہے شرعی قانون سے عدم واقفیت کی وجہ سے ہو یا کسی مصلحت کی
بنا پر۔ لیکن ذمہ داری ہر حال میں ان سب پر باقی رہتی ہے کہ جو اس کے ذمہ دار ہیں
بہت سے خاندان ایسے ہیں کہ جہاں لڑکیوں کو قطعی ورثہ
لڑکیوں کا حصہ ہی نہیں ملتا۔ جس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ شادی پر ہینز

اور سامان کی صورت میں جو دیے دیا وہی کافی ہے اور اس کے بعد ورثہ کی ضرورت
نہیں رہتی۔ اس طریق کار پر عمل پیرا حضرات میں نمازی پر ہینز کار اور وینڈر افراد
بھی ہوتے ہیں۔ دین کا علم حاصل کرنا فرض ہے اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ نادانانہ
کی بنا پر ایسا ہوا تو یہ کسی ایک فرد کے لئے ممکن ہے۔ لیکن پوری برادری اور
تمام علاقہ میں یہ رواج ہو تو اس کو نادانانہ نہیں کہا جاسکتا۔ یہ یقیناً شرع سے
رد گردانی ہے۔ قرآن کریم کے احکام کے بعد کوئی رواج اور کوئی قانون مسلمان کے
لئے اہم نہیں لڑکیوں کو ورثہ تقسیم نہ کرنا۔ محض خود غرضی اور نفس پرستی ہے شاید
یہ خیال ہو کہ ہماری آبائی جائیداد اس طرح ہمارے خاندان سے نکل کر دوسرے
خاندانوں میں منتقل ہو جائے گی یا ممکن ہے کوئی دوسری بات اس فیصلہ کی پشت
پر ہوتا ہم یہ یقیناً ہے کہ وراثت کی تقسیم میں لڑکیوں کا حصہ دنیا تہذیب کا

پر تو ہے۔ اسلام اور مسلمانوں سے اس کا کوئی واسطہ نہیں مسلمان کی زندگی شہداء اسلامی کے تحت بسر ہونی چاہیے مسلمان دنیا میں جلب زر یا مال و متاع کے حصول اور جمع کرنے نہیں آیا یہ دین جس نے بھی قبول کیا اس نے اپنا مال اور اپنی جان سب کچھ اللہ تعالیٰ کو فروخت کر دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے

”ترجمہ: اللہ نے ایمان والوں سے ان کی جان اور مال جنت کے عوض خرید لیا ہے۔“

جب ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہے تو پھر ہمیں کوئی اختیار باقی نہیں رہا کہ ہم من مانی زندگی گذاریں مسلمان کی ساری زندگی اطاعت کا مظہر ہونی چاہیے مسلمان تبلیغ دین اور عبادت الہی کے لئے آپا ہے۔ لیکن ہم اپنی بنیادی تعلیم بھول کر دنیا میں مبتلا ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہی ہے کہ اب ہر فیصلہ غلط اور ہر قدم شیطانی راستوں پر اٹھتا ہے اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے اور ہمیں صحیح مسلمان بنائے۔

بنیادی صورت میں جب مال و زر ہمارا نہیں ہے۔ ہم

مقام غور و فکر | صرف امانت دار ہیں تو پھر اس کے شرعی اور اصل وارث

کو دینے میں ہمیں کیا پریشانی ہے۔ جا بجا دوسرے خاندان میں چلی جائے ہمیں اس سے کیا فرق ہو گا۔ بالخصوص وہ آدمی جو موت کی دھمک سن رہا ہو اور وہی عدم ہو رہا ہو کیا اس عالم میں بھی اس کو یہ توقع ہے کہ یہ دنیا جو اس نے جمع کی تھی اس کے کام آئے گی۔ مرنے والا لوٹ کر نہیں آئے گا۔ جا بجا دوسرا مال و زر اگر صحیح وارثوں کو پہنچ جائے گا تو یہ ایک زبردست نیکی نامہ اعمال میں درج ہوگی اور یہ نیکی شاید زندگی کی آخری نیکی ہوگی لیکن اگر یہ بھی غلط فیصلہ ہو تو اس کے معنی

یہ ہوتے کہ آخری سانس میں بھی غلط کاری سے باز نہیں آیا اور دم آخر بھی حقوق کی ادائیگی نہیں کی بلکہ حقوق غضب کر کے دین داری لے کر گیا۔ یہ نہایت غور و فکر کا مقام ہے اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو عقل و فہم عطا فرماتے ان کو چاہیے کہ اپنے خاندان اور برادری میں کوشش کریں اور اس غیر اسلامی طریق کار کو تبدیل کر لیں۔ یہ نہایت اجر و ثواب کا موجب ہوگا۔

لڑکیوں کے علاوہ تجارتی طبقہ میں ایک اور غیر اسلامی رواج **مشترکہ خاندان** ہے کہ مشترکہ خاندان میں سے جو لڑکا حصہ لے کر الگ ہو گیا

وہ وراثت کا حصہ و نہیں رہے گا۔ بلکہ علیحدگی کے وقت جو اس نے لے لیا وہی اس کا ہے باقی سرمایہ باپ کے ساتھ مقیم یا شریک اولاد کا ہے۔ یہ بھی غلط طریقہ ہے والدین میں ہر ایک کا سرمایہ الگ واضح ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس کے ورثہ میں لڑکیاں بھی شامل ہیں۔ باپ کا سرمایہ جو بھی ہے وہ باپ کی میراث ہے لڑکے جو باپ کے ساتھ شریک کار ہیں ان کی کارکردگی بصورت تنخواہ یا بحیثیت شریک ان کا حصہ ان کو ملنا چاہئے اس طرح کام کرنے والے لڑکے جن کی تعداد خواہ کچھ ہو اپنی محنت کا ثمر بطور تنخواہ یا حصہ پالیں گے۔ اور ان کا حق ادا ہو جائے گا۔ لیکن بنیادی سرمایہ جو مورث اعلیٰ یعنی باپ کا ہے وہ الگ رہے گا۔ اس میں وقت کے ساتھ کمی و بیشی ہوتی رہے گی وقت انتقال یہ سرمایہ سب اولاد اور ورثہ میں تقسیم ہوگا۔ باپ کے ساتھ شریک کار اولاد بھی اور گھر بیٹھنے والی بیٹیاں بھی سب شریعت مطہرہ کے قوانین کے مطابق وارث ہیں اور سب حقدار ہیں

عاق شدہ اولاد اور ایک اور غلط فہمی نالائق اولاد کو ورثہ سے محروم کرنے

کے بارہ میں ہے کوئی شخص اپنی کسی اولاد کو اس کی نالائقگی بنا پر عاق کر دیتا ہے تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ عاق شدہ اولاد محروم الارث ہوگی یہ درست نہیں ہے وارث کا حق اپنی جگہ باقی رہے گا خواہ وہ نالائق ہو یا لائق اور خدمت گزار ہو لائق اور خدمت گزار اولاد کو زیادہ حصہ نہیں دیا جاسکتا اور نالائق کو کم نہیں کیا جاسکتا وارث ہونے کی حیثیت میں دونوں برابر ہیں۔

لائق ہندی اور نالائق و گستاخ ہونے کی سزا و جزا یوم حساب کی جاتی ہے

گی عاق کرنا دراصل اظہار ناراضگی ہے اس کا شرعاً و رشتہ پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

بیوہ عورت نکاح ثانی کرنے والی عورتوں کو ان کے مرحوم شوہر کا رشتہ بھی ملنا چاہئے۔

شرعیاً یہ حق ہے بعض علاقوں اور گھرانوں میں یہ رواج ہے کہ بیوہ کو نکاح ثانی کرنے

پر شوہر مرحوم کے رشتہ سے محروم کر دیا جاتا ہے اس کا مقصد بیوہ کو نکاح ثانی سے

روکنا ہوتا ہے یہ سراسر ظلم ہے جس طرح پہلا نکاح سنت اور موجب رحمت ہے

اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ بیوہ کا نکاح ثانی افضل اور موجب ثواب ہے۔ بیوہ

کو نہ صرف والدین کا ورثہ بلکہ شرعیاً مرحوم شوہر کا ورثہ بھی ملنا چاہئے خواہ وہ نکاح

کرے یا نہ کرے یہ شرعی حق ہے۔

وراثت اور تقسیم میراث کے مسائل پر علماء کرام سے

احکام تقسیم میراث

دریافت کر کے عمل کرنا چاہئے یہ نازک مسئلہ ہے اور

اس میں ہر مختلف صورت میں ورثہ کی تبدیلی ہے۔ سورۃ النساء میں اس کی وضاحت

ہے ذیل میں چند مثالیں درج ہیں اس کے ساتھ ہی طریق کار اور وجوہات بھی واضح

فرماتے ہیں ان تمام ہدایات پر عمل کرنا ضروری ہے سب سے پہلے تقسیم ورثہ کا طریقہ کا

سمجھ لیں اس کے بعد ورثہ کا حصہ کیا ہو گا یہ سمجھ لیں۔ ارشادِ ربانی ہے
ترجمہ: تمہارے باپ (دادا) اور بیٹے (پوتے) تم کیا جاؤ کہ تم کو کون
زیادہ نفع پہنچائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ہر ایک کے لئے حصہ مقرر شدہ ہے
بے شک اللہ تعالیٰ بخیر اور حکمت والا ہے۔ (سورۃ نساء ۱۱)

مفہوم واضح ہے کہ وصیت کرنے والے کو معلوم نہیں کون اس کو نفع پہنچائے
گا۔ کون نقصان پہنچائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے اس لئے تقسیم میراث کا جو حکم دیا گیا
ہے اس پر عمل کرنا چاہیے۔ خلاف نہیں ہونا چاہیے۔ ورنہ قابل مواخذہ ہو گا۔
ترجمہ: بعد تکمیل وصیت یا بعد ادا تے قرض ترکہ تقسیم کیا جائے (نساء ۱۱)
یعنی سب سے اول قرض کی ادائیگی ہوگی۔ پھر جو وصیت تیسرے حصہ کی مرنے
والے نے کی ہو مثلاً حج بدل یا نماز روزہ کی قضا وغیرہ اس پر عمل کیا جائے اس
کے بعد ترکہ تقسیم ہو۔ ارشادِ باری ہے۔

ترجمہ: مردوں کا بھی اس میں حصہ ہے جو ماں باپ اور قرابت والے
چھوڑ میں اور عورتوں کا بھی اس میں حصہ ہے جو ماں باپ اور قرابت
والے چھوڑ میں خواہ وہ ترکہ قلیل ہو یا کثیر ہر ایک کا حصہ اللہ تعالیٰ
نے مقرر کر رکھا ہے۔ (سورۃ نساء ۱۱)

یعنی عورت مرد لڑکا لڑکی سب کا حصہ ترکہ میں ہے اور سب کا حصہ طے شدہ
اور مقرر ہے۔ ایسے غریب رشتہ دار جن کا ترکہ میں حصہ نہیں ہے اور وہ اس تقسیم
کے وقت حاضر ہوں تو ان کو بھی ورثہ اپنی خوشی سے کچھ دے دیں یا کچھ کھلا دیں۔
ترجمہ: اور جب تقسیم کے وقت رشتہ دار تقسیم اور مسکین حاضر ہوں تو

ان کو اس (مال ترکہ) میں سے کچھ کھلا دو۔ ارشاد باری
 یہ کھلانا کچھ دینا تمام ورثہ کی اجازت سے ہونا چاہیے وہ بھی اس طرح کہ
 نمایاں حصہ پر اثر نہ ہو۔

قابل توجہ امور | اب تک جو امور واضح ہوئے ان کی رو سے پہلے تو یہ
 اصول معلوم ہوا کہ تقسیم ترکہ کے جو قواعد اور حصے اللہ

تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں۔ ان پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں اور یہ کہ تمام قوانین
 انسان کی اپنی بہبود اور فائدہ کے لئے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ترکہ میں عورت مرد اور لڑکا
 لڑکی ہر ایک کا حصہ اور حق ہے اور اس میں کسی کو بھی درختہ سے محروم کرنا اللہ تعالیٰ کے
 حکم کی خلاف ورزی ہوگی۔ تیسرے یہ کہ تقسیم ترکہ ادائیگی قرض کے بعد اور مرنے والے
 کی وصیت دیتیرے حصہ کی تکمیل کے بعد ہوگی سب سے اول قرض کی ادائیگی ہے
 اور اس قرض میں زکوٰۃ واجبہ اور حج بدل بھی ہے جس کی ادائیگی لازم ہے قضا نماز
 اور روزوں کا فدیہ بھی بشرط وصیت اور اگر ناصوری ہے اس کے بعد ورثہ اولاد یا
 اقربا میں اس طرح تقسیم ہوگا۔ ارشاد باری ہے

اولاد کیلئے شرح تقسیم | ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے متعلق
 حکم دیتا ہے کہ ایک مرد کا حصہ برابر ہے۔

دو عورتوں کے حصہ کے۔ ارشاد باری

اے اگر صرف لڑکیاں ہوں۔ لڑکا نہ ہو تو۔ ارشاد باری ہے کہ

ترجمہ: اگر دو سے زیادہ عورتیں ہی ہوں تو ان کیلئے اس ترکہ میں سے دو تہائی

حصہ ہے۔ (یعنی لڑکا نہ ہونے کی صورت میں) ارشاد باری

۲۔ اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کے لئے نصف حصہ ہے۔

اگر ایک لڑکا ہو یا کئی ہوں؟ | صرف ایک بیٹا ہوگا تو وہ سب ترکہ کا وارث ہوگا اور کئی بیٹے ہونگے تو مساوی تقسیم ہوگا۔

شوہر یا بیوی یعنی زوجین اور ان کے علاوہ متعلقہ ورثاء جن کا شرعی حق ہوتا ہو ہر معاملہ میں ان کے حقوق اور ترکہ میں ان کے حصہ کی وضاحت موجود ہے۔ ہر معاملہ کا فیصلہ تعداد ورثاء پر منحصر ہے۔ تقسیم میراث کا مضمون طویل ہے۔ اور احکامات ہر خاندان کے ورثاء کی حیثیت اور تعداد کے مطابق ہیں۔ جس کے لئے ضروری ہے کہ علماء کرام سے رجوع کیا جائے تاکہ غلطی کا امکان نہ رہے۔ سورۃ النساء کا ترجمہ یا تفسیر تلاوہ و مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ یہ احکامات اسی سورۃ میں ہیں۔

جن مزید صورتوں میں تقسیم ممکن ہے۔ ان کا ذکر بھی قرآن کریم میں موجود ہے مثلاً۔

۱۔ صاحب اولاد مرحوم ماں باپ کا حصہ چھٹا ہوگا۔

والدین

۲۔ بلا اولاد کی ماں کا تہائی حصہ ہوگا۔ (بشرطیکہ اولاد نہ ہو)

۳۔ مرحوم کے بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہوگا۔ (بشرطیکہ اولاد نہ ہو)

۱۔ عورت کے مال میں مرد کو نصف حصہ ملے گا۔ (بشرطیکہ اولاد نہ ہو)

زوجین

۲۔ صاحب اولاد عورت کے مال میں مرد کو چوتھائی حصہ ملے گا۔

۳۔ مرد کے مال میں عورت کو چوتھائی حصہ ملے گا۔ (بشرطیکہ اولاد نہ ہو)

۴۔ صاحب اولاد مرد کے مال میں عورت کا آٹھواں حصہ ہوگا۔

ان کے علاوہ اولاد نہ ہونے کی صورت میں بہن بھائی کا حصہ ہے اور اگر

انجینی بہن بھائی ہوں تو ان کا حصہ متبادل شرح سے ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ۔

غرض کہ وصیت میں اور وراثت یعنی تقسیم ترکہ میں جو غلطیاں اور خلاف شرع اصول رائج ہیں۔ ان کو ترک کر کے توبہ کی جائے۔ اور آئندہ کے لئے احکام خداوندی بجالانے کی کوشش کی جائے۔ جن لوگوں کے لئے ورثہ جائز نہیں ان کی تفصیل علماء سے دریافت کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو احکام شریعت بجالانے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

پیمبر ۱۹۶۶ء

بار اول ۵۰۰

بار دوم ۲۰۰

۵ اکتوبر ۱۹۶۶ء

ارشادات

(از حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ)

- احکام الہی کے سامنے کوئی چیز حجت نہیں۔
- اپنی رائے کا کوئی اعتبار نہیں۔ بلکہ اہل علم کو بھی چاہیے کہ جو کام کریں۔ اپنے سے زیادہ عالم سے پوچھ کر کریں۔
- ادائیگی حقوق میں مشغول ہونا عبادت ہے۔
- ادائیگی حق یہ ہے کہ صاحب حق کو حق کی اطلاع بھی نہ ہو۔ تب بھی دوسرے کا حق ادا کرے۔
- اہتمام اس بات کا کرنا چاہیے کہ اللہ و رسول ناراض نہ ہوں۔ خواہ ساری دنیا ہی جاتی رہے۔
- تم اپنی حالت ایسی بناؤ کہ تم کو دیکھ کر دنیاویوں کہنے لگے کہ بھائی یہ لوگ تو مسلمان ہیں۔

(سید پرسی ملتان میں چھپا)

خراپیوں کی جر

یہ ہماری سب سے بڑی تسمتی ہے کہ ہم اسلام کو ایک مذہب یا مت سمجھ بیٹھے ہیں، اور یہی انداز فکر ہماری تمام خراپیوں کی جر ہے، اسلام تو درحقیقت زندگی گزارنے کا ایک آزموہ فن ہے جو ہمیں آخرت کی کامیابی کے علاوہ اس دنیا میں بھی سرزندگی کی بشارت دیتا ہے۔ اسلام انسان سے صرف ایمان اور عمل صالح کا تقاضا کرتا ہے۔ اور ہمارے لئے ہر عمل اگر وہ خدا کی رضا جوئی کے لئے کیا جائے عبادت کا درجہ رکھتا ہے، صبر، سچائی و راستبازی، عدل، انصاف، امانت، عفو و درگزر، احسان، مسادات، اخوت و تقویٰ، اسلام کی پسندیدہ اقدار ہیں۔ اور حرص و آرزو، دروغ گوئی، غیبت، حق تلفی اور صفت مذکورہ ہیں۔ جن سے بچنے کی اسلام تلخین کرتا ہے۔ لیکن اسلام قومی اعتبار سے ہمارا نصب العین یہ قرار دیتا ہے کہ ایسا معاشرہ تخلیق کیا جائے جس میں نیکیوں کو فروغ ہو اور برائیوں کا سدباب۔ اور اس معاشرے کو قائم کرنے کے بعد پوری دنیا کے لئے مسلمانوں کو امت شاہد اور امت وسط قرار دیتا ہے۔ کتنا عام فہم اور سادہ ہے یہ پیغام۔ جس سے ہم روز بروز غافل اور مغرب تہذیب کے دلدادہ ہوتے جا رہے ہیں۔ حالانکہ مغرب تہذیب کی ظاہری چمک دمک کے پیچھے مغرب منکرین کی ایک بہت بڑی جماعت لوجہ کناں ہے۔ لیکن ہم ان سے کچھ بھی سبق نہیں لیتے۔ دلدادگان تہذیب مغرب کم از کم اس بات پر تو غور کریں کہ ہماری حقیقی تہذیب اور تمدن کو مٹا کر وہ جس غیر ملکی تہذیب و ثقافت کو اس ملک پر مسلط کر دینا چاہتے ہیں آخر اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔

اس ہفٹ کے مطالعہ کے بعد اپنے قارئین اور مشورہ ہمیں تحریر فرمائیں۔
 نیز ہر ہفٹ مطالعہ کے بعد اپنے خاندان اور احباب کو بھی مطالعہ کے لئے
 پیش کریں۔

ہمارا اصلاحی سلسلہ یعنی لٹریچر

اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں یہ ادارہ اس وقت تک مندرجہ ذیل مفید اور دیدہ زیب لٹریچر شائع کر چکا ہے۔ پتہ ذیل سے مفت حاصل کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ جو اب باب خیر اپنی طرف تبلیغی لٹریچر خود یا ہماری معرفت چھپوا کر عوام و خواص میں مفت تقسیم کرنا چاہیں انہیں اس کی اجازت ہے جو بہترین سرمایہ آخرت بن سکتا ہے اور صدقہ جاریہ بھی۔

وقت کا تقاضا۔ (شادی بیاہ پر مسرفانہ اور مشرکانہ رموعات کی حقیقت)

زکوٰۃ۔ اسلام کا بنیادی رکن۔

وصیت۔ وراثت۔ تقسیم میراث کے احکام۔

مال و دولت کا بہترین مصرف۔

نماز کے فضائل اور احکام و مسائل۔

ویرسونہ کا طریقہ۔

عظمت قرآن اور آداب تلاوت۔

ستر عورت (پردہ اور ستر کی تشریح اور اس کی اہمیت)

روزہ ایک اہم روحانی عبادت۔

حج و عمرہ کا طریقہ اور مسائل۔

مسائل کا گہرائی، سندھی اور بنگالی زبانوں میں بھی ترجمے شائع ہو چکے ہیں، انگریزی اور ہندی ترجمہ کا اہتمام ہو رہا ہے۔ یہ رسائل حسب ضرورت بلا قیمت پتہ ذیل سے طلب فرمائیں۔

ادارہ تعلیم الاسلام (ریسٹریڈ) گلپہار عٹک کراچی

جمعیت دہلی صدر لقی برادری پاکستان ٹھکانی کپاؤنڈیم اے جناح روڈ کراچی

عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیت ریسٹریڈ، چھیک ٹھکان شہر فون نمبر ۲۶۷۵

پمفلٹ کے مطالعہ کنندہ اپنے تاثرات اور مشورہ ہمیں تحریر فرمائیں۔

آرٹیکل پرنٹنگ و پبلسٹی

پمفلٹ مطالعہ کے بعد اپنے خاندان اور اصحاب کو بھی مطالعہ کے لئے پیش کریں۔ شکر ہے۔

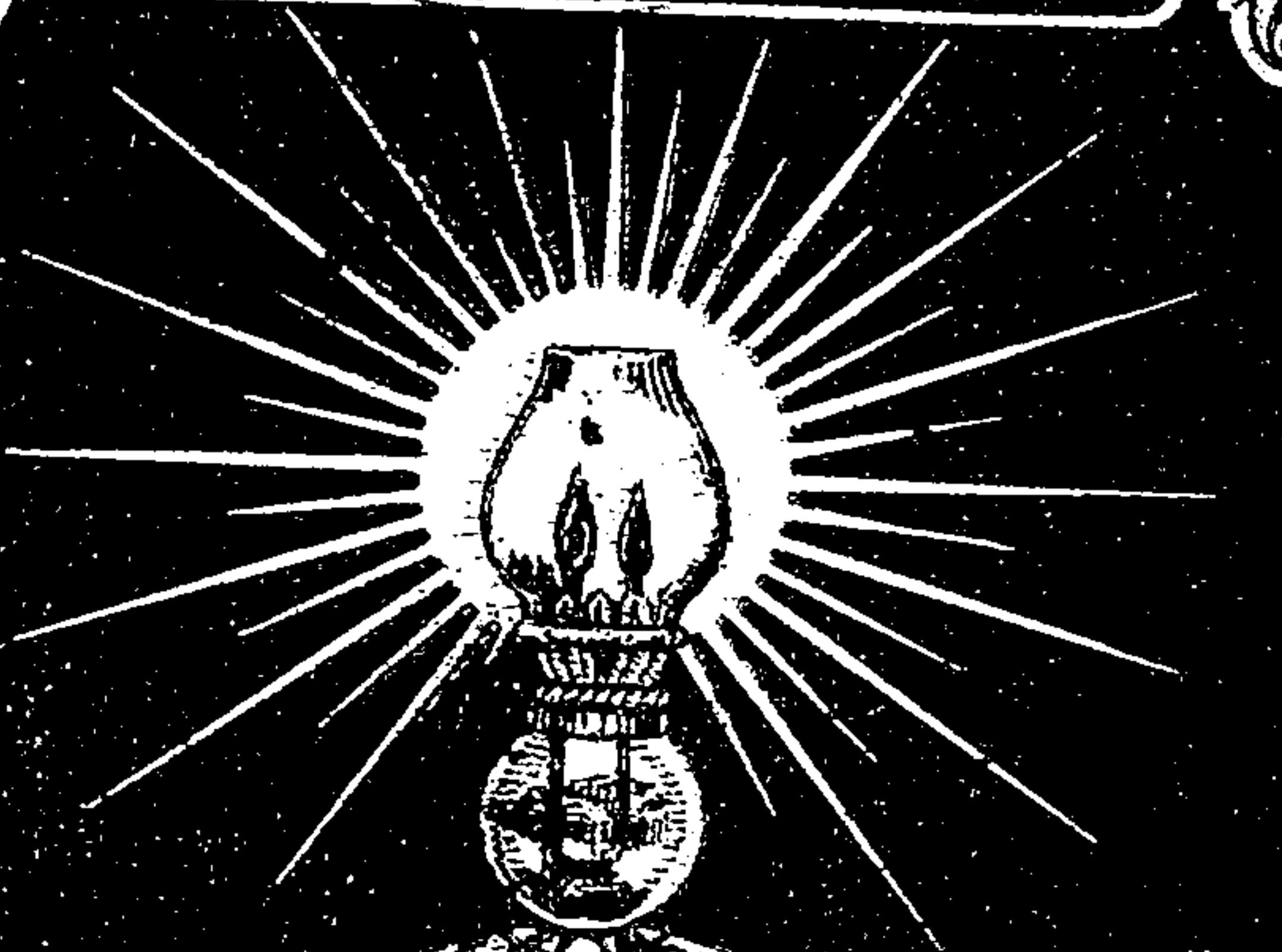
شہزاد وی ٹھکان

مجموع کے ایصال نواب کے لئے شائع کرانے والے

سنگی اور ترقی کا ایک دور ہے۔

القرآن

مال و دولت کا بہترین مصروف



اولادہ لعلم الاسلام (ریسٹورنگ کلیمہ بارے کراچی)

تعداد

پیشہ ورانہ

صدقہ جاریہ

جب ہم نے کتاب سنت کے تعارضوں کے خلاف کفر و شرک، بدعات و رسومات، خرافات و افسانے کو ترجیح دینی و فروع کی ہے، دین کو صرف عبادات کا مجموعہ تصور کر کے اخلاق و عادات، معاملات و معاشرت کو اس سے خارج کر دیا ہے اور اسلامی شعائر و اقدار کی بجائے خدا بیزار تہذیب کو اپنا شروع کیا ہے۔ تب سے ہم گونا گوں معائب و مذاب میں گرفتار ہیں۔ تعلیم دین کی کمی کی وجہ سے ہماری اکثریت، معاملات و معاشرت کے متعلق شرعی مسائل اور دینی تعارضوں سے ناواقف ہے اور نہ خود واقفیت حاصل کرنے کیلئے اس کے پاس وقت ہے، حالانکہ دنیا و آخرت کی بہتری کیلئے ان کا جاننا اشد ضروری ہے۔ اسی لئے جناب الحاج محمد منصور الزمان صاحب صدر جمیعۃ و مسلمی کھدی برادری پاکستان، لاہور نے اس بصیرت افروز معلومات افزا اور مفید سلسلہ مضامین کی تبلیغاً نشر و اشاعت کا اہتمام کیا ہے جس کا پڑھنا اور پڑھانا باعث ثواب ہے۔

آپ بھی اسے خود شائع کر کے تقسیم کر سکتے ہیں یا ہماری معرفت پر طبع کار تقسیم کر سکتے ہیں اور اس طرح گھر بیٹھے تبلیغ دین کا فرض کفایہ ادا کر سکتے ہیں جس کے سزا و دو جہاں صل اللہ علیہ وسلم کے یوں دعا فرمائی ہے کہ بہ

”اللہ اس آدمی کو تیرا باز و مددگار نہیں بنے میری بات سن کر یا وہی میرا نہیں ان لوگوں تک پہنچا دیا جنہوں نے نہ سنی تھی“۔

ان رسائل کی نشر و اشاعت صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہمارے ہاں چونکہ ان کی اشاعت کا پورا انتظام ہے اس لئے یہ ہمارے ہاں جلد باریشالی اور بارفایت چھپ سکتے ہیں۔

منشی عبدالرحمن خان شاطی علی دارالافتاء اسلامیہ، جامعہ اسلامیہ، جہانگیر، لاہور

مال دولت کا بہترین مصرف

(از جناب محمد منصور الزمان صاحب کراچی)

اللہ جل شانہ کائنات کے مالک خالق اور ہر چھوٹی بڑی چیز کے پیدا کرنے والے اور پالنے والے ہیں۔ انسانی علم کی حد تک اور اس کے باہر جو کچھ بھی پیدا کیا گیا ہے۔ ان سب کے خالق اللہ جل شانہ ہیں۔

سائنس کی جدید معلومات کے مطابق کرہ ارض کے علاوہ دیگر سیارے جو اب تک علم میں آئے۔ ان میں آبادی ممکن ہے۔ چند برس قبل کون سمجھ سکتا تھا کہ انسان چاند پر پہنچ جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ذہن انسانی کو وسعت اور علم عطا فرمایا اور انسان چاند پر جا اترے۔

چاند کے علاوہ ان گنت سیارے آسمان پر ستاروں کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ نہ معلوم ان میں کتنے آباد ہیں اور کیا کیا عجائبات وہاں موجود ہیں۔ سمندر کے اندر کتنی اقسام کی مخلوق آباد ہے۔ اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ اس تمام کا پیدا کرنے والا اور اس تمام نظام کو قائم رکھنے والا اس سب کو اصول اور مقررہ قواعد کے مطابق چلانے والا کون ہے؟

یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کرم ہے اور وہی نظام کائنات کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ہماری دنیا کی ہر چیز اور ہمیں عطا شدہ ہر نعمت اس کی ہی پیدا کردہ اور عطا کردہ ہے۔

نعمتیں | صحت - عمر - عقل سلیم - قوت ارادی - قوت فیصلہ - قوت عمل -
 آسائش دنیا - دنیا کا مال و اسباب - اولاد - خاندان وغیرہ - غرض کہ
 سب کچھ ہر چھوٹی بڑی چیز اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اور ان کی ہی عطا کردہ ہے۔ وہی
 مالک و خالق ہے۔

ملکیت | یعنی ہم ہر ضرورت کے لئے اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ جیسا کہ قرآن
 کریم کا فرمان ہے کہ :-

وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَ اَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ
 اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو۔
 (محمد ۲۶)

اور ہماری ملکیت کسی شے پر نہیں۔ حتیٰ کہ ہم اپنی جان کے بھی مالک و مختار نہیں۔
 زندگی کے سانس بھی مقرر شدہ ہیں۔ اس میں کمی و بیشی ممکن نہیں۔ اسی طرح رزق
 بھی مقرر اور طے شدہ ہے۔ پھر یہ کہ زندگی بھی طے شدہ معمول پر گزارنی ہوگی اور
 رزق بھی حلال اور پاکیزہ حاصل کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے جو نعمت بھی ہمیں عطا فرمائی
 ہے۔ اس کے حصول کا طریقہ اور اس کے خرچ کا طریقہ ہمیں تعلیم فرما دیا ہے۔
 دنیاوی دولت جو انسان کے پاس ہے اور جس کو وہ اپنی ملکیت تصور کرتا ہے۔
 حقیقت میں یہ بھی ملکیت نہیں ہے۔ ایسا سمجھنا خود کو دھوکہ دینا ہے۔
 فرض کر لیں یہ ملکیت بھی ہے تو کتنے دن کی ہے۔ موت کے ساتھ ملکیت ختم
 ہو جاتی ہے۔ اگر مالک ہے تو لازم ہے کہ مال اپنے ہمراہ قبر میں لے جائے۔ لیکن
 ایسا نہیں ہوتا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ ملکیت کا تصور ہی غلط
 ہے۔

ہر شخص اپنے وارثوں کے لئے مال چھوڑ کر اپنے اعمال ساتھ لیکر رخصت
ورثاء ہو جاتا ہے۔ مال دنیا میں رہ جاتا ہے۔ وبال اور حساب کتاب ساتھ چلا
 جاتا ہے۔

میرے حضرت شیخ مولانا عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے
 تھے کہ:-

” حلال ہے تو حساب ہے۔ حرام ہے تو وبال ہے۔“

گویا ہر صورت میں مال دنیا جو دنیا میں ہی رہ جاتا ہے۔ آخرت میں بہر حال
 تکلیف دہ ہے۔ حرام کا وبال تو جو بھی ہو۔ حلال کا حساب دینا بھی آزمائش ہے۔
 ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ ایک بار حضور محسن انسانیت،
حدیث فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے خطاب کرتے ہوئے
 فرمایا کہ کیا تم ایسے شخص سے واقف ہو جو اپنے وارثوں کے مال کی حفاظت کر
 رہا ہے۔ تین بار ارشاد فرمایا۔ صحابہ کرامؓ نے نفی میں جواب دیا۔ جس کے جواب
 میں ارشاد فرمایا کہ ہر شخص اپنے وارثوں کے مال کی حفاظت کر رہا ہے۔ یعنی تمہارا
 تو صرف وہ ہے جو کھا لیا۔ پہن لیا یا خیرات کر دیا۔ کھانا اور لباس تو دنیا ہی میں
 ختم ہو گیا۔ البتہ خیرات ایسی چیز ہے کہ جس کا اجر آخرت میں ملے گا۔

ان تین صورتوں کے علاوہ جو کچھ بھی مال اسباب جائیداد وغیرہ ہے وہ
 نسب وارثوں کے لئے ہے اور ہر انسان اپنے وارثوں کے مال کی حفاظت کر رہا
 ہے۔ نہ صرف حفاظت بلکہ جائزہ ناجائز۔ حرام حلال کا فرق مٹا کر اس میں اضافہ
 کا خواہشمند اور کوشاں ہے۔

انجام پر نگاہ نہیں بس ایک دوڑ ہے۔ یہی فکر ہے کہ مالدار ہو جاؤں خواہ
دوڑ کسی صورت سے ہو اور کوئی نتیجہ نکلے۔

حد یہ ہے کہ انتہا درجہ غلط اور تعلیمات اسلامی کے منافی ایسے آدمی کو بڑا
 آدمی کہا جاتا ہے۔ یعنی جتنا دو لہندہ ہے اتنا ہی وہ بڑا ہے۔ عام طور پر تحریر و تقریر
 میں لوگ روزمرہ کہتے ہیں کہ فلان بڑا آدمی ہے۔ یعنی بڑا دو لہندہ ہے۔ حالانکہ بڑا
 وہ ہے جو ایمان اور تقویٰ میں بڑا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف
 اہل تقویٰ بڑے آدمی ہیں۔ یعنی ان کا اکرام و عزت ہے۔

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ۔
 بالتحقیق اللہ کے ہاں اس کی بڑی عزت
 (المحرات ۲۶) ہے۔ جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

مال و دولت تو محض انسان کو امتحان اور آزمائش کے لئے دی
 گئی ہے۔ کہ وہ اسے اللہ کی امانت سمجھ کر اس کی منشا
 کے مطابق خرچ کرتا ہے یا اس کو اپنی مرضی کے
 مطابق خرچ کر کے خیانت کرتا ہے۔

غرض کہ ہم اپنی کسی شے پر اپنی مرضی و منشا کے مطابق خرچ کرنے کا اختیار
 نہیں رکھتے بلکہ ہماری حیثیت ایمان کی ہے اور ہمیں مالک کی ہدایت کے مطابق
 خرچ کرنا ہے۔

دولت، روپیہ پیسہ بھی ہے۔ صحت اور قوت بھی۔ وقت بھی اور
العام قوت عمل بھی۔ تمام نعمتیں جو ہمیں عطا فرمائی گئی ہیں۔ ہم ان سب کے

ہم امین ہیں انکو خرچ کرنے کیلئے ہمیں مالک کی ہدایت کے مطابق عمل کرنا ہوگا۔
 چونکہ اللہ جل شانہ نے تمام انسانوں اور جنات کو اپنی عبادت کے لئے پیدا
 فرمایا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ - (الذّٰرِیۃ: ۱۷) اور میں نے جن اور انسان تو اسلئے پیدا کئے
 ہیں کہ وہ میری عبادت کریں۔

اسلئے تمام قومیں اور نعتیں اسی مقصد کی تکمیل میں خرچ ہونی چاہئیں۔

مصرف دنیاوی دولت کا سب سے بہترین مصرف خدمتِ خلق اور تبلیغِ دین
 ہے اس میں جسمانی، زبانی، عملی اور مالی ہر قسم کی دولت خرچ کی جا
 سکتی ہے۔ دامے، درمے، قلمے، سخنے، قدمے۔ غرضکہ ہر صورت میں خدمتِ خلق
 اور تبلیغِ دین ہونی چاہیے۔

خدمتِ خلق خدمتِ خلق افضل عبادتوں میں سے ہے۔ جو شخص صرف اللہ
 تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اسکی مخلوق کی خدمت کرتا ہے۔

اسے اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ محبوب رکھتا ہے۔ اسی لئے انبیاء و اولیاء اس
 معاملہ میں پیش پیش ہیں۔ اکابرین سلف میں ہر شخص خدمتِ خلق کا بذاتِ خود ایک
 ادارہ ہوتا تھا۔ اور قرونِ اولیٰ میں ہر مسلمان اس سلسلہ میں ایک دوسرے سے
 محبت لے جانے کے لئے کوشاں رہتا تھا۔ کیونکہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ تو فرض
 ہیں۔ اس سے فارغ وقت میں جتنا ہو سکے خدمتِ خلق کا بڑا ثواب ہے۔ حسبِ طرح ہم اس
 ملازم کو اچھا سمجھتے جو ہماری اولاد کو زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ اور اسکی خوب نگہداشت و پرورش
 کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ جل شانہ بھی اسے زیادہ محبوب رکھتے ہیں۔ جو اس کے بندوں کے

زیادہ کام آتا ہے۔

تبلیغِ دین | تبلیغِ دین بھی ایک فرضِ کفایہ ہے اور جب لادینی عام ہو جائے تو اس وقت یہ فرض عین ہو جاتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ:-

”جب لادینی عام ہو جائے تو دین کو رواج دینے کیلئے ایک کڑی خرچ کرنا اللہ کی راہ میں لاکھوں خرچ کرنے کے برابر ہے۔“

آزمائش | قرآنِ کریم میں خدمتِ خلق و تبلیغِ دین کے متعلق واضح احکامات موجود ہیں کہ یہ دولت کا بہترین مصرف ہیں۔ اس کو جمع رکھنا، اس کی محبت میں مبتلا ہونے کے مترادف ہے۔ کیونکہ بموجب احکامِ ربانی:-

انما أموالکم واولادکم فتنۃ۔ تمہارے اموال و اولادیں تمہاری آزمائش کے لئے ہیں۔ (تغابن ۲۸)

اس ارشادِ ربانی کے ذریعہ ان لوگوں کی غلط فہمی دور کی گئی ہے۔ جو بزعم خود یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مال و دولت ان کو عیش و عشرت کیلئے دیئے گئے ہیں کہ وہ جس طرح چاہیں خرچ کریں۔ حالانکہ ان نعمتوں کے ذریعہ حق تعالیٰ ان کو آزماتا ہے کہ وہ انہیں اپنی مرضی و منشاء کے مطابق خرچ کرتا ہے یا اس کے لئے جو شرائط یا حدود مقرر کی ہیں۔ ان کے مطابق استعمال کرتا ہے۔ کیونکہ مال و اولاد کا اگر صحیح استعمال کیا جائے تو یہ بھی عبادت میں داخل ہے اور ایسے لوگوں کے لئے

واللہ عندہ اجر عظیم۔ اللہ کے پاس بڑا اجر ہے۔

(تغابن)

لیکن اگر ان سے غلط اور بے جا قسم کا کام لیا گیا تو یہی تمہارے حق میں مصیبت بن جائیں گے۔

دولت کے صحیح مصرف کا اندازہ اس تاکید سے باسانی لگایا جاسکتا ہے کہ خدا کی راہ میں وہ چیز دو جو تمہیں سب سے زیادہ عزیز ہو۔
عام طور پر انسان کے نزدیک مال و دولت ہی سب سے زیادہ عزیز ہوتی ہے۔
جیسا کہ اس آیت کریمہ میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں :-

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۗ
نہ کرو گے۔ نیکی میں ہرگز کمال حاصل نہ کر سکو گے۔

محبوب چیز کے تحت ہر وہ چیز آجاتی ہے۔ جسے انسان عزیز رکھتا ہے۔ جیسے مال و دولت، عزت و حکومت۔ وقت اور قوت وغیرہ۔ اس کے ساتھ مقدار خیرات و صدقات کا بھی تعلق فرمادیا کہ :-

وَلْيَسْئَلُوكَ مَاذَا يَنْفِقُونَ ۗ قُلِ الْعَفْوَہ
لوگ آپ سے یہ پوچھتے ہیں کہ خیرات میں کتنا خرچ کریں۔ آپ فرمادیکھئے کہ جتنا (ضرورت سے) زائد ہو۔

یعنی اس سے کسی حقدار کا حق ضائع نہ ہو اور اپنے ضروری اخراجات میں تنگی نہ ہو۔ اسکے بعد جو کچھ بچے۔ وہ دینے والے کی امانت ہے۔ واسکے مستحقین میں تقسیم کر دی جائے اور پھر اس خرچ کا نہ اللہ پر احسان جتاؤ۔ اور نہ ان پر احسان جتاؤ۔ جن پر خرچ کرو۔ کیونکہ یہ تو سراسر تمہاری بہتری کے لئے ہے۔

وَأَنْفِقُوا خَيْرًا لِّأَنْفُسِكُمْ

اور اپنی بہتری کے لئے خرچ کرنے رہو

(تغابن ۲۸)

یعنی آخرت والی بہتری کے لئے خرچ کرتے رہو۔ جتنا خدا کی راہ میں خرچ کرو گے۔ اتنی بہتری ہوگی۔

مزید تسلی انسان طبعا بڑا حرصین واقع ہوا ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے وقت تنگی محسوس کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ ضائع جا رہا ہے اور اس کا کچھ حاصل نہیں ہے۔ اس شیطانی وسوسے کو دور کرنے کے لئے مولا کریم فرماتے ہیں کہ۔

وَمَا تَنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تظَلِمُونَ

اور جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دیدے گا اور تمہارے لئے ذرا بھی کمی نہ ہوگی۔

(الفال ۲۷)

یعنی تمہاری حق تلفی نہ ہوگی۔ تمہیں اسکا پورا پورا معاوضہ ملے گا۔ اسلئے خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے روپیہ ضائع نہیں ہوتا۔ بلکہ آخرت میں اس کے اپنے ہی کام آتا ہے۔ یہ روپیہ وہاں جمع ہوتا رہتا ہے۔ اس پر مولا کریم دس سے سات سو تک منافع عطا فرماتے ہیں اور وہ دن بدن بڑھتا رہتا ہے۔ بخلاف اسکے جو دولت انسان محنت و مشقت سے جمع رکھتا ہے اور اسے عزیز از جان سمجھتا ہے۔ وہ بالآخر اسکے کام نہیں آتی۔ کیونکہ وہ بعد وفات ان ورثاء میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ جن کو مرنے والا اپنی زندگی میں ایک پیسہ تک دینے کا روادار نہ تھا۔ اسلئے بہتر ہے کہ انسان اپنی کمائی ہوئی دولت خالق و

دین پر خرچ کرے تاکہ وہ اسکے اپنے کام آئے۔ وبال جان نہ بن جائے۔ کیونکہ اگر اس نے اللہ کی اس امانت کو اسکی منشاء کے مطابق خرچ نہ کیا۔ تو وہ دو طرح سے وبال جان بن سکتی ہے۔ اولاً اس طرح کہ اگر اس کے ترکہ کا ورثانے غلط اور ناجائز استعمال کیا تو اسکا خمیازہ بھی مرنے والے کو بھگتنا پڑے گا۔ کیونکہ اسکی جمع کردہ دولت ان کی برائی کا سبب بنی۔ ثانیاً آخرت میں وہ اپنے کئے کی سزا بھگتے گا۔ جس کا قرآن کریم میں متعدد بار مختلف انداز میں ذکر آیا ہے۔ مثلاً:-

اور اس کا مال اسکے

ارشاد باری تعالیٰ (ہرگز) کام نہ آئیگا۔ جب عذاب کے گڑھے میں گرےگا۔ (ایل ۱۳)

(۲) "جس نے مال سمیٹا اور گن گن کر رکھا (وہ کیا) خیال کرتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے ساتھ رہےگا۔ ہرگز نہیں۔ وہ پھینکا جائے گا۔ اس روندنے والی میں اور تو کیا سمجھا۔ کون ہے روندنے والی؟ وہ ایک آگ ہے۔ اللہ کی سلگائی ہوئی۔ جو جھانک لیتی ہے دل کو" (ہمزہ ۱۲)

(۳) "جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے خزانہ کے طور پر جمع رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ آپ ان کو بڑے دردناک عذاب کی خبر سناویں۔ وہ اس دن ہوگا۔ جس دن ان (سونے چاندی) کو اول جہنم کی آگ میں تپایا جائیگا۔ پھر ان سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور پسلیوں اور پشتوں کو داغ دیا جائیگا۔ پھر ان سے کہا جائیگا کہ یہ وہ ہے۔ جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر کے رکھا تھا۔ اب اس کا مزہ چکھو۔ جس کو جمع کر کے رکھا تھا" (توبہ رکوع ۵)

سے زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد ضرورت کیلئے جمع کرنیکی اجازت ہے اور زکوٰۃ کے علاوہ مال میں اور حقوق بھی ہیں جنکا ادا کرنا ضروری ہے۔

قرضِ حسنہ

حق تعالیٰ شانہ اپنے بندوں سے کس قدر محبت فرماتے ہیں

کس اخلاقِ کریمانہ کا مظاہرہ ہے۔ اپنی چیز اپنی عطا اور اپنے ہی غلام سے خطاب اور کتنی عزت اور اخلاق کے ساتھ فرماتے ہیں۔

ان تَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضْعِفُهُ

لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ

عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ

(التغابن ۲-۴)

اگر اللہ کی راہ میں اخلاص و نیک نیتی سے

مال خرچ کر کے تم اللہ کو اچھا قرض دو گے

تو وہ اس کو تمہارے لئے بڑھاتا رہے گا

اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اللہ بڑا

قدر دان، بڑا ظاہر و باطن کو جاننے

والا اور زبردست حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی عطا کردہ دولت دنیا اپنے غلام و مخلوق سے خود ہی قرض طلب فرماتے ہیں۔ وہ بھی صرف اسی لئے کہ اس میں اضافہ فرما کر لوٹا دیں اور اس کے انعام میں گناہوں کو معاف فرما دے۔

عطا و کرم

گو یا عطاء انعام کا ایک ذریعہ ہے۔ اب یہ تقدیر والوں کا حصہ ہے جو فائدہ اٹھالے۔ کاش یہ مفت کا انعام حاصل کرنے کی توفیق ہم سب کو ہو۔

خیرات کو فاء۔ مالی اور جسمانی دونوں نفل سنت اور واجب و فرض بھی ہے سنت تو ظاہر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ فداہ آنحضرت امی و ابی قرض لے کر بھی ضرورت مند کی حاجت روائی فرمایا کرتے تھے۔ فرض اس لئے کہ اس کا حکم قرآن کریم میں ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا آیات کریم سے ظاہر ہے۔

سورہ حدید کے پہلے رکوع میں اور دوسرے پارہ سبقرول کے آخری سے پہلے رکوع میں بھی یہ مضمون ہے اور زیادہ زور سے ارشاد فرمایا گیا ہے۔

قرآن کریم کا ہر حکم جو مسلمانوں اور مومنوں کیلئے ہے اس کی تعمیل فرض ہے۔ زندگی میں ایک بار درود شریف پڑھنا۔ والدین کی اطاعت و خدمت کرنا۔ نظریں نیچی رکھنا۔ یعنی ناجرم کونہ دیکھنا۔ عورتوں کو پردہ کرنا۔ لوگوں سے اخلاق سے پیش آنا۔ تجارت میں دیانتداری رکھنا۔ گواہی و شہادت کے لئے تیار رہنا۔ وعدہ کا ایفا کرنا۔ حلال کسب کرنا۔ حرام کمائی سے بچنا وغیرہ۔ یہ سب احکام تعمیل کے لئے فرض کا درجہ رکھتے ہیں۔ خیرات بھی اسی طرح فرض ہے۔

جسمانی طور پر کسی کی غیر مالی خدمت کرنا مثلاً کسی کو راستہ بتانا۔

غیر مالی خدمت کسی کی تیمارداری کرنا کسی کار خیر کے انتظام میں حصہ لینا۔

یا کسی کو مشورہ دینا اور مخلوق کی خدمت کرنا مالی حقوق ادا کرنا ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے۔

ترجمہ: "یعنی قرابت دار کو اس کا حق مالی و غیر مالی دیتے رہنا" (القرآن)

گویا نہ صرف روپیہ پیسہ ہی دینا خیرات کرنا ہے بلکہ غیر مالی حق کے طور پر اخلاقِ حسنہ

اور خدمت بھی لازم ہے اور یہ بھی قرابت داروں کا حق ہے۔ غیر مالی حق یہی

خدمت ہے جو بہتر اور اعلیٰ صورت میں اس طرح ہوگی کہ آپ اپنے عزیزوں،

دوستوں اور برادری والوں کو دنیاوی خدمت کے ساتھ ساتھ نیکی کی طرف

ناٹن کریں۔ بُرے کاموں کو چھوڑنے کی تلقین کریں۔ اسراف و تبذیر سے بچنے

کی رائے دیں اور رسومات اور غیر شرعی حرکات کو ختم کرنے کا مشورہ دیں۔ کوشش

اور جدوجہد کریں۔

خواہ بظاہر اس میں کامیابی نہ ہو لیکن کوشش جاری رکھنا ضروری

حق ادا کرنا

ہے۔ اس لئے کہ کوشش کرنے والا اپنی ذات میں کامیاب و

کا مران ہے۔ کوشش کرتے رہنا ہی حق ادا کرنا ہے۔ نیت کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہوتا ہے۔ وہی اجر عطا کرنے والے ہیں۔ جس نے خلوص نیت کے ساتھ عمل و کوشش جاری رکھی وہی مراد کو پہنچے گا۔

جس کو دنیاوی دولت یعنی روپیہ کی گنجائش حاصل نہ ہو۔ وہ صرف جسمانی خیرات یعنی خدمت کر کے حق ادا کرے گا۔ لیکن جس شخص کو مال و زر حاصل ہے۔ اس کو دونوں صورتوں میں عمل کرنا ہوگا اور نقد خیرات بھی کرنی ہوگی کہ یہ ہی مفہوم قرآن حکیم کا ہے۔

قبل موت نیک کاموں میں خرچ کرنا یعنی خیرات کرنا اور جلد از جلد کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ۔

ترجمہ :- ہم نے جو کچھ تم کو دیا ہے۔ اس میں سے اس سے پہلے پہلے (راہِ خدا) میں خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کی موت اکھڑی ہو۔

(المفقون ۲۸)

اپنی چیز خیرات کیا چیز کی جائے اور کس کو دی جائے یہ بھی واضح فرما دیا ہے کہ۔

اپنی کمائی سے ستھری چیزیں خرچ کرو اور تمہارے واسطے زمین سے جو کچھ

ہم نے عطا کیا ہے۔

اس میں سے بھی ستھری یعنی عمدہ اعلیٰ (حلال)

بہترین چیز خیرات کرو۔

الْفِقْوَانِ مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا
أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ (بقوہ ۲۷)

مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ
وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ - (البقرہ ۲۱۷)
جو کچھ مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کھلنے قرابت والوں یتیموں
محتاجوں اور مسافروں کے لئے خرچ کرو۔

کس کو دو

إِنْ تَبَدُّوا لِلصَّدَقَاتِ فَنِعْمًا هِيَ وَإِنْ تَحْفَظُوهَا
وَتُوعِدُوهَا لِفُقَرَاءٍ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ - (البقرہ ۲۱۷)

کس طرح دو

اگر ظاہر کر کے دو تو اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو
پہنچاؤ تو وہ تمہارے حق میں بہت ہی اچھی بات ہے۔

لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى - (البقرہ ۲۱۷)

احسان و ایذا سے بچو

كَالَّذِي يَتَّبِعُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ

ریا کاری نہ کرو

بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ - (البقرہ ۲۱۷)

اور نہ اس شخص کی طرح خیرات ضائع کرو جو لوگوں کو

دکھانے کے لئے اپنا مال خرچ کرتا اور اللہ تعالیٰ و روز قیامت

پر یقین نہیں رکھتا۔

خیرات کی اہمیت واضح ہے۔ خیرات صدقات کے فوائد بے شمار

ہیں افسوس ہے کہ ہم اپنے مفاد اور اپنی آخرت کے معاملہ کو چھوڑ

اہمیت

کر دنیاوی نام و نمود میں لگ گئے ہیں۔ افسوس افسوس بے شک انسان نقصان

میں ہے "سورة العصر کا ترجمہ تلاوت کر لیں۔ انسان کا نقصان اور اس نقصان

سے محفوظ رہنے کا طریقہ معلوم ہو جائے گا۔ ہم میں ہزاروں افراد ایسے ہیں جو شاہی
 و بیاہ میں چند روزہ دھوم دھام اور نام و نمود کے لئے لاکھوں روپیہ خرچ کر دیتے
 ہیں۔ اگر ان خرچ کرنے والوں سے یہ درخواست کی جائے کہ کچھ رقم خیرات کر دیں
 تو بڑی مشکل سے تیار ہوں گے۔ حالانکہ خوشی کے موقعوں پر احسانِ خداوندی کے اظہار
 اور شکرانے کے طور پر یوں بھی خیرات کرنی لازم ہے۔ پھر صدقہ بھی ضروری ہوتا
 ہے لیکن اس طرح کی کوئی مدد اس خرچ میں نہیں نکلتی۔

اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ ورنہ بظاہر تو بڑی چھوٹی
 سی بات ہے کہ لاکھوں خرچ کر رہے ہیں۔ اگر چند ہزار یا صرف ایک ہزار راہِ خدا
 میں خیرات کر دیا جائے تو کیا فرق پڑے گا۔

آداب بہتر ہے کہ خیرات چھپا کر دے۔ اپنے واہنے ہاتھ سے اس طرح دے
 کہ بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلے۔ صبر و قناعت ہو تو دینے والے کی راہ
 میں سب کچھ ٹاڈے۔ جیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا کہ گھر میں
 جو کچھ بچا تھا، ایک دفعہ سب کچھ لاکر سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور
 میں لاکر پیش کر دیا۔ جب پوچھا گیا کہ اپنے لئے کیا رکھا ہے تو انتہائی مسرت کے
 ساتھ فرمایا:۔

اللہ اور اللہ کا رسول!

ایسا نہ کر سکے تو اپنی جائز ضروریات سے جو بچے، وہ خیرات کر دے۔ اس کی
 بھی ہمت نہ ہو تو جس قدر مناسب حال ہو۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ اگر بوجہ
 مفلسی و تنگدستی کچھ بھی نہ دے سکے تو جس چیز پر قدرت حاصل ہو۔ وہ اللہ کی

راہ میں خرچ کرے۔ احادیث میں ایسے کام بتلائے گئے ہیں۔ امام غزالیؒ انہیں ایک جگہ نقل فرماتے ہیں:-
 ”بیزار کی عیادت کرنا۔ جنازہ کے ساتھ جانا۔ حاجت کے وقت محتاج کی مدد
 کرنا یعنی کسی مزدور کا بوجھ بٹالینا۔ سہارا دے دینا۔ سعی و سفارش
 سے کسی کا جائز کام نکلا دینا۔ نیک بات کہہ دینا۔ بہت بندھانا۔

ڈھارس ڈلانا وغیرہ“

بہر حال سائل کو خالی واپس نہ کرے۔ اگر اور کچھ نہ ہو تو روٹی کا ایک ٹکڑہ ہی دیدے۔ یہ بھی نہ
 ہو تو اسکے حق میں کلمہ خیر ہی کہہ دے۔ اسے سخت و سست نہ کہے نہ اسے بھڑکے۔ یہ سب باتیں
 احادیث اور قرآن پاک میں ہیں۔ جو چیز بھی دینا چاہے، سائل کو ہاتھ میں آرام و اطمینان سے
 دے۔ اسکی طرف اس طرح نہ پھینکے۔ جیسے کتے کو لقمہ پھینکا جاتا ہے۔

محل خیرات بہتر تلاش کرے۔ والدین۔ اقرباء۔ یتیم و مسکین مسافر و فقیر
 کے علاوہ طالب دین۔ پرہیزگار عالم۔ نیک بخت۔ عیالدار اور ایسے لوگ جو
 حاجت مند ہونے کے باوجود دست سوال دراز کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔

مساجد۔ مدارس وینیہ اور امور رفاہیہ پر خرچ کرنا افضل ہے۔ ان کے
 لئے جو کچھ چندہ وغیرہ دینا ہو تو وہ خود پہنچا دیں۔ اور اگر ان کی طرف سے کوئی
 لینے کے لئے آئے تو اسے جلدی سے دیکر فارغ کرویں۔ ٹال مٹول نہ کریں۔
 اسے چکر نہ کٹوائیں۔ کیونکہ اسے بار بار آنے کی تکلیف کا وبال خیرات کی قدر و قیمت
 گھٹا دیتا ہے اور مولا کریم کی ناراضی کا موجب بنتا ہے۔ کیونکہ جب اس نے آپ
 کو سب کچھ از خود دے رکھا ہے تو آپ اس میں سے اس کے نام پر دیتے وقت
 کیوں سوچ میں پڑ جاتے ہیں۔

حسب طرح ایک سرمایہ دار روزانہ کچھ نہ کچھ بنک میں جمع کرنے اور زیادہ سے زیادہ سود حاصل کرنے کیلئے حریص رہتا ہے۔ اسی طرح آپ کو بھی آخرت کے بنک میں بمدخیر و صداقت ضرور کچھ نہ کچھ جمع کرانے رہنا چاہیے۔ سرمایہ دار سود خوار تو اپنا سب کچھ یہاں چھوڑ جائیگا اور آخرت میں مفلس و قلاش ہوگا۔ مگر آپ کا تمام اندوختہ ایک سے سات سو گنا تک یا اس سے بھی زیادہ، وہاں پہنچتے ہی زیورنگ چیک کی طرح وصول ہو جائیگا۔ ارشادِ باری ہے کہ:-

وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاقْرَأُوا لِلَّهِ قَرْضًا حَسَنًا ۗ
 وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا
 وَأَعْظَمَ أَجْرًا ۗ وَاسْتَغْفِرُوا لِلذَّنْبِ وَاللَّهُ طَرِيفٌ رَحِيمٌ ۗ

(المزمل ۲۴)

اور تم لوگ نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ جل شانہ کو قرضِ حسنہ دیتے رہو اور جو نیکی تم اپنے لئے ذخیرہ بنا کر آگے بھیج دو گے۔ اس کو اللہ جل شانہ کے پاس جا کر اس سے بہتر اور ثواب میں بڑھا ہوا پاو گے اور اللہ تعالیٰ سے گناہ معاف کراتے رہو۔ بیشک اللہ جل شانہ مغفرت کر نیا لارحم کر نیا لہے۔ اللہ تعالیٰ اہل عقل سلیم عطا فرمائے اور نیک و بد کی تمیز عطا فرمائے اور ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

طبع اول ...	جزیرہ ...	۱۹۴۶ء ...	دو ہزار ...
طبع دوم ...	ستمبر ...	۱۹۴۶ء ...	دو ہزار ...
گجراتی ترجمہ ...	اگست ...	۱۹۴۶ء ...	دو ہزار ...

(سید پرین ملتان میں چھپا)

خرا بیوں کی جر

یہ ہماری سب سے بڑی تسمتی ہے کہ ہم اسلام کو ایک مذہب یا مت سمجھ بیٹھے ہیں، اور یہی انداز فکر ہماری تمام خرا بیوں کی جر ہے، اسلام تو در حقیقت زندگی گزارنے کا ایک آزموہ فن ہے جو ہمیں آخرت کی کامیابی کے علاوہ اس دنیا میں بھی سر بلندی کی بشارت دیتا ہے۔ اسلام انسان سے صرف ایمان اور عمل صالح کا تقاضا کرتا ہے۔ اور ہمارے لئے ہر عمل اگر وہ خدا کی رضا جوئی کے لئے کیا جائے عبادت کا درجہ رکھتا ہے، صبر، سچائی و راستبازی، عدل، انصاف، امانت، عفو و درگزر، احسان، مسادات، اخوت و تقویٰ، اسلام کی پسندیدہ اقدار ہیں۔ اور حرص و آرزو، دروغ گوئی، غیبت، حق تلفی اور صن مذکورہ ہیں۔ جن سے بچنے کی اسلام تلقین کرتا ہے۔ لیکن اسلام قوی اعتبار سے ہمارا نصب العین یہ قرار دیتا ہے کہ ایسا معاشرہ تخلیق کیا جائے جس میں نیکیوں کو فروغ ہو اور برائیوں کا سدباب۔ اور اس معاشرے کو قائم کرنے کے بعد پوری دنیا کے لئے مسلمانوں کو امت شاہد اور امت وسط قرار دیتا ہے۔ کتنا عام فہم اور سادہ ہے یہ پیغام۔ جس سے ہم روز بروز غافل اور مغرب تہذیب کے دلدادہ ہوتے جا رہے ہیں۔۔۔ حالانکہ مغرب تہذیب کی ظاہری چمک دمک کے پیچھے مغرب منکرین کی ایک بہت بڑی جماعت لوجہ کناں ہے۔ لیکن ہم ان سے کچھ بھی سبق نہیں لیتے۔ دلدادگان تہذیب مغرب کم از کم اس بات پر تو غور کریں کہ ہماری حقیقی تہذیب اور تمدن کو متاثر وہ جس غیر ملکی تہذیب و ثقافت کو اس ملک پر مسلط کر دینا چاہتے ہیں آخر اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔

اس ہفتے کے مطالعہ کے بعد اپنے قارئین اور مشورہ ہمیں تحریر فرمائیں۔
 اس ہفتے کے مطالعہ کے بعد اپنے خاندان اور احباب کو بھی مطالعہ کے لئے
 شکر ہے۔

ہمارا اصلاحی تبلیغی لٹریچر

اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں یہ ادارہ اس وقت تک مندرجہ ذیل مفید اور دیدہ زیب لٹریچر شائع کر چکا ہے جو پتہ ذیل سے مفت حاصل کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ جو ارباب خیر اپنی طرف سے تبلیغی لٹریچر خود یا ہماری معرفت بھیجا کر عوام و خواص میں مفت تقسیم کرنا چاہیں انہیں اس کی اجازت ہے جو بہترین سرمایہ آخرت بن سکتا ہے اور صدقہ ہار یہ بھی۔

وقت کا تقاضا۔ رشتہ دی بیاہ پر مسرفانہ اور مشرکانہ رسومات کی حقیقت

- ۱۔ زکوٰۃ۔ اسلام کا بنیادی رکن۔
- ۲۔ وصیت۔ وراثت۔ تقسیم میراث کے احکام۔
- ۳۔ مال و دولت کا بہترین مصرف۔
- ۴۔ نماز کے فضائل اور احکام و مسائل۔
- ۵۔ ولیمہ سنوڑ کا طریقہ۔
- ۶۔ عظمت قرآن اور آداب تلاوت۔
- ۷۔ ستر عورت (پردہ اور ستر کی تشریح اور اس کی اہمیت)۔
- ۸۔ روزہ ایک اہم روحانی عبادت۔
- ۹۔ حج و عمرہ کا طریقہ اور مسائل۔

ان رسائل کا گجراتی، سندھی اور بنگالی زبانوں میں بھی ترجمے شائع ہو چکے ہیں، انگریزی اور ہندی ترجمہ کا اہتمام موجود ہے۔ یہ رسائل حسب ضرورت بلا قیمت پتہ ذیل سے طلب فرمائیں۔

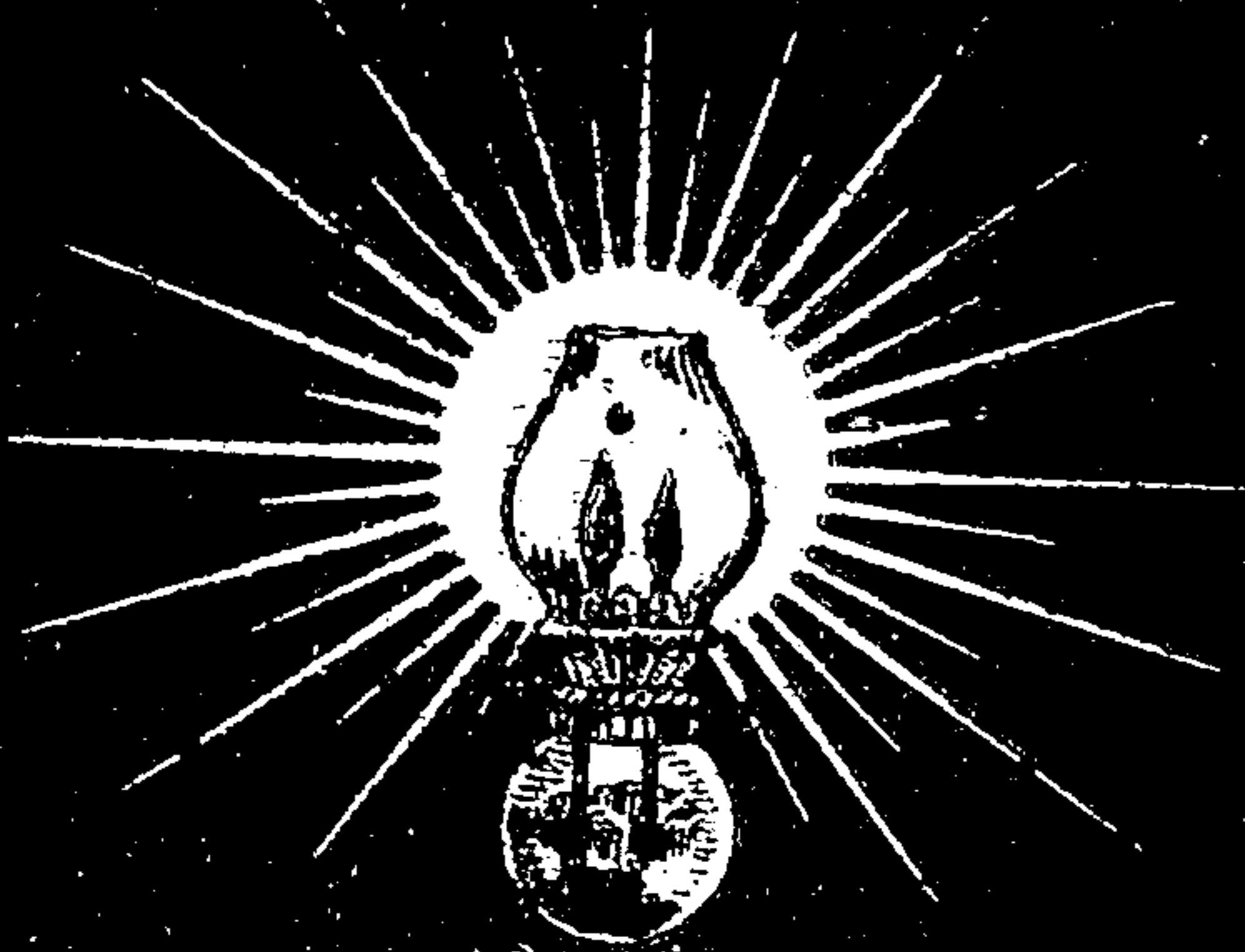
● ادارہ تعلیم الاسلام (ریسٹریٹ) گلشن اعلیٰ کراچی

● جمعیت دہلی صدمہ لٹریچر اور پاکستان ٹھکانی کمپنی ڈی ایم اے جناح روڈ کراچی

● عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلام (ریسٹریٹ) چھٹیک ٹھکان شہرفون نمبر ۲۶۵

پفلٹ کے مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات اور مشورہ ہمیں تحریر فرمائیں۔
 پفلٹ کے مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات اور احباب کو بھی مطالعہ کے لئے پیش کریں۔
 آرٹیکل پر تنگ کر لیں۔
 شاعر اور لکھنے والے کے لئے۔

کتابت و تصنیف حضرت مولانا محمد رفیع الدین صاحب دہلی



اولاد علم الاسلام (رسول کا پیغام رسالت)

تعداد

پاکستان دہلی

ہدیۃ چارہ

جب ہم نے کتاب سنت کے تقاضوں کے خلاف کفر و شرک، بدعات و رسومات، خرافات و
 فواحشات کو ترجیح دینی شروع کی ہے، دین کو صرف عبادات کا مجموعہ تصور کر کے اخلاق و عادات
 معاملات و معاشرت کو اس سے خارج کر دیا ہے اور اسلامی شعار و اقدار کی بجائے خدا بیزار تہذیب
 کو اپنانا شروع کیا ہے تب سے ہم گونا گوں مصائب و عذاب میں گرفتار ہیں۔ تعلیم دین کی کجی کی وجہ سے
 ہماری اکثریت، معاملات و معاشرت کے متعلق شرعی مسائل اور دینی تقاضوں سے ناواقف ہے
 اور نہ خود واقفیت حاصل کرنے کیلئے اس کے پاس وقت ہے، حالانکہ دنیا و آخرت کی بہتری کیلئے
 ان کا پھانا شد ضروری ہے۔ اسی لئے جناب الحاج محمد منصور الزمان صاحب صدر جمیعۃ و صلی
 صدیقی برادری ریکٹھان، کراچی نے اس بصیرت افروز معلومات افزا اور مفید سلسلہ مضامین کی تبلیغاً
 نشر و اشاعت کا اہتمام کیا ہے جس کا پڑھنا اور پڑھانا باعث ثواب ہے۔

آپ بھی اسے خود شائع کر کے تقسیم کر سکتے ہیں، ہماری معرفت یہ طبع کار تقسیم کر سکتے ہیں
 اور اس طرح گھر بیٹھے سب کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں جس کے لئے سزاوار دو جہاں
 صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا فرمائی ہے کہ

”اللہ اس آدمی کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سن کر یا وہی
 پیرا نہیں ان لوگوں تک پہنچا دیا۔ جنہوں نے نہ سنی تھی۔“

ان رسائل کی نشر و اشاعت صیغہ جاری کی حیثیت رکھتی ہے، ہمارے ہاں چونکہ ان کی اشاعت
 کا پورا انتظام ہے، اس لئے یہ ہمارے ہاں جلد باسانی اور بارعایت چھپ سکتے ہیں۔

امام علی عبدالرحمن خان صاحب علی دارالاشاعت علوم اسلامیہ، چھپانک بلقان شہر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سترِ عورت

(از محمد منصور الزمان صاحب کراچی)

سترِ عورت عربی کے الفاظ ہیں۔ ان کے معنی ہیں پردہ اور چھپانے والی چیز کو ڈھکننا چھپانا۔ عورت عربی میں پردہ والی چیز کو کہتے ہیں اور یہ لفظ کسی بھی چیز کے پردہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ شرعی اصطلاح میں یہ جسم کے چھپانے والے حصہ کو کہتے ہیں۔

حدیث شریف کی وعلیہ :-

اللّٰهُمَّ اَسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاَمِنْ رَوْعَاتِنَا۔

اے اللہ! ہماری چھپانے والی چیزوں کو یعنی ہمارے عیوب اور کمزوریوں پر پردہ ڈال دے اور ہماری گھبراہٹ کو دور فرما۔

اردو زبان میں بھی اس لفظ کی ابتدا انہی معنوں میں ہوئی تھی اور

عورت پردہ کرنے والی چیز کی حیثیت سے خواتین کے لئے کہا جاتا

عورت النساء

تھا۔ لیکن کثرت استعمال سے یہ لفظ بطور علامت استعمال کیا جانے لگا۔ جو مخصوص طور پر خواتین کے لئے استعمال ہونے لگا۔

خواتین کے لئے عربی میں نساء بولا جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے :-

عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ (نور) عورتوں کے پردہ کی باتیں۔

اردو میں عورت کا ترجمہ مستورات یا مستورہ بھی ہے۔ جو مفہوم کے زیادہ قریب ہے خواتین

اس کا ترجمہ نہیں ہے۔ تاہم مروجہ قاعدہ کے مطابق اردو میں لفظ عورت صرف صنفِ نازک

کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ خواتین یا خاتون نسا کا ترجمہ ہے۔ اب غور و فکر کی ضرورت ہے کہ جس چیز کو یا جس ہستی کو آپ خود رات دن تقریر و تحریر میں پردہ کرنے والی۔ پردہ میں رہنے والی۔ چھپانے والی چیز کہہ کر پکارتے ہیں۔ اس میں مغرب زدہ عورت پردہ نہیں کرتی۔ گویا۔

برعکس نام نہند نام زنگی کافر

لطف یہ ہے کہ یہ پردہ میں رہنے کے قابل ہستی خود بھی معترف ہے اور خود کو عورت کہتی ہے۔ یعنی تسلیم کرتی ہے کہ وہ پردہ والی چیز ہے۔

ستر کے معنی | ستر ڈھکنے اور چھپانے کو کہتے ہیں۔ ستر عورت کے معنی عام طور پر اردو دان طبقہ عورت کا ستر یعنی عورتوں کا پردہ سمجھتا ہے۔ جبکہ اسکے معنی اور مفہوم مردوزن دونوں پر عادی ہیں۔ اس کے معنی ہوتے چھپانے والی چیز کو ڈھکنے اور پردہ کرنا۔

قرآن کریم میں پردہ کے احکام مستورات کیلئے نہایت واضح صورت میں ہیں اور اس سلسلہ میں مرد اور خواتین دونوں کیلئے جو ہدایات ہیں۔ وہ یقیناً انسان کے اپنے مفاد کیلئے ہیں۔ اصل میں قرآن کریم کے تمام احکامات غیب پر یقین رکھنے والے مومنوں کے لئے ہیں۔ جو متقی ہوں نماز پڑھتے ہوں۔ صدقات ادا کرتے ہوں۔

اللہ کا ارشاد | جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ یہ کتاب ایسی ہے۔ جس میں کوئی شبہ نہیں۔ راہ بتلانے والی ہے۔ خدا سے ڈرنے والوں کو۔ وہ خدا سے ڈرنے والے لوگ ایسے ہیں کہ چھپی ہوئی چیزوں پر یقین لاتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے دیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرتے ہیں (نیک کاموں میں) اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ یقین رکھتے ہیں اس کتاب پر جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے۔ اور ان کتابوں

پر جو آپ سے پہلے اتاری جا چکی ہیں اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ (سورۃ البقرآیات اتام)
 یہاں واضح ہے کہ قرآن کریم یعنی اللہ تعالیٰ کے ارشادات سے استفادہ وہی حاصل
 کر سکتا ہے جو غیب پر ایمان رکھتا ہو۔ ایمان والا ہو۔ مستحق پر سبزی گار ہو۔ مستحق کی تعریف مختصر
 یہ ہے کہ حلال کی روزی کماتا ہو اور فرائض اور سنن کی پابندی کرتا ہو۔

بنیادی چیز بنیادی چیز ایمان بالغیب ہے۔ اگر کسی چیز حاصل نہیں تو پھر
 قرآن کریم کی برکات سے محروم رہیگا۔ واضح رہے کہ قرآن کریم کے
 واضح احکام کے بعد کیوں، کیسے اور کس لئے، کی گنجائش نہیں رہتی۔ یہ اخکانات عالیہ
 قطعی اور پورے طور پر عمل کرنے کیلئے ہیں۔ مخلوق خالق سے۔ غلام مالک سے کسی وضاحت
 کا طالب ہو تو یہ اسکی اپنی کم عقلی ہے۔ الا اسکے کہ کسی حکم پر زیادہ بہتر طور پر عمل کرنے
 کے لئے سوال کیا جائے۔ ورنہ اپنی رائے اور مرضی کا کوئی دخل نہیں اور اللہ تعالیٰ جل شانہ
 سے تو سوال کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اللہ کی لعنت ابلیس لعین نے سجدہ نہ کرنے کا بہانہ یہی کیا تھا کہ میں آگ سے
 پیدا کیا گیا اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا گیا ہے، میں اسکو سجدہ
 کیوں کروں۔ اسکا نتیجہ ظاہر ہے کہ ابد تک کے لئے ملعون قرار پایا۔ وہ بھی ایسا کہ اس
 پر لعنت بھیجنا کار ثواب ہے۔

یہ تحریر بھی غیب پر ایمان رکھنے والوں کے لئے ہی ہے۔ جو اس نعمت سے محروم
 ہے۔ اس کیلئے مذہبی تعلیم کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔
 قرآن کریم کی ہر آیت ہر حکم ایمان ہے۔ عمل نہ کرنا گناہ ہے۔ لیکن ازکار کرنا کفر ہے۔
 اس سلسلہ میں ایک مثال پیش ہے۔

بعض اجہل صاف کہتے ہیں ہم جنوں کے قائل نہیں۔ جس شخص نے قرآن
جہالت | ایسا کہا، اس نے احکام قرآنی کی نفی کی اور یہ کفر ہے۔ قرآن کریم میں
 واضح ارشاد ہے کہ جن بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ ان کے نام سے سورہ جن قرآن
 میں موجود ہے۔ اسکے علاوہ متعدد بار انسان کے ساتھ جنوں کا ذکر آیا ہے۔ جب قرآن
 کریم نے واضح کر دیا کہ یہ مخلوق ہے تو ایمان والوں کو تسلیم کرنا فرض ہے۔

یہ ایک مثال ہے۔ اسی طرح زندگی کے ہر شعبہ پر محیط قوانین اور احکامات
 وضاحت کے ساتھ آئے ہیں اور کسی بھی حکم کو تسلیم نہ کرنا بغاوت ہے۔

انسانی زندگی کا کوئی شعبہ اور گوشہ باقی نہیں کہ جس کا ذکر قرآن
قانون قرآن | شریف میں نہ ہو۔ انسانی پیدائش کنسٹرکٹ ہوتی ہے۔ کس چیز سے

لفظہ قرار پاتا ہے۔ پیدا ہونے کے بعد رضاعت کا عرصہ کیا ہے۔ بلوغت کے مسائل
 کیا ہیں۔ لباس۔ خوراک۔ حلال کی روزی۔ حرام کی کمائی۔ نکاح۔ طلاق۔ عدت
 وراثت اور تقسیم میراث۔ تجارت۔ عبادت۔ غرض کہ پوری زندگی کے قوانین اور
 پوری تہذیب قرآن کریم میں موجود ہے۔

اس کے ساتھ ہی آخرت والی زندگی قبر و حشر کے مسائل بھی واضح ہیں۔ جنت
 اور جہنم کی تفصیل بھی ظاہر کی گئی ہے۔ مزید وضاحت کے لئے سنت ہے کہ جس پر عمل
 پیرا ہو کر فلاح و ازین حاصل ہو سکتی ہے۔

مقصد ایک مکمل انسان اور ایک ایماندار معاشرہ کا وجود عمل میں لانا ہے
مقصد | ایمان بالغیب حاصل ہو تو فائدہ یقینی ہوگا۔ یہ قرآن کا وعدہ ہے۔ اسی
 طبقہ سے یعنی غیب پر ایمان رکھنے والوں سے یہ التماس ہے کہ قرآن کریم میں پردہ
 اور ستر عورت کے احکامات اسی لئے ہیں کہ ان پر عمل کیا جائے۔

مرد کا ستر | قرآن کریم کے احکامات سے قبل سترِ عورت کی وضاحت ضروری ہے اور اس میں معاشرتی طور پر جو غلطیاں ہوتی ہیں۔ انکی نشاندہی لازمی ہے۔ مرد کیلئے ناف کے نشان سے گھٹنے کے نیچے والی بڑی تک جسم چھپانا فرض ہے۔ ناف کا نشان بھی پردہ میں رہنا ضروری ہے۔

جسم کا یہ حصہ مردوں اور عورتوں دونوں سے پوشیدہ رکھنا لازم ہے۔ کوئی ایسا لباس مثلاً نیکر۔ جانگیہ۔ نہانے کا لباس جس میں جسم کا یہ حصہ کھلا ہو مرد کو پہنکر لوگوں کے سامنے آنا حرام ہے۔ ایسی حالت میں جو کام بھی کریگا وہ غلط ہوگا۔ بعض لوگ عادتاً تہمد کو گھٹنوں سے اوپر تک ہٹا کر کام کرتے ہیں۔ یہ فعل صرف ناواقفیت کی بنا پر سرزد ہوتا ہے۔ لیکن اسکا گناہ اپنی جگہ ہے۔ اکثر لوگ تہمد یا شلوار ناف کے نیچے باندھتے ہیں۔ گرتے پہنے ہوئے تو یہ درست ہے۔ لیکن اپنے گھر میں آرام کے وقت اگر گرتے اتار دیا تو ستر کھل جائے گا۔ اس حالت میں کسی کے بھی سامنے آنا حرام ہے۔ خواہ بیٹا بیٹی یا کوئی دوست ہو۔ جسم کا یہ حصہ سب سے پوشیدہ اور پردہ میں رہنا ضروری ہے۔ (بہی کے علاوہ)

حاجی صاحبان | اسی غلط عادت کا نتیجہ یہ ہے کہ احرام پوشی حاجی بھی احرام کی چادر ناف سے نیچے باندھ لیتے ہیں۔ چونکہ اوپر بھی احرام کی چادر ہوتی ہے۔ جو اکثر و بیشتر پورے جسم پر حاوی نہیں رہتی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ستر کھل جاتا ہے اور اس طرح حرام کام کرتے ہوئے مسلسل گناہ ہوتا ہے۔

ناف کے نیچے کا حصہ کھلا ہو تو نماز اور طواف سب کچھ غلط ہوگا بلکہ اس حالت میں مسجد یا حرم شریف میں داخل ہونا ہی حرام ہے۔ ذرا غور فرمائیے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ مسئلہ سے ناواقفیت کس درجہ گناہ کا موجب اور عتاب کا سزاوار بنا رہی ہے۔ بیت اللہ شریف کا طواف اور ستر کھلا ہو۔ اللہ رب العزت کے گھر کا طواف اور

۸
برہمنہ ہو کر۔ جاہلیت کا زمانہ واپس آ گیا۔ معاذ اللہ۔

یہ صورت کچھ پاکستان کے حجاج پر ہی ختم نہیں بلکہ عرب اور افریقہ
دنیا بھر میں | کے لوگ بھی اس عادت بد میں مبتلا ہیں۔ احرام کی حالت میں تو
یا چادر اس قدر اوپر اٹھالیتے ہیں کہ گھٹنا اور ران تک کھل جاتی ہے۔

بعض عربی ممالک کے مرد وزن لمبے کرتے پہنے ہوئے حرم شریف میں لیٹے
ہوئے بے خیالی میں پیر اٹھالیتے ہیں تو ان کا ستر کھل جاتا ہے۔ کیونکہ تہذیب جدید
نے دنیا بھر کے لوگوں کو برہمنہ کر دیا ہے۔ اس لمبے کرتے کے نیچے پاجامہ نہیں ہوتا
صرف انڈر ویئر ہوتا ہے۔

بعض عرب خواتین کے کرتے ان کی پنڈلیوں تک ہوتے ہیں جو ستر عورت
کے خلاف ہے۔ یہ بھی حرام ہے۔

بہر حال یہ تحریر اپنے ہم وطن بھائیوں کے لئے ہے۔ اسلئے ہم اپنا ہی ذکر کریں گے
شرعیّت مظہرہ نے ناف سے گھٹنے تک مرد کے لئے ستر عورت قرار دیا ہے۔ اس
کو بہر حال میں پوشیدہ رکھنا ضروری ہے۔

بیماری اور علاج یا کسی بھی ضرورت شدیدہ کے تحت کسی معالج اور تیمار دار
کو جسم کا یہ حصہ دکھایا جاسکتا ہے۔ لیکن عادتاً ایسا کرنا حرام ہے۔

صرف میاں بیوی ایک دوسرے کے ستر کو دیکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ خود ایک
دوسرے کا لباس ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے۔ مگر اولیٰ یہ ہے کہ
میاں بیوی ایک دوسرے کی شرمگاہ پر نظر نہ کریں۔ اگر یہ جائز ہے۔

خواتین کا ستر ان کا تمام جسم ہے۔ چہرہ دونوں ہاتھ اور دونوں
خواتین کا ستر پیر کھل سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ تمام جسم اور سر ستر میں شامل

ہے۔ ٹھوڑی کے نیچے حلقوم سے لیکر ٹخنوں تک جسم کا پوشیدہ رکھنا ضروری ہے۔
قرآن کی رو سے سترِ عورت فرض ہے۔ غیر ساتر لباس پہن کر نماز بھی نہیں ہوتی
اور یہی اصل میں اس تحریر کا مقصد ہے۔

ایسا لباس جو سترِ عورت کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا۔ عبادت کے مقصد کو
ختم کر دیتا ہے۔

بے پردہ خواتین کا ذکر یا نیم برسہہ لباس پہن کر بازاروں میں گھومنے والی تئلیوں
کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ نماز اور روزہ رکھنے والی، تلاوت اور ذکر کرنے والی خواتین کا
مسئلہ ہے۔ کیا وہ جانتی ہیں کہ انکا لباس سترِ عورت کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے یا نہیں؟
یا درکھتے کہ گریبان کھلا ہو یا فیشن والا لباس جس میں گردن یعنی پشت پر کھلا ہو
یا نصف کلائی والی قمیض پہن کر نماز نہیں ہوتی۔

دورپہ اگر باریک بے اور سر کے بال نظر آتے ہیں تو اس سے بھی نماز نہیں ہوگی۔
لباس اس قدر چھپتا ہے کہ جسم کے خطوط واضح ہوتے ہوں یا باریک لباس ہو اور جسم
جھلکتا ہو تو نماز اور تلاوت سب ممنوع و حرام ہے۔ کیونکہ یہ لباس ستر کے تقاضوں کو
پورا نہیں کرتا اور یہ مثل برسہہ ہونے کے ہے۔ ایسی حالت میں قریبی عزیز مرد کے سامنے
بھی نہیں آنا چاہئے۔ دیور اور جھٹھ یعنی شوہر کے بھائی اور اپنے رشتہ کنہ کے بھائی چچا۔

دیور ہندی کا لفظ ہے۔ جس کے معنی دوسرا شوہر ہے۔ یہ لفظ متروک ہونا چاہیے۔
اس کا استعمال ہندی تہذیب کی علامت ہے۔ ہندوؤں اور سکھوں میں ایک
عورت کے کئی خاوند ہوتے ہیں۔ جو سگے بھائی ہوتے ہیں۔ یہ انتہائی ذلیل اور
فحش رواج دیہاتوں اور پہاڑی علاقوں میں مروج ہے۔ ہندی تہذیب بیاہ شادی
کی رسومات میں درآئی ہے۔ اسی کا نتیجہ لفظ دیور کا استعمال ہے۔

تایا۔ ماموں اور خالہ کے بیٹے۔ سب اس میں شامل ہیں۔ ان سب سے پردہ لازم ہے۔ چست لباس یا باریک کپڑے کی قمیض کرتے شلوار وغیرہ۔ سب برہنگی کے حکم میں ہیں۔ ناف سے گھٹنوں تک کا جسم عورت دوسری عورت کو بھی نہیں دکھا سکتی۔ یعنی یہ بھی پردہ ہے۔ مستورات باہمی پردہ کریں۔ سوائے اس صورت کے جو زچگی بیماری اور علالت میں ضروری ہو۔

فیشن ایبل برقعے یا ایسے کام دار برقعے کہ جو پردہ کی بجائے خود اس تہذیب معلوم ہوتے ہیں، استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ کیونکہ ان پر نگاہ خاص طور پر اٹھتی ہے۔ اور اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔

آج جو تہذیب نام نہاد متمدن ممالک سے آرہی ہے اور

جنگل کا قانون

جس کے حصول میں مشرقی ممالک کوشاں ہیں، یہ تہذیب ایام جاہلیت سے بھی زیادہ بلکہ ابتدائے آفرینش کی جنگلی تہذیب کے مصداق ہے۔ ایام جاہلیت میں پردہ اور ستر کا مفہوم ہی نہیں تھا۔ مرد ایک دوسرے کے سامنے برہنہ ہو جاتے تھے۔ بلکہ مستورات طواف کعبہ کے وقت برہنہ ہو کر طواف کرتی تھیں۔ جنگلی تہذیب اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ برہنگی تو عیب ہی نہیں، قانون ازدواج کا بھی رواج نہیں تھا۔ بلکہ جنگلی جانوروں کی طرح زندگی گذر ہوتی تھی۔

یہی تہذیب اب ماڈرن بن کر آئی ہے۔ برہنگی جن سمجھی جاتی ہے۔ ایام جاہلیت میں دس بیس بچاؤ عورت مرد برہنہ ہو کر طواف کرتے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ جہالت کے سبب غلط کام کرتے اور غلط طریقہ سے ثواب کے امیدوار تھے۔ لیکن آج کل تہذیب جدید کے پیرو ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ساحل سمندر پر نیم برہنہ ہو کر غسل کرتے ہیں۔ جھکے فوٹو اور فلمیں دنیا میں دکھائی جاتی ہیں۔

ہر ملک میں یہی حالت ہے۔ پاکستان، ہندوستان اور عرب ممالک سب ہی اس میں شامل ہیں۔ اگرچہ پاکستان میں یورپین یا غیر مسلموں کی ٹولیاں ہی ساحل پر نہانے کے لباس میں نظر آتی ہیں۔ تاہم کوئی مسلمان بھی شامل ہوا اسکا احتمال ہے۔

یورپ میں برہمنہ کلب قائم ہیں۔ جس میں مردوزن، بیٹی باپ کے سامنے اور ماں بیٹے کے سامنے برہمنہ ہو کر غسل آفتابی کرتے ہیں اور یہ وحشیانہ فعل عین تہذیب ہے۔

کلب اور ہوٹلوں میں سینہ بہ سینہ رقص ہوتا ہے۔ یہ لعنت ہمارے وطن میں بھی ہے۔ یہ سب کیا ہے۔ کس تہذیب کا پر تو ہے۔ ظاہر ہے صرف جنگلی تہذیب ہی اسکی اصل ہے۔

شیطان کو یوم حساب تک مہلت دی گئی ہے۔ اس لعین نے یہ دعویٰ **شیطان** بھی کیا ہے کہ میں تیرے بندوں کو بہکاؤں گا اور خدا کے احکام کی خلاف ورزی پر آمادہ کروں گا۔ اسلئے یہ سب کچھ اسکے مطابق ہے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی بشارت خداوندی بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جنکو دوست رکھتا ہے۔ وہ اس لعین کے دھوکے میں نہیں آئیں گے۔ نیکی اور بدی امر معروف اور منکر تہمیشہ سے ہیں۔ ہمیشہ رہیں گے۔ آخر یوم حساب آئے گا۔ اور اس کا فیصلہ ہوگا۔ اس فیصلہ کے دن سے قبل زندگی مستعار کی یہ مہلت اسی لئے ہے کہ ہم اپنا فیصلہ خود کر لیں اور اپنا شمار جس گروہ میں کرانا چاہتے ہوں، اپنے اعمال سے ثابت کر دیں۔

اب یہ فیصلہ کرنا ہمارے اختیار میں ہے کہ ہم کس گروہ میں شامل ہوں، ایک طرف **فیصلہ** اخلاق و شرافت کے ساتھ حمیت اور ایمان ہے۔ جسکی تعلیم کھائے قرآن اور مثال کھائے سنت ہے۔ جسکا انعام اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق جنت ہے اور غیر فانی زندگی کا مستقل آرام ہے۔ دوسری جانب بد اخلاقی اور بے حیائی کے ساتھ بے غیرتی اور ایمان فروشی ہے۔ جس کی تعلیم کے لئے شیطان اور اس کی مثال یورپین تہذیب ہے۔ جس کا انجام

اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق جہنم ہے اور غیر فانی زندگی کا مستقل عذاب ہے۔
 اللہ تعالیٰ اصرارِ مستقیم عطا فرمائے اور ہمیں صرف مسلمان نہ بنائے بلکہ حقیقی مسلمان اور
 مومن بنائے۔ نام کے ساتھ کام والا مومن بنائے اور شیطان لعین سے محفوظ فرمائے اور
 ہم سب کو صلحا اور اتقیا کے گروہ میں شامل فرمائے۔ آمین۔

اسلام کا قانون | جاہلیت کے دور کے خاتمہ پر اہل عرب جو رہنہ ہو کر طواف کرتے
 تھے کس درجہ متدن اور باشعور ہو گئے۔ اس کا اندازہ حضور اکرم
 محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات عالیہ سے ہو سکتا ہے۔ یہ احادیث
 شریفہ حدیث کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔

اسلام نے زندگی کے ہر شعبہ سے جاہلیت کو نیست و نابود کر دیا اور وہی صحرائی
 باویہ نشین بدو جو کسی شعبہ میں بھی انسانی صفات میں کامل نہیں تھے۔ اس درجہ تہذیب
 یافتہ اور باحیا ہو گئے کہ آج چودہ سو برس کے بعد بھی حیا و انسانیت کا یہ معیار
 دنیا کی کوئی قوم پیش نہیں کر سکی۔ اس کا معمولی پر تو وہ دیندار مسلمان ہیں جو آج بھی
 اس تہذیب پر کار بند ہیں اور اس سے محبت رکھتے ہیں۔ لیکن افسوس کا مقام
 ہے کہ مسلمان جو تہذیب کے داعی اور وارث ہیں۔ آج اپنی تہذیب کو فراموش
 کر کے یورپ و امریکہ سے عربی اور فحاشی سیکھ کر خود کو متدن قرار دیتے ہیں۔ یہ
 اسی تعلیم سے بے بہرہ ہونے کا نتیجہ ہے۔ ورنہ اصل میں تو جنگلی تہذیب کسی
 طور بھی قابلِ تقلید نہیں۔

احادیث شریفہ | سترِ عورت کے لئے احادیث ملاحظہ فرمائیے۔
 ملعون ہے وہ جو اپنے بھائی کے ستر پر نظر ڈالے (احکام القرآن)
 ۲۔ کوئی مرد کسی مرد کو اور کوئی عورت کسی عورت کو رہنہ نہ دیکھے۔ (مسلم)

۳۔ خدا کی قسم میں آسمان سے پھینکا جاؤں اور میرے دو ٹکڑے ہو جائیں۔ یہ میرے لئے زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ میں کسی کے پوشیدہ مقام کو دیکھوں یا کوئی

میرے پوشیدہ مقام کو دیکھے۔ (المبسوط)

۴۔ خبردار کبھی برہنہ نہ رہو۔ کیونکہ وہ تمہارے ساتھ ہے جو تم سے کبھی جدا نہیں ہوتا سوائے قصائے حاجت اور مباشرت کے وقت کے۔ (ترمذی)

۵۔ جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے تو اس وقت بھی ستر ڈھانکے اور گدھوں کی طرح سے بالکل ننگا نہ ہو جائے۔ (اس وقت بھی جسم پر کرتہ بنیان وغیرہ

رہنا چاہیے۔ سرتاپا برہنہ ہونا گدھے کی مثال ہے) (ابن ماجہ)

۶۔ جو کچھ گھٹنے کے اوپر ہے۔ وہ پھپانے کے لائق ہے۔ اور جو کچھ ناف کے نیچے

ہے وہ پھپانے کے لائق ہے۔ (دارقطنی)

۷۔ مرد کے لئے ناف سے گھٹنے تک کا حصہ پھپانے کے لائق ہے۔ (المبسوط)

۸۔ اپنی ران کسی کے سامنے نہ کھول اور نہ کسی زندہ شخص یا مردہ شخص کی ران

پر نظر ڈال۔ (تفسیر کبیر)

۹۔ اپنے ستر کی حفاظت کرو۔ بجز اپنی بیویوں کے۔ اور (جہاد میں حاصل شدہ)

ان لوٹداریوں کے جو تمہارے تصرف میں ہوں۔ (احکام القرآن)

مرد کا ستر ناف سے گھٹنے تک ہے۔ جبکہ پردہ بہر حال میں واجب

حاصل کلام ہے۔ اس کا کھلا رکھنا سخت گناہ اور اس حالت میں نماز۔ طواف۔

تلاوت وغیرہ کوئی عبادت ممکن نہیں ہے اور یہ حصہ ہر حالت میں پوشیدہ رکھنا لازم ہے۔

نماز کے لئے یہ صورت ہے کہ کسی شخص کے پاس کوئی کپڑا، لباس

نہیں ہے اور ایسی مجبوری کی حالت ہے کہ کسی سے نانگ بھی نہیں

مسئلہ

سکتا۔ مثلاً جنگل، صحرا وغیرہ میں ایسی حالت میں یہ اجازت ہے کہ ستر کھلا رہنے کی حالت میں بھی نماز ادا کرے اور احتیاط یہ کرے کہ کسی پردہ کی جگہ یا آڑ میں نماز ادا کرے نماز کسی حالت میں معاف نہیں ہے۔ جیسا کہ وضو کے لئے تیمم ہے۔ یعنی اگر وضو نہ ہو سکے تو تیمم کر لے۔ بیٹھ کر ادا کرے۔ لیٹ کر ادا کرے یا اشاروں سے ادا کرنے کی اجازت ہے۔ اسی طرح ستر کے معاملہ میں بھی رعایت ہے۔ یہ رعایت صرف فرض نماز کے لئے ہے۔

خواتین کا ستر | مستورات کے لئے ستر کی پابندی مردوں سے

زیادہ ہے۔ اس سلسلہ میں احادیث شریفہ میں جو ہدایات ہیں۔ اس میں سے چند درج ذیل ہیں۔

احادیث شریفہ | کسی عورت کے لئے جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتی ہو۔

جائز نہیں کہ وہ اپنا ہاتھ اس سے زیادہ کھولے۔ یہ فرما کر آپ نے اپنی کلائی کے نصف حصہ پر ہاتھ رکھا۔ (ابن جریر)

۲۔ جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہ آنا چاہیے۔ سوائے چہرہ اور کلائی کے جوڑ تک ہاتھ کے (یعنی صرف ہتھیلیاں)

۳۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے بھتیجے عبداللہ بن الطفیل کے سامنے زینت کے ساتھ آئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے ناپسند فرمایا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! یہ تو میرا بھتیجا ہے حضور فدائے امی ابی نے ارشاد فرمایا۔ جب عورت بالغ ہو جائے تو اس

کے لئے جائز نہیں کہ اپنے جسم میں سے کچھ ظاہر کرے۔ سوائے چہرہ کے اور سوائے اس کے۔ یہ فرما کر آپ نے اپنی کلائی پر اس طرح ہاتھ رکھا کہ آپ کی

گرفت کے مقام اور ہتھیلی کے درمیان صرف ایک مٹھی بھر جگہ باقی تھی۔ (ابن جریر)

۴۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن تھیں۔ ایک مرتبہ باریک لباس

پہن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو حضور نے نظر پھیر

لی اور فرمایا: "اے اسماء عورت جب بالغ ہو جائے تو درست نہیں کہ اس کے

جسم میں سے کچھ دکھایا جائے۔ بجز اس کے یہ فرما کر آپ نے اپنے چہرہ اور

ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا" (تکملہ فتح القدیر)

۵۔ اللہ کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو لباس پہن کر بھی تنگی کی تنگی رہتی ہیں۔ (حدیث)

حفصہ بنت عبد الرحمن حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں

وضاحت | تو باریک ڈوپٹہ اور طے ہوئے تھیں۔ حضرت ام المومنین نے انکو

بچاڑ دیا اور ایک موٹا دوپٹہ ان پر ڈال دیا۔ (موطاباہام مالک)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اپنی بیویوں کو ایسے کپڑے نہ پہناؤ

جو جسم پر اس طرح چلت ہوں کہ سارے جسم کی بہت نمایاں ہو جائے۔ (المبسوط)

قرآن پاک میں پردہ کے احکام سورہ النور اور سورہ

قرآن پاک میں پردہ | احزاب میں ہیں۔ ترجمہ تلاوت فرمائیے۔

"اے نبی! مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت

و عفت کی حفاظت کریں۔ یہ ان کیلئے زیادہ پاکیزگی کا طریقہ ہے۔ یقیناً"

اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور مومن عورتوں سے کہو کہ نگاہیں نیچی رکھیں اور

اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔ سوائے اس

زینت کے جو خود ظاہر ہو جائے۔ اور وہ اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے

لیکل مار لیا کریں۔ اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔ مگر ان لوگوں کے سامنے
 شوہر۔ باپ۔ خسر۔ بیٹے۔ سوتیلے بیٹے۔ بھائی۔ بھتیجے۔ بھانجے۔ اپنی
 عورتیں۔ اپنے غلام۔ وہ مرد خدمتگار جو عورتوں سے کچھ مطلب نہیں رکھتے
 وہ لڑکے جو ابھی عورتوں کی پردہ کی باتوں سے آگاہ نہیں ہوئے ہیں۔
 (نیز ان کو حکم دو کہ) وہ چلتے وقت اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ مارتی
 چلیں کہ جو زینت انہوں نے پھپھار رکھی ہے۔ (آواز کے ذریعہ) اس کا
 اظہار ہو۔ (سورہ النور ۲۱-۲۲)

ان آیات میں نگاہ نیچی رکھنے یعنی تاک جھانک اور غیر محرم کو دیکھنے سے
 روکا گیا ہے کہ یہی فساد کی جڑ ہے۔ زینت کے اظہار کی ممانعت فرمائی ہے۔
 یعنی زیور اور خوشنما لباس پہنکر بناؤ سنگھار کرنے کے غیر محرم عزیزوں کے سامنے بھی نہ آئیں۔
 جس کے سامنے آنے کی اجازت ہے۔ اسکی تفصیل بھی ظاہر فرمادی ہے۔ واضح رہے
 کہ یہ صرف اظہار زینت کی اجازت ہے۔ ستر عورت اپنی جگہ ہے۔ وہ پابندی شوہر
 کے علاوہ سب کے لئے ہے۔

ایک حکم یہ ہے کہ اور ٹھنیوں کے لیکل مار لیا کرو۔ یعنی سر سے دوپٹہ اور ٹھکر سینہ
 اور پیٹ چھپاتے ہوئے لیکل میں دبایا جائے۔ تاکہ جسمانی خطوط واضح نہ ہوں۔ موجودہ
 زمانہ کا وہی شیب جس کو کلفا دوپٹہ کہا جاتا ہے، اصل میں سنگل پٹہ بھی نہیں ہے۔
 دراصل جاہلیت میں مشرک عورتیں دوپٹہ سر پر اور ٹھکر پشت پر ڈال لیا کرتی تھیں جس
 سے ان کا سینہ و پیٹ نمایاں رہتا تھا۔

اسلام نے دوپٹہ اور ٹھنے کا یہ طریقہ تعلیم کیا۔ ظاہر ہے کہ شرم و حیا کے مطابق
 یہی طریقہ ہے۔ ایک حکم یہ ہے کہ پیروں کے زیور مثلاً پازیب یا جھانجن کی آواز نہ ہو۔

اس طرح چلو کہ زیور نہ بچیں کیونکہ اس آواز سے بھی نامحرم متوجہ ہو سکتے ہیں۔
 اپنی عورتوں سے مراد رشتہ دار اور واقف کار عورتیں ہیں۔ غیر مذہب والی عورت
 اور مشکوک حلین والی عورتیں اور ایسی عورتیں جو بے پردہ پھرتی ہوں اور مردوں سے
 خلط ملط رکھتی ہوں۔ اگر مشکوک ہوں تو ان سے بھی زینت چھپانے کا حکم ہے۔ یہ احتیاط
 ہے۔ فی زمانہ جس کو کٹنی اور دلالہ کہا جاتا ہے۔ اس طرح کی عورتوں کو بھی زینت اور
 سنگھار نہیں دکھانا چاہیے۔

۲۷ " اے نبی کی بیویوں۔ تم کچھ عام عورتوں کی طرح تو نہیں ہو۔ اگر تمہیں پرہیز
 گاری منظور ہے تو دبی زبان سے بات نہ کرو کہ جس شخص کے دل میں کوئی
 خرابی ہے۔ وہ تم سے کچھ توقعات وابستہ کر بیٹھے۔ بات سیدھی سادھی طرح
 کرو اور اپنے گھروں میں جمی بیٹھی رہو اور اگلے زمانہ جاہلیت کے سے
 بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھر دو" (الاحزاب ۲۲-۲۳)

یہ حکم بظاہر امہات المؤمنینؓ کے لئے ہے لیکن حقیقتاً سب کے لئے
 مفہوم ہے۔ یوں بھی امہات المؤمنینؓ کی نقل اصل ایمان ہے کہ یہ عین اسلام
 کے مطابق عمل پیرا تھیں۔ پہلا حکم ہے کہ کسی غیر مرد سے مجبوراً بات کرنا ہو یا نامحرم
 عزیزوں سے گفتگو ہو۔ جس میں عم زاد، خالہ زاد اور دیگر زادگان شامل ہیں تو ان
 سے بیٹھی بیٹھی باتیں نہ کرو بلکہ صاف کھلی اور کسی حد تک تلخ محسوس ہونے والا لہجہ
 اختیار کرو صرف اسلئے کہ وہ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ دوسرا حکم ہے کہ بلا ضرورت
 شدیدہ گھر سے باہر نہ نکلو کہ اس میں بے احتیاطی ممکن ہے اور اگر ضرورت شدیدہ
 کے تحت نکلنا پڑے تو بناؤ سنگھار کا اظہار بہرگز نہ کرو اور جب نکلو تو پردہ کے
 تمام واجبات پورے کرو۔

۳۰ "اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر چادروں کے گھونگھٹ ڈال لیا کریں۔ اسی سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ پہچانی جائیں گی اور ان کو ستایا نہ جائے گا" (الاحزاب-۵۹)

مفہوم | یعنی اگر مسلمان عورتیں پردہ کی پابندی کے ساتھ گھروں سے باہر آئیں گی تو دیکھنے والے پردہ کی وجہ سے ان کو مسلمان شریف خاندان کا سمجھیں گے اور ان سے تعرض نہ کریں گے اور یہ دھوکہ نہیں ہوگا کہ کوئی مشکوک چلن کی عورت ہے۔

خاتمہ کلام | اس مضمون میں مومن اور اللہ سے ڈرنے والی اور غیب پر یقین رکھنے والیوں سے خطاب ہے۔ جو مسئلہ سے ناواقفیت کی بنا پر غلطی کرتی ہیں۔ اس طرح ممکن ہے۔ صحیح مسئلہ کا علم ہو کر اصلاح ہو جائے۔ ورنہ بے پردہ خواتین اور اسلام سے بے بہرہ مرد اور خواتین اس سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو بنیادی طور پر یقین ہی نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

۲۰۰۰ _____ پہلا ایڈیشن ۱۹۶۶ء
 ۲۰۰۰ _____ دوسرا ایڈیشن ۱۹۶۶ء
 ۲۰۰۰ _____ گجراتی ایڈیشن ۱۹۶۶ء
 _____ سندھی ایڈیشن

زیر طبع ہے۔

نوٹ:۔ جو افراد یا ادارہ اس صدقہ جاریہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ یا ایصالِ ثواب کرنا چاہتے ہیں۔ وہ خود یا ہماری معرفت اسکی اشاعت کر سکتے ہیں۔

(سید پریم ملتان میں چھپا)

غزابیوں کی جڑ

یہ ہماری سب سے بڑی بد قسمتی ہے کہ ہم اسلام کو ایک مذہب یا مت سمجھ بیٹھے ہیں، اور یہی اندازہ فکر ہماری تمام غزابیوں کی جڑ ہے، اسلام تو درحقیقت زندگی گزارنے کا ایک آزمودہ فن ہے جو ہمیں آخرت کی کامیابی کے علاوہ اس دنیا میں بھی سرزندگی کی بشارت دیتا ہے۔ اسلام انسان سے صرف ایمان اور عمل صالح کا تقاضا کرتا ہے۔۔۔ اور ہمارے لئے ہر عمل اگر وہ خدا کی رضا جوئی کے لئے کیا جائے عبادت کا درجہ رکھتا ہے، صبر، سچائی و راستبازی، عدل و انصاف، امانت، عفو و درگزر، احسان، مسادات، اخوت و تقویٰ، اسلام کی پسندیدہ اقدار ہیں۔ اور حرص و آرزو، دروغ گوئی، غیبت، حتی تلافی اور صفا مذکورہ ہیں۔ جن سے بچنے کی اسلام تلقین کرتا ہے۔۔۔ لیکن اسلام قوی اعتبار سے ہمارا نصب العین یہ قرار دیتا ہے کہ ایسا معاشرہ تخلیق کیا جائے جس میں نیکیوں کو فروغ ہو اور برائیوں کا سدباب۔ اور اس معاشرے کو قائم کرنے کے بعد لوہری دنیا کے لئے مسلمانوں کو امت شاہد اور امت وسط قرار دیتا ہے۔ کتنا عام فہم اور سادہ ہے یہ پیغام۔ جس سے ہم روز بروز غافل اور مغرب تہذیب کے دلدادہ ہوتے جا رہے ہیں۔۔۔ حالانکہ مغرب تہذیب کی ظاہری چمک دمک کے پیچھے مغرب مفکرین کی ایک بہت بڑی جماعت لوحہ کناں ہے۔ لیکن ہم ان سے کچھ بھی سبق نہیں لیتے۔ دلدادگان تہذیب مغرب کم از کم اس بات پر لو غور کریں کہ ہماری حقیقی تہذیب اور تمدن کو مٹا کر وہ جس غیر ملکی تہذیب و ثقافت کو اس ملک پر مسلط کر دینا چاہتے ہیں آخر اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔

اے خود بڑھنے کے بعد دوسروں کو بھی بڑھائیں (شکر)

آرٹیکل پرنٹنگ پریس
شاہراہ قائد، مظاہرہ

ہمارا اصلاحی سلسلہ

اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں یہ ادارہ اس وقت تک مندرجہ ذیل مفید اور دیدہ زیب سیریز شائع ہو رہی ہے۔ ہر کتابت حاصل کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ جو ارباب پیرا پٹی طرف تبلیغی سیریز خود یا ہماری طرف سے تقسیم کرنا چاہیں انہیں اس کی اجازت ہے جو بہترین سرمایہ اخذت ہی سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

- ۱۔ وقت کا تقاضا۔ رشادی بیاد پر سفر نامہ اور شرکاء و رسومات کی حقیقت
- ۲۔ زکوٰۃ۔ اسلام کا بنیادی رکن۔
- ۳۔ وصیت۔ وراثت۔ تقسیم میراث کے احکام۔
- ۴۔ سال و دولت کا بہترین مصروف۔
- ۵۔ نماز کے فضائل اور احکام و مسائل۔
- ۶۔ حج و عمرہ کا طریقہ۔
- ۷۔ غنیمت قرآن اور آداب تلاوت۔
- ۸۔ ستر عورت (پردہ اور ستر کی تشریح اور اس کی اہمیت)۔
- ۹۔ روزہ ایک اہم روحانی عبادت۔
- ۱۰۔ حج و عمرہ کا طریقہ اور مسائل۔

ان مسائل کا گہرائی، سندھی اور بنگالی زبانوں میں بھی ترجمے شائع ہو چکے ہیں، انگریزی اور ہندی ترجمہ کا اہتمام ہو رہا ہے۔ یہ مسائل سب ضرورت بلا قیمت پتہ ذیل سے طلب فرمائیں۔

● ادارہ تعلیم الاسلام (رجسٹرڈ) گلہارا روڈ کراچی

● جمعیت دہلی صومالی برادری پاکستان ٹھکانہ کراچی

● عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ (رجسٹرڈ) چیک ٹھکانہ شہرفون نمبر ۹۹۰۰

اس پمفلٹ کے مطالعہ کے بعد اپنے قارئین اور مشورہ میں تھری نو ماہیں
 نیز ہر پمفلٹ مطالعہ کے بعد اپنے خاندان اور احباب کو بھی مطالعہ کے لئے
 بھی کہیں۔

شکر ہے

پروفیسر رفیق الرحمن

سکلی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مددگار ہیں۔ سرورِ مہربان نے فرمایا کہ وہ اللہ عزوجل کے

وزیر اعلیٰ مسلم و ہندوستانی



ادارہ تعلیم الاسلام در بنگلہ دیش گلی مبارک آباد کراچی

تعداد ۱۰۰

پیشینہ ۱۳۱۱

صدقہ تجارتیہ

جب ہم نے کتاب و سنت کے تقاضوں کے خلاف کفر و شرک، بدعات و رسومات، خرافات و افسانے کو ترجیح دینی شروع کی ہے۔ دینی کو صرف عبادات کا مجموعہ تصور کر کے اخلاق و عادات، معاملات و معاشرت کو اس سے خارج کر دیا ہے اور اسلامی شعار و اقدار کی بجائے خدا بیزار تہذیب کو اپنانا شروع کیا ہے۔ بس ہم گونا گوں مصائب و عذاب میں گرفتار ہیں۔ تعلیم دین کی کمی کی وجہ سے ہماری اکثریت، معاملات و معاشرت کے متعلق شرعی مسائل اور دینی تقاضوں سے ناواقف ہے اور نہ خود واقفیت حاصل کرنے کے لیے اس کے پاس وقت ہے۔ حالانکہ دنیا و آخرت کی بہتری کیلئے ان کا ہونا شدید ضروری ہے۔ اسی لئے جناب الحاج محمد منصور الزمان صاحب صدر جمیعتہ دہلی صدیقی برادری (پاکستان) کراچی نے اس بصیرت افروز معلومات افزا اور مفید سلسلہ مضامین کی تبلیغاً نشر و اشاعت کا اہتمام کیا ہے جس کا پڑھنا اور پڑھانا باعث ثواب ہے۔

آپ بھی اسے خود شائع کر کے تقسیم کر سکتے ہیں یا ہماری معرفت یہ طبع کو اگر تقسیم کر سکتے ہیں تو اس طرح گھر بیٹھے تبلیغ دین کا فرض کفایہ ادا کر سکتے ہیں جس کے لئے سرشار و دوجہاں صل اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا فرمائی ہے کہ۔

”اللہ اس آدمی کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سن کر یاد کی
پھر انہیں ان لوگوں تک پہنچا دیا جنہوں نے نہ سنی تھی۔“

ان رسائل کی نشر و اشاعت صدقہ تجارتیہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہمارے ہاں چونکہ اللہ کی اشاعت کا پورا انتظام ہے۔ اس لئے یہ سارے ہاں جلد باسانی اور بار بار اشاعت چھپ سکے ہیں۔

منشی عبدالرحمن خان شاطی علی دارۃ اشاعت علوم اسلامیہ پھینک بلقان شہر

شہرِ رمضان

(ازدالحاج محمد منصور الزمان صاحب صدیقی صدر جمعیتہ دہلی صدیقی بروری پاکستان) کراچی
 سب تعریف اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہے۔ ساری بزرگی اور بڑائی اسی کے
 لئے ہے جو کائنات کا خالق اور مخلوق کا پالنے والا ہے۔ اللہ کریم نے اپنے بندوں پر جو
 عنایات فرمائی ہیں۔ ان میں ایک اعلیٰ اور بہترین نعمت رمضان المبارک کا روزہ ہے۔
 رمضان المبارک کے روزوں کا صلہ و انعام اس قدر خاص ہے کہ وہ باری تعالیٰ
 شانہ، خود یوم حساب کو عطا فرمائیں گے۔

مبارک باد کے مستحق ہیں وہ مسلمان کہ جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک بار پھر
 رمضان المبارک کے روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

رمضان المبارک کی فضیلت یہ بھی ہے کہ اس ماہ مبارک میں قرآن
 کریم کا نزول ہوا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

بشہرِ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ - (البقرہ ۱۸۵)

رمضان کے مہینہ میں قرآن بھیجا گیا۔

رمضان المبارک کے شب و روز تزکیہ نفس اور باطنی و قلبی صفائی کے لئے انسان
 کی بنیادی ضروریات کا جز ہیں۔ رمضان کے شب و روز اگر بنیادی اسلامی تعلیم کے
 مطابق گزارے جائیں تو اس کا اثر تمام سال باقی رہتا ہے۔ روزہ عام انسانی صحت
 کے لئے بھی ضروری ہے۔

روزہ روزہ صرف کھانے پینے سے پرہیز کا نام نہیں بلکہ ہر اس برائی سے بچنے کا نام ہے۔ جو عام دنوں میں احتیاط نہ کرنے سے عادت بن جاتی ہے اور بعض اوقات اس درجہ بچتہ ہو جاتی ہے کہ فطرت ثانیہ معلوم ہوتی ہے۔ گیارہ ماہ کی بری عادتوں کا اور ہالنگ اس مہینہ میں ہوتا ہے۔ روزہ آنکھ کان، ہاتھ پیر اور زبان کا بھی ہے۔ نامحرم کی جانب تکیا نہ دیکھنا۔ کانوں سے غیبت کا سننا یا ہاتھ پیر اور زبان سے کسی کو ایذا اور تکلیف پہنچانا۔ یہ سب روزہ کے ادب کے خلاف ہے۔ روزہ میں لغو اور فضول باتوں سے احتیاط لازم ہے۔

یہ ایک لطیف اور روحانی سبق ہے۔ اسکا حق اسی وقت ادا ہوگا کہ جب انسان اپنی فطرت سلیم کے مطابق وقت گزارے۔ روزہ میں جھوٹ بولنا۔ دھوکہ دینا۔ ناجائز کمائی حاصل کرنا۔ روزہ کو غارت کر دیتا ہے۔

عقدہ روزہ کے اجر و ثواب کو زائل کر دیتا ہے۔ روزہ دار کو لازم ہے کہ تحمل اور صبر سے کام لے اور اگر کسی کو فضول اور لغو حرکت کرتے پائے تو اس سے کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں۔ میں کوئی جواب نہیں دوں گا۔

اعمال خیر اس ماہ مبارک میں کثرت سے تلاوتِ قرآن کریم کرے۔ رات کو نفل اور عبادت میں گزارے۔ نماز باجماعت ادا کرے۔ کثرت سے خیرات کرے۔ زکوٰۃ ادا کرے اور حسب استطاعت روزہ داروں کو افطار کرانے توفیق ہو تو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ یہ سب عبادات میں شامل ہیں اور روزہ کے اجر میں اضافہ کا باعث ہے۔

Marfat.com

نعمت الہی | روزہ کو نعمت سمجھنا ضروری ہے۔ اس سے فیض حاصل کرنا تب ہی ممکن ہے کہ جب پوری کوشش اور خلوص کے ساتھ اس نعمت کو

حاصل کرنا چاہے گا۔

روزہ دار تمام سال کی بری عادتوں کو یکدم چھوڑ کر ایک نیا انسان بن جاتا ہے۔ پان سگریٹ، حقہ اور چائے کے رسیا جو تمام دن اس میں مشغول رہتے ہیں۔ روزہ رکھ کر سب عادتیں یکدم چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن ردِ عمل کے طور پر بعض غصہ کرتے ہیں۔ بعض سر، منہ اور ہاتھ اٹھا کر پڑ جاتے ہیں۔ یہ طریقہ روزہ کی بنیادی تعلیم کے خلاف ہے۔

روزہ بیماری کا علاج ہے۔ جسطرح بیمار پر سہیز، احتیاط اور صبر کرتا ہے۔ اسی طرح روزہ دار بھی اپنے تمام سال کے عوارض کے خاتمہ کے لئے زیرِ علاج ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں صبر اور احتیاط کی ضرورت ہے۔ جو خود اس مرض کیلئے مفید ہے۔ علاج ممکن ہونے پر صحت کے فوائد معلوم ہوتے ہیں۔

روزہ پہلی امتوں پر بھی فرض تھا | قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ روزہ تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض تھا۔

کَتَبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ مِمَّا كَتَبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

(بقرہ ۲۳)

تم پر روزہ فرض کیا گیا۔ جیسا کہ تم سے پہلوں پر فرض کیا گیا تھا۔ تاکہ تم پر سہیزگار

بن جاؤ (یعنی روزہ کی بدولت رفتہ رفتہ متقی بن جاؤ گے)۔

یعنی روزہ دار پر سہیزگار بن جانا ہے۔ اگر تیس یوم مسلسل تقویٰ، طہارت اور آداب کے ساتھ روزہ کی حقیقی پابندی کی جائے تو یقین ہے کہ انشاء اللہ روزہ دار

پر ہمیں گارن جلتے گا۔ بشرطیکہ شعور اور عقل سے کام لے۔ یہ نہیں کہ ہر روز انتظار ہے کہ کب رمضان ختم ہوگا اور کب میں اپنے مشاغل میں مبتلا ہوں گا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ غلو ص نہیں ہے۔ عادت ہے یا ماحول کا اثر ہے۔

غور فرمائیے کہ تیس یوم تک جو شخص دن میں سگریٹ بیٹری پان چائے وغیرہ سے احتیاط کرتا رہا کیا وہ تیس دن کے بعد نہیں کر سکتا۔ یقیناً کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ کرنا چاہے اور اپنی عادت کو راسخ بنائے۔

اسی چیز کی اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی ہے۔
تمہارا قائدہ ہے

وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (بقرہ ۱۸۳)

اور اگر روزہ رکھو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ بشرطیکہ تم سمجھ رکھتے ہو۔

بنیادی رکن روزہ اسلام کے بنیادی ارکان میں شامل ہے۔ اس کا انکار کرنے والا دین سے خارج اور اس کا تارک بہت گنہگار ہے۔

روزہ مسلمان پر فرض ہے۔ ہر عاقل بالغ اور ذی ہوش تندرست مسلمان پر روزہ فرض ہے۔ مسافر اور مریض کے لئے قضا ہے۔ نابالغ اور مجنون کو معاف ہے۔

روزہ کا وقت روزہ کا وقت صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہے۔ اور یہ تمام عرصہ خصوصی احتیاط سے گزارنا چاہیے کہ کوئی بات ایسی نہ ہو جائے کہ جس سے روزہ کا اجر کم ہو جائے یا ختم ہو جائے۔

افطار افطار مغرب کی اذان کے ساتھ ہونا چاہیے۔ اس وقت روزہ دار کی خوشی آسمانوں پر فرشتوں کی خوشی بن جاتی ہے۔ افطار کے وقت جو بھی روزہ دار قریب ہوا اسکو افطاری میں شامل کرنا چاہیے۔ کسی کو افطار کرانا ہے حد ثواب کا باعث

ہے۔ افطاری کے وقت اعتدال سے کام لینا چاہیے۔ لاتعداد اشیاء جمع کر کے دسترخوان سجانا اس روح کے منافی ہے۔ جو روزہ کی بنیاد ہے۔ جو بھی موجود ہو، اللہ کا شکر ادا کر کے افطار کرنا چاہیے۔

اسراف بہر حال میں ممنوع ہے۔ یوں بھی افطار میں اعتدال لازم ہے۔ اس قدر نہیں کھانا چاہیے۔ کہ تراویح میں حارج ہو۔

تراویح رمضان المبارک کے تحائف میں اللہ تعالیٰ نے تراویح کی نماز بھی عطا فرمائی ہے۔ تراویح سنت ہے۔ تراویح میں ایک قرآن کریم مکمل سماعت کرنا سنت

ہے اور دوسری سنت یہ ہے کہ پورے رمضان میں تراویح ادا کی جائے۔ بعض لوگ تراویح کو ختم قرآن تک ہی سنت سمجھتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ یہ دو سنتیں ہیں۔ دونوں پر عمل کرنا چاہیے۔

سحری سحری کرنا سنت ہے۔ اس وقت اٹھنا باعث خیر و برکت ہے۔ تہجد کے نوافل ادا کر کے سحری کا کھانا کھائے۔ بھوک نہ ہو تو بھی سنت کے

خیال سے کچھ کھانا پینا چاہیے۔ خواہ پانی کا ایک گھونٹ ہی ہو۔ سحری کے بعد بہتر یہ ہے کہ تلاوت میں مشغول ہو جائے اور صبح صادق کے ساتھ ہی روزہ کی نیت کر لے اور فجر کی نماز کے لئے مسجد چلا جائے۔

لیلۃ القدر رمضان المبارک کے آخر عشرہ میں طاق راتوں میں کسی ایک میں لیلۃ القدر ہے۔ جسکی بڑی فضیلت ہے۔ اس ایک رات کی عبادت

ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ عموماً ستائیسویں شب کو لیلۃ القدر کا ہونا مانا جاتا ہے۔ تاہم اکیسویں شب

سے آخر شب تک بھی ممکن ہے۔ اس لئے ان طاق راتوں میں خصوصی اہتمام کرنا چاہیے

اعتکاف

رمضان المبارک کے آخر عشرہ میں اعتکاف سنت ہے۔ ہر محلہ میں جس میں مسجد ہو اور جماعت سے نماز ہوتی ہو کسی ایک کا معتکف ہونا ضروری ہے۔ ایک شخص بھی اعتکاف میں بیٹھا تو سب کی طرف سے سنت ادا ہو جائیگی

اعتکاف میں ضروری ہے کہ حوائج ضروریہ کے علاوہ مسجد سے باہر نہ جائے۔ کھانا پینا اور سونا سب مسجد میں ہو۔ اگر جمعہ کی نماز اس مسجد میں نہ ہو تو جمعہ کھلے جا سکتا ہے۔ لیکن راستہ میں کسی سے منا جلنا اور ملاقات کرنا جائز نہیں۔

معتکف کے لئے ضروری ہے کہ روزہ دار ہو اور اپنا زیادہ وقت عبادت میں گزارے اور مسجد میں بھی کسی سے فضول یا دنیاوی امور پر بات چیت نہ کرے۔ اعتکاف کا وقت بیسویں روزہ کے اقطار سے شروع ہو کر عید کے چاند تک ہے

قضا

بیمار اور مسافر کے لئے اجازت ہے کہ وہ روزہ چھوڑ دے اور بعد میں قضا روزہ رکھے۔ علالت اس صورت میں کہ جس میں روزہ رکھنا ممکن نہ ہو یا

ایسا کرنے سے جان کا خطرہ ہو اور سفر ایسا کہ جس میں دوران سفر سہولتوں اور اشیاء خور و نوش کا باآسانی ملنا ممکن نہ ہو کہ جس سے افطار و سحر کر کے یا ایسا یا پیادہ اور پیر مشقت سفر ہو کہ لمحہ بہ لمحہ پیاس غالب ہو نہ کہ آج کا ریل و ہوائی جہاز کا سفر کہ جس میں تمام سہولتیں حاصل ہیں۔ بہر کیف یہ وسعت برداشت پر منحصر ہے۔ تاہم یہ فیصلہ کرتے وقت یہ ضرور سمجھ لے کہ اس روزہ کی قضا کرنی ہوگی۔

سہولت

يُزِيدُ اللهُ بِكُمْ الْبَيْسَ وَلَا يَزِيدُ بِكُمْ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا وَاللَّهُ عَلَى مَا هَدَكُمْ وَلِعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (لقمہ ۱۸۳)

مفہوم۔ اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ آسانی کرنا منظور ہے۔ تمہارے ساتھ قوانین میں دشواری کرنا منظور نہیں۔ تم لوگ ایام ادا یا قضا کی شمار کی تکمیل کر لیا کرو کہ ثواب میں کمی نہ رہے۔ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور شہادہ بیان کیا کرو کہ اس نے تم کو ایسا طریقہ بتلا دیا کہ جس سے تم رمضان المبارک کی برکات و ثمرات سے محروم نہ رہو گے۔

نزولِ رحمت میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں عام ہوتی ہیں۔ اس مہینہ کے نوافل کا ثواب دوسرے مہینوں کے فرض کے برابر ہے۔ اس طرح اس ماہِ خیر میں خیرات اور تلاوت کا اجر و ثواب بھی زیادہ ہے۔ تزکیہ نفس۔ صبر اور قوت برداشت کا حصول اس کا دنیاوی انعام ہے۔ روزہ عام انسانی صحت کے لئے بھی مفید ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس ماہِ قرآن کی پذیرائی خاطر خواہ کر سکیں اور اس کا حق ادا کر سکیں۔ جیسا کہ ادا کرنے کا حق ہے۔

اللہ تعالیٰ ساری کائنات کو اس ماہ مبارک کے فیوض و برکات سے نوازے اور ہم سب پر رحم فرمائے۔ آمین۔

چند ضروری مسائل درج ذیل ہیں۔

مسئلہ ۱۔ سرسہ، تیل اور خوشبو سونگھنا درست ہے۔ اس سے روزہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ البتہ لوبان اگر بتی وغیرہ کا دھواں قصداً سونگھنے سے روزہ جاتا رہتا ہے۔ یعنی دھوئیں والی خوشبو نہ سونگھیں۔ حقہ و سگریٹ کے دھوئیں سے بھی احتیاط کریں۔ بلا قصد ایسا ہو جانا روزہ میں خلل نہیں لاتا۔

● کٹی کرتے وقت پانی حلق میں چلا گیا اور یہ یاد۔ کھا کہ روزہ ہے تو ایسی صورت

- میں روزہ ختم ہو جائے گا۔ قضا واجب ہے۔ کفارہ نہیں ہے۔
- خود بہ خود قے ہو گئی خواہ کسی تعداد میں ہو روزہ میں ہرج نہیں۔ لیکن قضا ایسا کیا اور منہ بھر کے قے ہو گئی تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔
- کوئی چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ البتہ بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔ کسی عورت کا شوہر بد مزاج ہے تو کھانے میں نمک چکھ لینا جائز ہے مکروہ نہیں ہے۔
- کسی بھی وجہ سے روزہ ٹوٹ جائے تو دن کے بقایا حصہ میں کچھ نہیں کھانا پینا چاہئے۔
- جو روزہ بلا قصد ٹوٹ گیا۔ علالت یا حیض کی وجہ سے توڑ دیا۔ اس کی صرف قضا ہے۔ کفارہ نہیں ہے اور جو قصداً یعنی بلا عذر شرعی توڑا جائے۔ اسکی قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔
- روزہ کا افطار کھجور سے کرے یا میٹھی چیز سے کرے یا صرف پانی سے کرے نمک سے افطار کرنے میں ثواب کا عقیدہ غلط ہے۔
- کوئی شخص کسی کو افطار کرانے تو اسکا ثواب واجرب ہے۔ اس کے ساتھ ہی افطار کرنے والے کے ثواب میں کمی نہیں ہوتی۔ یہ خیال غلط ہے کہ کسی کی افطاری سے روزہ افطار کیا تو روزہ کا ثواب افطار کرانے والے کو ملے گا۔
- حیض کے دنوں کے روزے بعد میں رکھنا ضروری ہیں۔
- کفارہ یہ ہے کہ دو ماہ کے روزہ مسلسل اور بلا فصل رکھے۔ اگر کسی بھی وجہ سے درمیان میں کوئی دن رہ گیا تو پھر دو ماہ کے روزے رکھنا ہونگے۔
- انجکشن کے ذریعہ دوائی استعمال کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ یہ دوا صحت اور علاج

کے لئے معالج کی رائے کے مطابق ہو۔ اس کا مقصد روزہ دار کی پیاس کم کرنا یا روزہ کے اثرات کو زائل کرنا نہ ہو۔ اگر ایسا ہوا تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔
 • بھوک کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ جس وقت یاد آجائے فوراً کھلی کر لے
 روزہ باقی رہے گا۔

کمزور و ضعیف روزہ دار اگر بھوک کھاپی رہا ہو تو اسکو یا دنہ دلائیں۔
 بعد میں یا ودلائیں۔

• کسی پر غسل کرنا واجب ہے اور صبح تک یا تمام دن غسل نہ کر سکا۔ تب بھی روزہ ہو جائے گا۔ البتہ غسل نہ کرنے کا گناہ ہے۔

• روزہ کی نیت دن تاریخ وغیرہ کے ساتھ ضروری نہیں۔ صرف یہ کافی ہے کہ روزہ رکھ رہا ہوں۔

• رمضان المبارک میں کوئی نفل روزہ یا پہلا قضا روزہ نہیں ہوتا۔ اگر یہ نیت بھی کرے۔ تب بھی روزہ رمضان المبارک کا ہی ہوگا۔

• روزہ میں کسی وقت بھی حیض جاری ہو گیا تو روزہ ختم ہو جائے گا۔ اس کی قضا واجب ہے۔

• روزہ میں کان۔ ناک۔ منہ کے راستہ کوئی دوا استعمال نہیں ہو سکتی۔ روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

• روزہ دار اور روزہ کا احترام واجب ہے۔ اس کا مذاق اڑانا شعائر اسلام کا مذاق بنانا ہے۔

روزہ کی حکمت

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ اکثر انسان یہ سمجھتا ہے کہ اس کا کمال اور سعادت اس بات میں ہے کہ اس کی طبیعت اس کی عقل کے تابع ہو جائے۔ لیکن اس کی طبیعت سرکشی کرتی ہے کبھی تو وہ تابع ہو جاتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی۔ اس لئے ضرورت پڑتی ہے کہ نفس کو مشقت میں ڈالنے والے کسی عمل کو اختیار کیا جائے اور اسے بار بار کیا جائے۔ جیسے کہ روزے رکھنا۔ وہ اس عمل کے لئے اپنی طبیعت کو مجبور کرتا ہے اور اپنے عہد کو پورا کرنا لازم سمجھتا ہے۔ چنانچہ وہ ہر عمل بار بار کرتا ہے۔ اور اس کا اہتمام کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنا مقصد حاصل کر لیتا ہے۔ یہ روزے کی ایک حکمت ہے۔

روزے کی ایک دوسری حکمت حضرت شاہ صاحب یہ فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے۔ وہ توبہ کرتا ہے اور اپنے نفس کو سزا دینے کے لئے روزے رکھتا ہے۔ یہ روزے اس گناہ کے مقابلے میں اس کے نفس کو زیادہ سخت معلوم ہوتے ہیں۔ اسلئے وہ آئندہ اس قسم کا گناہ کرنے سے باز رہتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب روزے کا ایک اور فائدہ بیان کرتے ہیں کہ کبھی انسان کے اندر عورتوں کی طرف میلان جوش کر جاتا ہے۔ مگر وہ شادی کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اسے گناہ میں مبتلا ہونے کا خوف لگا رہتا ہے۔ ایسا شخص روزے کے ذریعہ اپنی شہوت کے جوش کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص شادی کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو، اس پر لازم ہے کہ وہ روزے رکھے۔ کیونکہ روزے رکھنا اس کے حق میں خفی ہونے کی طرح ثابت ہوگا۔ اس کے بعد شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ یاد رہے کہ روزہ خود بھی ایک بہت

بڑی نیکی ہے۔ اس سے انسان کی روحانیت طاقتور ہو جاتی ہے۔ رُوح کے چہرے کو روشن کرنے والا اور طبیعت کے جوش کو ٹھنڈا کرنے والا روزے سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں ہے۔ اس لئے حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ الصوم لی وانا اجزی بہ کہ روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

روزے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے جس قدر طبیعت کا جوش کمزور ہوتا جاتا ہے۔ اسی قدر گناہوں کا کفارہ ہوتا جاتا ہے۔ اور انسان فرشتوں کے بہت مشابہ ہو جاتا ہے۔ فرشتے روزہ دار سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ فرشتوں کے ساتھ اس محبت کے تعلق کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حیوانی قوت کمزور ہو جاتی ہے اور روحانی طاقت بڑھ جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ روزے دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے۔

رمضان کے مہینے میں ہر سال روزوں کے لئے خاص کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر روزے کو ایک مشہور رسم اور دستور بنا لیا جائے تو انسان بہت سی بُری رسموں اور ان کی خرابیوں سے بچ جاتا ہے اور اسے بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ جب کوئی پوری امت روزوں کو لازم کر لے اور ان کی پابندی اختیار کرے تو اس امت کے شیطان زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے اس پر کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ اس فضا کا اثر ہے جو رمضان میں روزے رکھنے سے ساری امت میں پھیل جاتی ہے۔

اس سے آگے ایک بہت بلند حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت شاہ صاحب

فرماتے ہیں کہ خیب کوئی انسان اپنے نفس کو دہانے اور اس کی برائیاں دور کرنے کے لئے کوئی عمل کرتا ہے تو اس عمل کی ایک مقدس صورت روحانی عالم میں جسے مثال کہتے ہیں پیدا ہو جاتی ہے۔ جب نیکو کار اور عارف لوگوں میں سے کوئی شخص اس صورت کی طرف توجہ کرتا ہے تو عالم غیب سے اس کے علم میں زیادتی کی جاتی ہے اور وہ پاکیزگی اور صفائی کے ذریعے ترقی کرتے ہوئے ذات الہی کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا یہی مطلب ہے کہ الصوم لی وانا اجزی بہ کہ روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اسکی جزا دوں گا۔

روزہ اسلام کا بنیادی رکن اور انسان کی ظاہری و باطنی، جسمانی و روحانی **دعا** صحت و صفائی کے لئے لازمی اور ضروری چیز ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے اور ہماری ٹوٹی پھوٹی عبارات اور کوشش کو قبول فرمائے۔ آمین۔

روزہ کے سلسلہ میں صدقہ فطر واجب ہے۔ اگلے صفحات پر صدقہ فطر کے مسائل مختصراً پیش خدمت ہیں۔

صدقۃ الفطر کے احکام

(از مولانا محمد غا شق الہی بلند شہری)

” حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر کو ضروری قرار دیا۔ (فی کس) ایک صاع کھجوریں یا اسی قدر جو دیئے جائیں۔ غلام اور آزاد، مذکر اور مؤنث (یعنی مرد اور عورت) اور ہر چھوٹے بڑے مسلمان کی طرف سے اور نماز عید کے لئے لوگوں کو جانے سے پہلے ادا کرنے کا حکم فرمایا“
(مشکوٰۃ ص ۱۶ بحوالہ بخاری و مسلم)

صدقۃ فطر اس پر واجب ہے۔ جس پر
صدقۃ فطر کس پر واجب ہے | زکوٰۃ فرض ہو یا ساڑھے باون تولہ چاندی

یا اس کی قیمت ملکیت میں ہو یا اگر سونا چاندی اور نقد رقم نہ ہو اور ضرورت سے زائد سامان موجود ہو، جسکی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی بن سکتی ہے تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔ زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے ضروری ہے کہ مال نصاب پر چاند کے حساب سے ایک سال گزر جائے۔ لیکن صدقۃ الفطر واجب ہونے کے لئے یہ شرط نہیں ہے۔ اگر رمضان کی تیس تاریخ کو کسی کے پاس مال آگیا جس پر صدقۃ الفطر واجب ہو جاتا ہے تو عید الفطر کی صبح صادق ہوتے ہی اس پر صدقۃ فطر واجب ہو جاتا ہے۔

فائدے | حکم شرعی کے انجام دینے کا ثواب تو ملتا ہی ہے۔ اس کے ساتھ

مزید دو فائدے اور ہیں :-

اول یہ کہ صدقہ فطر روزوں کو پاک و صاف کرنے کا ذریعہ ہے۔ روزے کی حالت میں جو فضول باتیں کہیں اور جو خراب اور گندی باتیں زبان سے نکلیں صدقہ فطر کے ذریعے روزے ان چیزوں سے پاک ہو جاتے ہیں۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ عید کے دن ناداروں کو، مسکینوں کی خوراک کا انتظام ہو جاتا ہے۔ اور اسی لیے عید کی نماز کو جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دیکھو کتنا سہما سہوا ہے کہ محض دو سیر گہیوں دینے سے تیس روزوں کی تطہیر ہو جاتی ہے۔

اس لئے بعض بزرگوں نے فرمایا کہ اگر مسئلہ کی رو سے کسی پر صدقہ فطر واجب نہ بھی ہو۔ تب بھی دینا چاہیے کہ خرچ معمولی اور نفع زیادہ ہے۔

کس کی طرف سے صدقہ فطر دیا جائے عورت پر اپنی طرف سے دینا واجب ہے۔ شوہر کے

ذمہ اس کا صدقہ فطر ادا کرنا ضروری نہیں۔ ہاں شوہر کی جو نابالغ اولاد ہے۔ اس کی طرف سے اس پر صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ بچوں کی والدہ کے ذمہ بچوں کا صدقہ فطر دینا لازم نہیں۔ اگر بیوی کہے کہ میری طرف سے ادا کر دو اور شوہر بیوی کی طرف سے ادا کر دے تو ادا ہو جائے گا۔ اگرچہ اس کے ذمہ لازم نہیں۔ شرعی جہاد کے دور میں غلام باندی آتے۔ وہ جس کی ملکیت ہوتے اس کے ذمہ ان کا صدقہ بھی لازم تھا۔ افسوس کہ آج شرعی جہاد کی نعمت سے محروم ہیں۔

حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدقہ
فطر کی ادائیگی میں دینار و درہم (سونے چاندی

صدقہ فطر میں کیا دیا جائے

کے سکے) کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ عام طور پر گھروں میں استعمال ہونے والی چیزوں کا
ارشاد فرمایا۔ جیسے حدیث بالا میں ایک صاع کھجور یا جو کا ذکر ہے۔ دوسری حدیثوں
میں ایک صاع پنیر یا ایک صاع کشمش کا ذکر ہے۔ بعض روایات میں دو آدمیوں
کی طرف سے ایک صاع گیہوں کا ذکر ہے۔ اور حضرت الامام ابو حنیفہؒ کا یہی مذہب
ہے کہ اگر گندم وے تو نصف صاع اور جو وے تو ایک صاع! زمانہ نبوت میں گندم
وغیرہ ناپ کر فروخت ہوتے تو ل کار و اراج نہ تھا، تو اس زمانہ میں ناپ کے
بیمانہ کا ذکر ہے۔ ہمارے یہاں کے بزرگوں نے حساب لگایا تو اسی تورہ کے
سیر کے حساب سے ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک فی کس بنتا ہے۔ (احتیاطاً)

۲ سیر

صدقہ فطر عید کے دن کی صبح طلوع ہونے پر واجب ہوتا

ادائیگی کا وقت

ہے۔ عید سے پہلے بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔ پہلے ادا نہ
کیا تو ساقط نہ ہوگا۔ اس کی ادائیگی برابر ذمہ رہے گی۔ جو بچہ عید الفطر کی صبح صادق
ہو جانے کے بعد پیدا ہوا۔ اس کی طرف سے ادائیگی واجب نہیں۔ اس طرح
اس سے پہلے کوئی مر گیا، جب بھی نہیں۔

اس کے مال سے دیا جائے۔ اگر وہ مالدار ہے۔ مثلاً کسی

نابالغ کا صدقہ

نے اس کو مال ہیہ کیا یا میراث کا مال پہنچا۔ اس صورت

میں اپنے مال سے دینا واجب نہیں۔ اس کے مال سے وے۔

اگر کسی نے روزے نہ رکھے تب بھی بصورت نصاب صدقہ فطر ادا کرنا ہوگا
 ادائیگی میں گندم یا جو کے بجائے ان کا آٹا اسی مقدار سے اور نقد قیمت حساب
 کر کے دینے کی اجازت ہے۔ بلکہ قیمت سے ادائیگی افضل ہے۔ (کیونکہ محتاج
 لوگوں کی ضروریات مختلف ہوتی ہیں۔ وہ قیمت سے ان کا اہتمام کر سکتے ہیں)
 ایک شخص کا صدقہ فطر ایک ہی کو دینا، پھوڑا پھوڑا کر کے کسی محتاج
 کو دینا، کئی آدمیوں کا صرف ایک محتاج کو دینا سب جائز
 صورتیں ہیں۔

جس پر زکوٰۃ واجب ہے یا اتنی مقدار میں مال اس کے پاس ہے۔ یا
 ضرورت سے زائد اتنا سامان ہو۔ جسکی وجہ سے صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے
 تو ایسے شخص کو صدقہ دینا جائز نہیں۔

اپنی اولاد یا مال باپ اور اوپر کے رشتہ داروں کو صدقہ نہیں دے سکتے
 ماں بہن بھائی، چچا، ناموں، خالہ وغیرہ کو دے سکتے ہیں۔ شوہر بیوی کو یا بیوی
 شوہر کو نہیں دے سکتی۔ بنوفاطمہ وغیرہ کو زکوٰۃ کی طرح صدقہ فطر دینا بھی جائز
 نہیں۔ اسی طرح پیشہ ور لوگوں کی ظاہری شکل دیکھ کر بھی دینا جائز نہیں خوب
 تحقیق کر کے ادا کریں۔

جن رشتہ داروں کو صدقہ فطر دینا جائز ہے۔ انہیں دینے میں شرعی حکم
 کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ صلہ رحمی کا بھی ثواب ملتا ہے۔
 نوکروں کو بھی صدقہ فطر دیا جاسکتا ہے۔ مگر ان کی تنخواہ میں لگانا درست نہیں
 بالغ عورت ضرور مند ہے تو اسے بھی صدقہ دے سکتے ہیں اگرچہ اسکے میکے والے مالدار ہوں

خراپیوں کی جڑ

یہ ہماری سب سے بڑی تسمتی ہے کہ ہم اسلام کو ایک مذہب یا ست سمجھ بیٹھے ہیں، اور یہی انداز فکر ہماری تمام خراپیوں کی جڑ ہے، اسلام تو درحقیقت زندگی گزارنے کا ایک آئینہ ہے جو ہمیں آخرت کی کامیابی کے علاوہ اس دنیا میں بھی سرزندگی کی بشارت دیتا ہے۔ اسلام انسان سے صرف ایمان اور عمل صالح کا تقاضا کرتا ہے۔ اور ہمارے لئے ہر عمل اگر وہ خدا کی رضا جوئی کے لئے کیا جائے عبادت کا درجہ رکھتا ہے، صبر، سچائی و راستبازی، عدل و انصاف، امانت، عفو و درگزر، احسان، مساوات، اخوت و تقویٰ، اسلام کی پسندیدہ اقدار ہیں۔ اور حرص و آز، دروغ گوئی، غیبت، حق تلفی اور صفا مذکورہ ہیں۔ جن سے بچنے کی اسلام تلقین کرتا ہے۔ لیکن اسلام قومی اعتبار سے ہمارا نصب العین یہ قرار دیتا ہے کہ ایسا معاشرہ تخلیق کیا جائے جس میں نیکیوں کو فروغ ہو اور برائیوں کا سدباب۔ اور اس معاشرے کو قائم کرنے کے بعد پوری دنیا کے لئے مسلمانوں کو امت شاہد اور امت وسط قرار دیتا ہے۔ کتنا عام فہم اور سادہ ہے یہ پیغام۔ جس سے ہم روز بروز غافل اور مغربی تہذیب کے دلدادہ ہوتے جا رہے ہیں۔ حالانکہ مغربی تہذیب کی ظاہری چمک دمک کے پیچھے مغربی مفکرین کی ایک بڑی جماعت لوجہ کناں ہے۔ لیکن ہم ان سے کچھ بھی سبق نہیں لیتے۔ دلدادگان تہذیب مغرب کم از کم اس بات پر لو غور کریں کہ ہماری حقیقی تہذیب اور تمدن کو متاثر کر رہے ہیں جس غیر تہذیب و ثقافت کو اس ملک پر مسلط کر دینا چاہتے ہیں آخر اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔

اسے خود دیکھنے کے بعد دوسروں کو بھی بڑھائیں، شکریہ

آرٹیکل پرنٹنگ پریس
شہزادہ رستم

ہمارا اصلاحی تبلیغی لٹریچر

اصلاح معاشرہ کے جلسہ میں یہ ادارہ اس وقت تک مندرجہ ذیل مفید اور دیدہ زیب لٹریچر شائع کر چکا ہے۔ جو پتہ ذیل سے مفت حاصل کیا جاسکتا ہے۔ - بکلمہ جو ارباب خیر اپنی طرف سے تبلیغاً یہ لٹریچر یا ہماری معرفت چھپوا کر عوام و خواص میں مفت تقسیم کرنا انہیں اس کی اجازت ہے جو بہترین سرمایہ آخرت بن سکتا ہے۔ -

- ۱- وقت کا تقاضا - (شادی بیاہ پر مسرفانہ و مشرکانہ رسومات کی حقدار
- ۲- زکوٰۃ - اسلام کا بنیادی رکن
- ۳- وصیت - وراثت - تقسیم میراث کے احکام
- ۴- مال و دولت کا بہترین مصرف
- ۵- متر عورت (پڑھ اور متر کی تشریح اور اسکی اہمیت)
- ۶- نماز کے فضائل اور احکام و مسائل
- ۷- ولیمہ مسنونہ کا طریق
- ۸- عظمت قرآن اور آداب تلاوت
- ۹- روزہ ایک اہم روحانی عبادت
- ۱۰- حج و عمرہ کا طریقہ اور مسائل -

ان رسائل کا کجرائی - منہ ہی اور ہنگامی زبانوں میں بھی ترجمے شائع ہو چکے ہیں -

حسب ضرورت بلا قیمت پتہ ذیل سے طلب فرمائیں

ادارہ تعلیم الاسلام (رجسٹرڈ) گلہار ملے کراچی

جمعیت دہلی صدیقی برادری پاکستان ٹھکانی لکیا وندیم ایس جی کراچی

عالمی ادارہ اشاعتِ علوم اسلامیہ (رجسٹرڈ) پبلیک ٹرانسپیرینس سٹیٹس
۲۶۷۵

عقباتِ توحید میں ایک عقبت

ایمیر کا مسنون طریقہ



اولادِ علمِ الاسلام (ریسٹنٹ گلہبار علی کراچی)

پیشین دوسرا

تعداد ۲۰

صدر فقہ چارہ

جب ہم نے کتاب سنت کے تقاضوں کے خلاف کفر و شرک، بدعات و رسومات، خرافات و افسانے کو ترجیح دینی شروع کی ہے۔ دین کو صرف عبادات کا مجموعہ تصور کر کے اخلاق و عادات و معاملات و معاشرت کو اس سے خارج کر دیا ہے اور اسلامی شعائر و اقدار کی بجائے فدا بیزار تہذیب کو اپنا شروع کیا ہے۔ سب سے ہم گونا گوں مصائب و عذاب میں گرفتار ہیں۔ تعلیم دین کی کبھی کیوں ہے۔ ہماری اکثریت، معاملات و معاشرت کے متعلق شرعی مسائل اور دینی تقاضوں سے ناواقف ہے اور نہ خود واقفیت حاصل کرنے کیلئے اس کے پاس وقت ہے۔ حالانکہ دنیا و آخرت کی بہتری کیلئے ان کا جانا اشد ضروری ہے۔ اسی لئے جناب الحاج محمد منصور الزمان صاحب صدر جمعیۃ و حسنی صدیقی برادری پاکستان، کراچی نے اس بصیرت افروز معلومات افزا اور مفید سلسلہ مضامین کی تالیف و اشاعت کا اہتمام کیا ہے جس کا پڑھنا اور پڑھانا باعث ثواب ہے۔

آپ بھی اسے خود شائع کر کے تقسیم کر سکتے ہیں۔ یا ہماری معرفت یہ طبع کار تقسیم کر سکتے ہیں۔ دہا کی طرح گھر بیٹھے تبلیغ دین کا فرض کفایہ ادا کر سکتے ہیں جس کے لئے سزاوار دو جہاں صل اللہ علیہ وسلم کے یوں دعا فرمائی ہے کہ:

”اللہ اہل آدمی کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی کر یا دکی
 پھلا نہیں ان لوگوں تک پہنچا دیا۔ جنہوں نے نہ سنی تھی“

ان رسائل کی نشر و اشاعت صدر فقہ چارہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہمارے ہاں چونکہ ان کی اشاعت کو یارا انتظام ہے۔ اس لئے یہ ہمارے ہاں جلد باہمی اور بارعایت چھپ سکتے ہیں۔

منشی عبدالرحمن خان شاہ علی علی دار اشاعت علوم اسلامیہ جمہوریت بلقان

ولیمہ مسنونہ

(از جناب محمد منصور الزماں صاحب صدیقی - کراچی)

دعوت ولیمہ مسنونہ یعنی شادی کے بعد کی دعوت سنت سمجھ کر تقریباً ہر شادی میں کی جاتی ہے۔ لیکن جہاں معاشرہ میں دیگر خرابیاں اور بالخصوص شادی کے موقعہ پر اسراف اور فضول خرچ کیا جاتا ہے۔ اور اکثر و بیشتر دین و مذہب کے خلاف رسومات ادا کی جاتی ہیں، وہاں ولیمہ بھی اس کے دائرہ میں آجاتا ہے۔

ولیمہ سنت اور بعض فقہاء کے نزدیک واجب ہے۔ لیکن کونسا ولیمہ سنت ہے؟ ولیمہ کے نام پر جو فضول اخراجات اور نمائش مال و زر کی جاتی ہے۔

فعل مسنون وہ ہرگز سنت نہیں بلکہ خلاف شعائر اسلام اور بعض صورتوں میں

تحریم اور ناجائز ہے۔

ایک طرف فضول اخراجات اور مال دنیا کی نمائش کا گناہ۔ دوسری جانب خلاف شرع حرکات کو طریق مسنون سمجھنا یا ان کو مسنونہ کہنا گناہ ہے۔ یقیناً یہ صورت محض ناواقفیت اور لاعلمی کے باعث ہے۔ ورنہ یہ جرأت کسی مسلمان میں نہیں کہ وہ اپنی مرضی و منشاء کے مطابق یا ماحول اور برادری کے اثرات کے تحت لغو رسومات اور نمائش کرے اور اس کو مسنونہ یعنی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کہے اور گرفتار عذاب ہو۔

فی زمانہ ولیمہ کی دعوت حسب طرح رائج ہے، وہ اکثر و بیشتر خلاف سنت ہے کسی

بھی عمل کے لئے ضروری ہے کہ اول اس کا علم حاصل کیا جائے اور اس کو مطابق سنت
ادا کیا جائے۔ تب یہ فعل مسنون کہا جائیگا۔

ظاہر میں یہی صورت ہے نیت کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اور اعمال کی جزائیت پر ہے۔

مثال کے طور پر ڈاڑھی کا مسئلہ ہے۔ اس کی سنت یہ ہے کہ کھڑی
شرط نیت کے نیچے چار انگشت سے کچھ زیادہ بال ہوں۔ لمبوں کے بال کترے

ہوتے ہوں۔ یہ ڈاڑھی سنت مبارکہ کے مطابق اور مسنون ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ
نیت بھی ضروری ہے کہ یہ عمل اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت
ہے۔ کیونکہ اگر نیت کچھ اور ہے اور ظاہر و باطن میں فرق ہے تو پھر اس کی نیت کے
مطابق ہی جزا و سزا ہے۔ کیونکہ ڈاڑھی سکھ اور عیسائی وغیرہ بھی رکھتے ہیں۔ فی زمانہ
سینکڑوں نوجوان سینکڑوں اقسام کی ڈاڑھیاں رکھتے ہیں۔ لمبی لمبی قلمیں اور طرح
طرح کے بال رکھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ڈاڑھی ہرگز ہرگز شرع و شریعت کے مطابق
نہیں۔ بلکہ یہ جن کی نقل ہے ان ہی کا اتباع تسلیم کیا جائے گا۔ زمانہ قدیم میں ہندو
راجپوتوں کے مطابق ڈاڑھی چڑھانا ایک فیشن تھا۔ جس کو محدود تعداد میں مسلمانوں
نے بھی نقل کیا۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ رواج اب ناپید ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بھی خلاف
مسنون فعل تھا۔

اسی طرح ڈاڑھی کا چار انگشت سے چھوٹا کرنا یا کٹوانا خلاف مسنون ہے۔ یہ
صورت خلاف شرع ہے۔ ڈاڑھی منڈوانا اور کٹوانا دونوں برابر ہیں۔ اور دونوں
خلاف سنت ہیں۔

ایسے حضرات مسئلہ کی لاعلمی کے باعث کتری ہوئی اور چار انگشت سے کم

ڈاڑھی کو بھی سنت سمجھ کر ہی رکھتے ہیں۔ جو غلط ہے۔

اکثر و بیشتر حافظ اور حاجی صاحبان اور نماز و روزہ کے پابند مسلمان بھی اس صورت میں نظر آتے ہیں۔ یہ صورت قابل اصلاح ہے۔

ڈاڑھی رکھنا فرض نہیں ہے۔ سنت ہے۔ اگر عمل کیا جائے تو مطابق سنت ہو۔ ورنہ ناکمل فعل خود کو دھوکہ دینا اور غیر مسلموں کی نظر میں شاعر اسلام کی بے حرمتی کرنا ہے۔

ڈاڑھی عاشقانِ رسولؐ پر فرض ہے اور یہ فرض اس طرح ہے کہ حضور

معیارِ محبت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے کہ تم میں ہر شخص اتنا ہی صاحبِ ایمان ہے کہ جس قدر محبت وہ مجھ سے کرے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ دنیا کی ہر چیز اور اپنے والدین سے بھی زیادہ محبت مجھ سے کرو۔

اب جو شخص حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دعویٰ محبت رکھتا ہو، اسے اس کا ثبوت بھی فراہم کرنا ہوگا اور ثبوت یہی ہے کہ اپنے قول و فعل اور ظاہر و باطن ہر طرح سے اپنے محبوب کا اتباع ثابت کرنے۔ اسی میں ڈاڑھی شامل ہے۔ یہی معاملہ لباس کا ہے۔ زندگی کے ہر دور اور معاملہ میں اپنی محبوب شخصیت کی نقل کرنا انسانی فطرت ہے۔

محسنِ انسانیت فداۃ امی واپیؐ ہر مسلمان کے لئے پیشوا، رہبر لیڈر اور ہمارے آقا ہیں۔ حضورِ اکرمؐ کی محبت ایمان ہے اور آپ ہی کے اتباع میں نجات ہے۔

زندگی کے ہر شعبہ میں ہمیں حضورِ اکرمؐ کی ہی پیروی کرنی چاہیے۔ معاشرہ کا فساد اسی وقت رفع ہوگا کہ جب ہم اس انسانِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں گے۔

شادی بیاہ اور دیگر رسومات خواہ خوشی کی ہوں یا غمی کی۔ سب کے لئے تعلیم

موجود ہے اور اتباع سنت ممکن ہے۔

ولیمہ سنت ہے لیکن یہ وضاحت صاف ہے کہ استطاعت کے مطابق
شرطِ اول ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ ہزاروں سینکڑوں مہمان مدعو ہوں۔ یہ بھی ضروری

نہیں ہے کہ کئی وضع کے کھانے ہوں۔ نہ بھی ضروری نہیں کہ نمائش اور آرائش ہو
 بلکہ اصل چیز اتباع سنت کی نیت ہے۔

سنت یہ ہے کہ اگر استطاعت ہو تو ایک بکری ذبح کر کے کھانا پکوا کر عزیزوں
 اقربا اور مساکین کو کھانا کھلا دیں۔ اس دعوت میں رشتہ دار دوست احباب پڑوسی
 مدعو کئے جاسکتے ہیں۔ لیکن عزبا اور مساکین کی شرکت بہر حال ہونی چاہیے اور اگر
 اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں میں ایسے لوگ ہوں تو ان کا حق فائق ہے۔ ان کو
 ضرور مدعو کیا جائے۔

اگر صرف اغنیا یعنی دولت مند افراد ہی مدعو کئے گئے تو پھر دعوت ولیمہ مسنونہ کی
 تعریف میں نہیں آئے گی۔ ایسی دعوت کو مسنونہ دعوت نہیں سمجھا جائے گا۔ کیونکہ ولیمہ
 کی دعوت میں فقراء و مساکین کی شرکت لازمی ہے۔

ولیمہ کی دعوت اللہ تعالیٰ کے شکر میں کی جاتی ہے۔ اس کا مقصد
مقصدِ ولیمہ یہ بھی ہے کہ زفاف کا اعلان ہو جائے۔ اور گواہ ہو جائیں۔ حسن

طرح نکاح میں گواہ ہونے شرط ہیں۔ اسی طرح اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ کچھ لوگ
 واقف ہو جائیں تاکہ خدا نہ کرے فریقین میں کسی کا انتقال ہو جائے بالخصوص مرد
 کا تو اس کی اولاد اس کی وارث سمجھی جائے اور معاشرہ میں اسکو جائز اولاد سمجھا جائے۔

اس سلسلہ میں احقر نے چند سوالات مرتب کر کے حضرت مولانا سید حامد مینا صاحب

مذظلہ شیخ الحدیث جامعہ مدینہ لاہور کی خدمت میں ارسال کئے۔ جس کے جوابات جامعہ مدینہ کے حضرت مفتی عبدالحمید صاحب مدظلہ نے عنایت فرمائے۔ ذیل میں سوال و جواب نقل کئے جاتے ہیں۔ تاکہ مسئلہ کی شرعی صورت واضح ہو جائے۔

سوال نمبر ۱: ولیمہ کی صحیح اور مسنون صورت کیا ہے؟

سوالات سوال نمبر ۲: ایسی دعوت جہاں مرد و زن کا مخلوط اجتماع ہو، ولیمہ مسنونہ کی دعوت کہی جاسکتی ہے؟

سوال نمبر ۳: ایسی دعوت جہاں کھڑے ہو کر کھانا ہو، کیا یہ دعوت ولیمہ مسنونہ کہی جاسکتی ہے؟

سوال نمبر ۴: وسعت اور دولت رکھنے کے باوجود کیا آرائش و روشنی میں زر کثیر خرچ کر کے ہزار یا کم و بیش تعداد کو مدعو کرنا ولیمہ مسنونہ کی دعوت کہی جاسکتی ہے۔ جبکہ قرآن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فخر و تفاخر اور اس سے بھی زیادہ رواج کے تحت ہو رہا ہے۔

سوال نمبر ۵: اگر کوئی امر خلاف سنت و خلاف شرع ہو لیکن نام سنت کا لیا جائے تو اس کا انجام کیا ہوگا؟

جوابات جواب نمبر ۱: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ولیموں میں سب سے بڑھ کر ولیمہ ام المومنین حضرت زینب کا تھا جس میں آپ نے لوگوں کو گوشت روٹی پیٹ بھر کر کھلائی۔ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے گوشت کھانا روٹی بلکہ دسترخوان بچھایا گیا اور کھانے کے لئے بھجور۔ پنیر اور گھی رکھا گیا۔ بعض

ازدواج مظہرہ کے ولیمہ میں دوسیر جو سے دعوت ولیمہ کی گئی۔ اسی طرح بعض روایات میں آئی ہے کہ بعض ازدواج مظہرہ کے ولیموں میں ستوا اور کچوریں کھلائیں ان روایات سے معلوم ہوا کہ دعوت ولیمہ سنت ہے لیکن استطاعت کے مطابق جو تیسر ہو، فضول خرچی اور ریاء نمود۔ فخر و مباہات سے یکسر خالی ہو۔ صرف سنت اور ثواب کے لئے کی جائے۔

دعوت ولیمہ شب زفاف یعنی دلہن کی رخصتی کے بعد کی جائے۔ اعزہ و اقارب و احباب کو حسب استطاعت بلا یا جائے۔ فقراء اور مساکین کو بھی شامل کیا جائے۔

یہ بھی ذہن نشین رہے کہ کوئی بھی حکم شرعی فرض ہو یا واجب یا سنت جس طرح سے شریعت میں اس کا ثبوت ہے۔ اگر اس کے مطابق کیا جائے گا تو وہ شرعی حکم ادا ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ اس طرح اگر اس حکم شرعی کے کرنے میں بعض مناصب اور منہیات کی آمیزش ہو جائے۔ تب بھی وہ فعل حکم شرعی سے خارج ہو جائیگا۔ جواب نمبر ۱۲ اگر اختلاط سے مراد مردوں اور عورتوں کا بے حجابانہ خلط ملط ہے تو یہ ولیمہ مسنونہ نہیں ہوگا۔

جواب نمبر ۱۳: کھڑے ہو کر کھانا کھانے کی دعوت بھی ولیمہ مسنونہ نہیں ہوگی۔ جواب نمبر ۱۴: جو لوگ بطور تفاخر و مقابلہ کے دعوت کریں۔ آپ نے انکی دعوت قبول کرنے سے اور ان کا کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح فساد کی دعوت کے قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔

نوٹ:۔ یہ صورت نہ صرف ولیمہ کھیلے ہے، بلکہ ہر دعوت کھیلے ہے۔

جواب نمبر ۵: معصیت و گناہ ہے۔

دستخط عبدالحمید غفرلہ، از جامعہ مدینہ لاہور

۳۴ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ

اس فتویٰ کی رو سے ہمیں مروجہ دعوتوں کے طریق کار
اصلاح طلب مسئلہ پر غور کرنا چاہیے۔ ہم مسلمان جس تہذیب پر اپنا عمل پیرا
ہو رہے ہیں، وہ بڑی تیزی سے ہمیں اسلام کی روشنی سے نکال کر جہالت کی تاریکی
میں داخل کر رہی ہے۔ خصوصاً وہ اعمال کہ جن پر مسنونہ کا اطلاق ہوتا ہے، فوری
اصلاح طلب ہیں۔ ورنہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم اپنی مرضی و منشا کے مطابق
یا برادری اور ماحول کے رسم و رواج کے مطابق عمل کر کے اس کو سنت کے بابرکت
نام سے موسوم کرتے ہیں۔

جیسا کہ ولیمہ مسنونہ کا معاملہ ہے۔ آپ کو بھی ایسے اجتماعات دیکھنے کا اتفاق
ہوا ہوگا کہ جس میں مخلوط انتظام ہوتا ہے۔ عموماً بڑے بڑے ہوٹلوں میں ایسے اجتماعات
ہوتے ہیں جس میں مرد و زن باہم ملکر کھانا کھاتے ہیں یا کھڑے ہو کر کھانا کھایا جاتا ہے۔
یہ صورت ہرگز ہرگز مطابق سنت نہیں ہے۔ اب اگر اس دعوت کو ولیمہ مسنونہ کا نام
دیا جائے تو یہ لاعلمی اور جہالت کی بات ہے۔

ولیمہ کی صحیح صورت وہی ہے جو پیشتر جواب نمبر ۱ میں درج ہے۔ یعنی حسب
استطاعت صرف ثواب اور اتباع سنت کی نیت سے کیا جائے جو مقدور ہو اس
کا انتظام کیا جائے۔ اگر گنجائش ہو تو بہتر یہ ہے کہ کم از کم ایک بکرہ یا بکری ذبح کرے
اور کھانا پکوا کر دوست احباب، اعزاء، پڑوسی، متعلقہ افراد اور غریب و مساکین کو

کھانا کھلائے۔ اس میں کہیں بھی تعداد کا لحاظ نہیں ہے۔ اگر استطاعت چند افراد کے لئے ہے تو وہی کافی ہیں۔

اول شرط نیت ثواب اور اتباع سنت ہے۔ جب نیت یہ ہوگی
شرط دوم | اس کے ساتھ ہی کچھ اور ضروری امور کا لحاظ رکھنا ہوگا۔ مثلاً یہ
 کہ آمدنی حلال کمائی کی ہے۔ ظاہر ہے کہ ناجائز اور مشکوک آمدنی سے کوئی بھی عمل صالح
 یا خیرات قبول نہیں ہے۔

اس ناجائز اور حرام کمائی میں رشوت بھی شامل ہے اور سود کی آمدنی بھی شامل
 ہے۔ حرام کاروبار مثلاً شراب اور خراکی آمدنی بھی حرام ہے۔ اس سے بھی کوئی کار
 خیر نہیں کیا جاسکتا اور اگر کرے گا تو وہ قبول نہیں ہوگا بلکہ مزید عتاب کا باعث
 ہو سکتا ہے۔

یہی صورت کسی دوسرے کا مال قبضہ کرنے والے کیلئے ہے۔ خواہ وہ کاروبار
 کے ذریعہ حاصل کیا ہو یا امانت میں خیانت کا مرتکب ہوا ہو۔ عرض کہ ہر صورت
 میں ناجائز مال سے خیرات اور بالخصوص وہ اعمال جو اتباع سنت کے طور پر کئے جائیں
 ہرگز نہیں ہونے چاہئیں۔

چونکہ یہ مجلس یعنی دعوتِ ولیمہ سنت کے اتباع کے طور پر کی جا رہی ہے۔ اس
 لئے دیگر امور میں بطور خاص اس کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

یہ لحاظ و خیال ظاہر و باطن دونوں صورتوں میں لازم ہے۔ ظاہر
دیگر شرائط | میں یہ کہ ایسی محفل میں رقص و موسیقی، فلم شو اور ریکارڈنگ وغیرہ
 نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ سب نہ ولیمہ کا جزو ہیں۔ نہ شرعاً جائز ہیں۔ بلکہ اپنی جگہ

خود حرام ہیں۔ مخلوط اجتماع نہ ہو۔ کیونکہ ستر عورت لازمی امر ہے اور اس خاص مجلس میں کہ جو سنت کے نام پر کی جا رہی ہو۔ اس کی پابندی نہایت ضروری ہے۔

کھڑے ہو کر کھانا پینا ہر صورت میں ممنوع ہے۔ سوائے حالت اضطراب یا کسی مخصوص وجہ کے۔ چونکہ ولیمہ کے لئے تعداد افراد کی پابندی نہیں ہے۔ اس لئے ہر شخص اپنے مکان کی گنجائش یا اپنی استطاعت کے مطابق انتظام کر سکتا ہے۔ اس لئے ولیمہ مسنونہ میں تو قطعی کوئی گنجائش کھڑے ہو کر کھانا کھانے کی نہیں ہے۔

مساکین اور غریب رشتہ داروں کی شرکت لازمی اور ضروری ہے۔ اگر رشتہ دار ایسے نہ ہوں تو پھر دو سکر فقرا و مساکین شامل کئے جائیں۔

باطن میں نیت ہے۔ اگر نیت ثواب اور سنت کی ہے تو

نیت کی اہمیت | وہ مقبول ہے اور باعث جزا ہے۔ اگر نیت نام و نمود اور شہرت و تقابل کی ہے تو نہ صرف یہ دعوت بلکہ اس میں شرکت کرنا بھی ممنوع ہے۔

ولیمہ کی دعوت کرنا فرض یا واجب نہیں ہے بلکہ یہ ایسی سنت ہے

سنت ولیمہ | کہ حسب استطاعت عمل کرنا چاہیے۔ اگر استطاعت نہ ہو تو تردد نہیں چاہیے۔ ولیمہ کی دعوت نہ کرے۔ تاہم اتباع سنت کے ثواب حاصل کرنے کھلتے ممکن ہو تو دو چار قریبی اعزا یا مساکین کو جو بھی حاضر ہو کھلا دے۔ یہ کھانا بھی ہو سکتا ہے اور سنتو۔ جو۔ کھجور یا کوئی مٹھائی خواہ وہ کتنی ہی ارزاں ہو کھلا دے تو ولیمہ کی سنت ادا ہو جائے گی۔ اگر صرف دودھ کے دو گھونٹ بھی اس نیت سے پلا دیئے جائیں تو انشاء اللہ نیت کے مطابق۔ اس طرح بھی سنت ولیمہ ادا ہو جائے گی۔ بہتر یہ ہے کہ مہانوں پر اپنی نیت کا اظہار کر دے کہ یہ دعوت ولیمہ

ہے۔ تاکہ حاضرین جان جائیں۔

احکام اسلام | اسلام دینی فطرت ہے۔ یہ سہادگی اور سچائی کا مجموعہ ہے۔ اس میں کسی حکم کے تحت کسی موقعہ پر جبر اور زبردستی نہیں ہے۔

یہ دینی خلیفہ ہر ایک کے لئے ہے اور امیر و غریب، بادشاہ و فقیر ہر ایک اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔ شادی بیاہ اور ولیمہ مسنونہ بھی سادگی اور پاکیزگی کے ساتھ انجام دینے چاہئیں۔ ہر معاملہ میں استطاعت کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ اس سے زیادہ جو کچھ ہے، وہ محمود ساختہ رسومات اور نمائش و ریاکاری کا جذبہ ہے۔

نیک نیتی | اسلام میں عمل کی بنیاد نیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نیت کو جانتے ہیں۔ اس کے مطابق جزا و سزا ہے۔ حد سے زیادہ تجاوز یعنی سینکڑوں ہزاروں افراد کو مدعو کرنا اور آرائش و نمائش کرنا یا نام و نمود کے خاطر کوئی کام کرنا ناپسندیدہ ہے اور اگر اسراف و تبذیر کی صورت پیدا ہو جائے تو وہ ناشکر گزار انسان سمجھا جائے گا۔ کیونکہ اسراف و تبذیر کرنے والا ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔

قرآن کریم میں واضح ہے کہ "اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو ناپسند فرماتے ہیں اور یہ کہ تبذیر کرنے والا شیطانوں کا بھائی ہے اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے" (پہلا)

دعوتِ فکر | ایک طرف اسراف و تبذیر کا مجرم شیطانوں کا بھائی بننا اور دوسری جانب اس رسم کو سنتِ مبارکہ سے جوڑنا اور اس کو سنت کی ادائیگی سمجھنا سخت نادانی ہے۔ اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے۔ اسلام میں اگر اسراف منع ہے تو بخل کی بھی اجازت نہیں ہے۔ بخل کے لئے

جہنم کی وعید ہے۔ دولت جوڑ جوڑ کر رکھنے والے ہر طرح نقصان میں ہیں۔ یہ مال و جاہ کی محبت ہی ہے جو اپنے طلسم میں گرفتار کر کے حرام و حلال کی تمیز بھی ختم کر دیتی ہے۔ یہ مال اللہ رب العزت کی امانت ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہی خرچ کرنا چاہیے۔

اسراف و تبذیر سے منع اسلئے نہیں کیا گیا ہے کہ اس مال کو سمیٹ کر گھر بھر لیا جلتے۔ حتیٰ کہ بخل کی حالت ہو جائے۔ یہ دونوں صورتیں ناپسندیدہ ہیں۔

اللہ اور اس کے رسولؐ نے مسلمانوں کے لئے اعتدال کی راہ پسند **میانہ روی** فرمائی ہے۔ اسی کے مطابق ہمیں عمل کرنا چاہیے۔ شادی و بیاہ اور ولیمہ یا دیگر ضروریات میں استطاعت اور ضرورت کے مطابق شعائر اسلامی کے تحت خرچ کرنا چاہیے۔

اگر کسی شخص میں اتنی قوت و استطاعت ہے کہ وہ ہزار پانچ صد افراد کو مدعو کر سکتا ہے تو ضرور کرے لیکن بنیادی اصولوں کے مطابق عمل کرے جسکا مختصر احوال پیشتر درج ہو چکا ہے۔ یہ سب ثواب و سنت کی نیت سے کرے اور خدا کا شکر ادا کرے کہ جس نے یہ توفیق دی لیکن اگر یہ فخر و غرور کا باعث بن جائے یا اس میں شہرت اور تقابل کا جذبہ کارفرما ہو جائے تو پھر ظاہر ہے کہ یہ فعل خلاف سنت ہوگا اور اسراف و تبذیر میں شمار ہوگا۔

اسی طرح ایک نادار اور مفلوک الحال شخص صرف اس شرم سے کہ برادری اور رشتہ دار کیا کہیں گے۔ ولیمہ کے لئے کسی سے قرض لے کر یا خیرات طلب کر کے یا دیگر بند و بست کر کے ولیمہ کا انتظام کرے تو ظاہر ہے یہ بھی خلاف سنت فعل ہے۔

کیونکہ یہاں بھی نیت برادری اور رشتہ داروں میں اپنی عزت یعنی خود ساختہ نام نہاد عزت کے لئے ہے۔ اس میں بھی اتباع سنت کی نیت نہیں ہے۔

قریب نفس صحیح صورت یہ ہے کہ جو بھی استطاعت ہو، اس کے مطابق عمل کرے اور ضرور کرے کہ نیت ثواب اور پیروی سنت ہے۔ رشتہ

دار یا برادری کی خوشنودی حاصل کرنا نہیں ہے۔ اگر بالکل کچھ بھی نہ کر سکے یعنی اگر دو چار افراد کو بھی کھانا نہ کھلا سکے اور واقعی ایسی صورت ہو تو صبر کرے اللہ تعالیٰ نیت کے مطابق اجر عطا فرمانے والے ہیں لیکن اگر یہ صورت برادری اور رشتہ داروں کی وجہ سے کی ہے تو یہ ناپسندیدہ ہے اور بڑی کم نصیبی ہے کہ ایک ثواب اور اجر سے صرف اس لئے محروم رہا کہ برادری میں ناک کٹ جاتی۔ یہ لغو خیال سراسر شیطانی دھوکہ ہے۔

حقیقی سربلندی متقی مسلمان اللہ تعالیٰ کے دوست اور پسندیدہ ہیں اور اصل تقویٰ یہی ہے کہ اتباع سنت میں پوری جانفشانی اختیار

کرے اور زندگی کے ہر معاملہ میں طریق سنت پر عمل کرے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے آدمیوں کا کام ہے۔ دنیا کے بڑے آدمی مال دنیا والے ہیں۔ جس میں حرام و حلال کی بھی تخصیص نہیں حتیٰ کہ ایک طوائف اور فلم ایکٹرس جس کے گھناؤنے افعال سے ساری دنیا واقف ہے۔ وہ بھی دولت مند ہونے کی وجہ سے باعزت مانی جاتی ہے۔ لیکن کن کے نزدیک بڑی مانی جاتی ہے؟ صرف ان کے جو خود ایسی ہی حالت پسند کرتے ہیں۔

اللہ رب العزت کے نزدیک بڑا آدمی وہ ہے جو متقی اور پرہیزگار ہے۔

فہم اور بصیرت سے کام لیا جائے تو اندازِ فکر میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ یہ تبدیلی ہی عقل سلیم ہے۔ ذرا غور فرمائیے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ولیمہ کی دعوت میں سنتوں جو پنیر گھی۔ دودھ جو بھی حاضر ہوا۔ عطا فرماتے ہیں اور ولیمہ کی دعوت ہو جاتی ہے۔ کائنات کا بزرگ ترین انسان سارے عالموں کے بادشاہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جن کے حکم سے ملائکہ اور فرشتے بھی تمہیل میں دنیا جہاں کی نعمتیں فراہم کر دیتے وہ کس کے لئے اس سادگی اور آسانی کا مظاہرہ فرماتے ہیں کہ گھر میں کھجور ہیں تو ہمانوں کو دو دو چار چار دانے ملگئے اگر سٹور ہیں تو سب کو سنتو ہی کھلا دیئے۔ ایک موقع پر لکڑی کے پیالہ میں دودھ لایا گیا اور سب حاضرین نے دودھ پی کر ولیمہ کی دعوت میں شرکت کر لی اور اس طرح دعوتِ ولیمہ ہو گئی۔

یہ سب کس کے لئے ہوا۔ یہ امت کے غریب اور مسکین ناداروں کے لئے مثال ہے کہ اس طرح تو ہر شخص کر سکتا ہے۔ اب اگر یہ غریب اس طرح نہ کرے تو وہ خود ذمہ دار ہے ورنہ آج کی ساری امت مل کر بھی صحابہ کرامؓ میں سے کسی ایک غلام کے برابر بھی عزت نہیں رکھتی کہ ع

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

یہی عمل دولت مند اور صاحبِ ثروت افراد کو بھی سبق دیتا ہے کہ کوئین کے مالک حضور اکرمؐ نے اس سادگی سے زندگی گزار لی اور اپنے لئے حالتِ مسکینی کی دعا فرمائی۔ اب اگر کوئی صاحبِ مال اتباعِ سنت کے مطابق سادگی کے ساتھ دعوتِ ولیمہ دے تو اس کی عزت بڑھے گی کم نہیں ہوگی کہ ہماری عزت اور بڑائی حضورؐ کی غلامی میں ہے۔ ان کی سنتوں کا اتباع ہمارے امراض کا علاج ہے۔ اور اس سنت

میں غزبات سے زیادہ امرار کو سبق سکھایا گیا ہے کہ وہ استطاعت کے باوجود سادگی اختیار کریں تاکہ اس کا رواج ہو جائے اور غریبوں کی پردہ پوشی ہو اور انہیں احساس کمتری سے بچایا جائے۔ مالدار لوگوں کو اس سنت کی پیروی میں یہ ثواب الگ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت رسول اکرم کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔
اب فقہ حنفی کی رو سے دعوت ولیمہ کے آداب اور اس کا طریقہ کار ملاحظہ فرمائیے۔

ولیمہ مسنونہ | ولیمہ اس ضیافت کا نام ہے۔ جو زفاف کے بعد کی جلتے یہ دعوت اپنی حیثیت کے مطابق مہنگوہر کو کرنی چاہیے۔ اگر جانور ذبح کرنے کا مقدور ہو تو سنت یہ ہے کہ ایک بکری سے کم نہ ہو۔ اس سے زیادہ کی استطاعت ہو تو اس کے مطابق کر سکتا ہے۔

دعوت ولیمہ زفاف کے بعد ہوتی ہے۔ اس کے بعد یعنی شب گزرنے کے بعد اگلے دن بھی اس کا وقت رہتا ہے۔ اس کے بعد دعوت ولیمہ بند ہو جاتی ہے۔

ولیمہ کی دعوت قبول کرنا | دعوت کا قبول کرنا سنت ہے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ ہر دعوت قبول کرنا سنت ہے لیکن ولیمہ کی دعوت قبول کرنا واجب کے برابر ہے۔ اس کا ترک کرنا جائز نہیں۔ بشرطیکہ دعوت اصول شریعہ کے مطابق ہو۔ حسب ذیل شرائط کی پابندی نہ ہو تو دعوت قبول کرنا سنت نہیں ہے۔

شرایط دعوت | ۱۔ دعوت کرنے والا اعلانیہ فسق و فجور میں مبتلا نہ ہو۔ بدکار اور ظالم کی دعوت قبول کرنا مسنون نہیں ہے۔ بلکہ خلاف اولیٰ

ہے۔ لازم ہے کہ ظالموں کا کھانا کھانے سے پرہیز کیا جائے۔ خواہ وہ حلال ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔ دعوت کرنے والے کی کمائی کا زیادہ حصہ حرام کمائی کا نہ ہو۔ اگر اس کا علم ہو جائے۔ تو دعوت قبول کرنا واجب نہیں ہے اور اس کا کھانا نہ کھانا چاہیے۔ جب تک یہ نہ بتایا جائے کہ جس مال سے دعوت کی گئی ہے وہ حلال کمائی کا ہے یا اس کے ورثہ میں آیا ہے۔ اگر اس کی کمائی کا بیشتر حصہ حلال کا ہو تو اس دعوت کو قبول کرنے اور کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

۳۔ دعوتِ ولیمہ میں گناہ کی بات مثلاً شراب وغیرہ نہ ہو۔ اگر کسی نے دعوتِ ولیمہ میں بلایا اور یہ معلوم ہوا کہ وہاں خلافِ شرع باتیں ہیں تو اس کا قبول کرنا مسنون نہیں ہے۔ اگر اس کا علم نہ ہو تو دعوت قبول کرنے کا حکم ساقط نہ ہوگا۔ دعوت میں آنے کے بعد گناہ کی بات کا علم ہو۔ مثلاً شراب پینا یا مجسمہ کا موجود ہونا۔ اب اگر یہ دعوت کی جگہ میں ہی ہو تو وہاں نہیں بیٹھنا چاہیے بلکہ واپس آجانا چاہیے۔

اگر یہ صورت یعنی شراب اور بے حیائی کے کام دعوت والی جگہ سے کچھ فاصلہ پر ہوں لیکن ان کی آواز دعوت کی جگہ تک آتی ہو یا دکھائی دیتی ہوں تو اگر اس کا روکنا امکان میں ہو تو اس کو روک کے کہ ایسا کرنا واجب ہے۔ اگر روکنا بس میں نہ ہو تو اگر باثر شخصیت ہے کہ جس کی پیروی دوسرے کرتے ہوں تو لازم ہے کہ فوراً واپس آجائے کہ یہ بھی واجب ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے۔ کہ دوسرے اثر قبول کرتے ہوں تو بکراہتِ بیٹھ جائے اور کھانا کھالے۔

اگر دعوت میں جانے سے پیشتر ہی ان خرافات کا علم ہو جائے تو وہاں جانا حلال نہیں ہے۔ البتہ اگر اس کا اثر لوگوں پر ہے اور یہ وہاں جا کر اس برائی کو روک سکتا ہے تو ایسی صورت میں دعوت قبول کرنا اور وہاں جا کر برائی سے روکنا واجب ہے۔
(اقتباس از کتاب الفقہ مؤلفہ الشیخ عبدالرحمن الجزائری)

لمحہ فکریہ | یہ احکامات ہر دعوت اور ہر مجلس کے لئے ہیں۔ ان کے مطابق دعوت کرنے والا اور دعوت قبول کرنے والا دونوں کو عمل کرنا ضروری ہے۔

ولیمہ کی دعوت کے دعوت نامہ میں بطور خاص ولیمہ مسنونہ تحریر کیا جاتا ہے۔ اسلئے یہاں خصوصی احتیاط لازم ہے کہ یہ محفل مسنونہ ہے۔ اسکا اعلان کیا جا رہا ہے۔
فرض کریں کہ کوئی غیر مسلم ایسی دعوت میں شریک ہو اور وہاں مخلوط اجتماع ہو یا کھڑے ہو کر کھانا، ہو یا شراب اور رقص و بے حیائی کے کام ہوں تو وہ کیا اثر لے گا۔ جبکہ دعوت نامہ اسکو "ولیمہ مسنونہ" کا دیا گیا ہے۔

غیر مسلم کے علاوہ بھی فی زمانہ بالخصوص نوجوان نسل جو بنیادی تعلیم اور بنیادی عقیدہ سے ہی کما حقہ واقف نہیں ہے۔ اگر وہ بھی غلط فہمی میں مبتلا ہو جائے تو کوئی تعجب نہیں۔ اسلئے کہ وہ واقف نہیں اور انکی تعلیم کا بھی کوئی معقول انتظام نہیں۔ یہ ذمہ داری کس کی ہے؟

یہ ہماری، آپ کی، سب کی ذمہ داری ہے کہ اپنی اولاد اور اپنی نئی نسل کو صحیح اسلامی تعلیم دیں۔ انکے عقائد اور انداز فکر کو اسلام کے راستہ پر گامزن کریں۔ اسی احساس ذمہ داری کے تحت یہ پمفلٹ پیش خدمت ہے کہ سہل اور آسان زبان میں خواص و عوام اپنی بنیادی تعلیم سے واقف ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

خراپیوں کی جڑ

یہ ہماری سب سے بڑی قسمتی ہے کہ ہم اسلام کو ایک مذہب یا ست سمجھ بیٹھے ہیں، اور یہی انداز فکر ہماری تمام خراپیوں کی جڑ ہے، اسلام تو درحقیقت زندگی گزارنے کا ایک آزموہ نون ہے جو ہمیں آخرت کی کامیابی کے علاوہ اس دنیا میں بھی سرزندگی کی بشارت دیتا ہے۔ اسلام انسان سے صرف ایمان اور عمل صالح کا تقاضا کرتا ہے۔ اور ہمارے لئے ہر عمل اگر وہ خدا کی رضا جوئی کے لئے کیا جائے عبادت کا درجہ رکھتا ہے، صبر، سچائی و راستبازی، عدل، انصاف، امانت، عفو و درگزر، احسان، مساوات، اخوت و تقویٰ، اسلام کی پسندیدہ اقدار ہیں۔ اور حرص و آرزو، دروغ گوئی، غیبت، حق تلفی اور صفت مذمومہ ہیں۔ جن سے بچنے کی اسلام تعلقین کرتا ہے۔ لیکن اسلام قوی اعتبار سے ہمارا نصب العین یہ قرار دیتا ہے کہ ایسا معاشرہ تخلیق کیا جائے جس میں نیکیوں کو فروغ ہو اور برائیوں کا سدباب ہو۔ اور اس معاشرے کو قائم کرنے کے بعد پوری دنیا کے لئے مسلمانوں کو امت شاہد اور امت وسط قرار دیتا ہے۔ کتنا عام فہم اور سادہ ہے یہ پیغام۔ جس سے ہم روز بروز غافل اور مغرب تہذیب کے دلدادہ ہوتے جا رہے ہیں۔ حالانکہ مغرب تہذیب کی ظاہری چمک دکامک کے پیچھے مغرب منکرین کی ایک بہت بڑی جماعت لوجہ کناں ہے۔ لیکن ہم ان سے کچھ بھی سبق نہیں لیتے۔ دلدادگان تہذیب مغرب کم از کم اس بات پر لو غور کریں کہ ہماری حقیقی تہذیب اور تمدن کو متاثر وہ جس غیر ملکی تہذیب و ثقافت کو اس ملک پر مسلط کر دینا چاہتے ہیں آخر اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔

اس پمفلٹ کے مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات اور مشورہ ہمیں تحریر فرمائیں۔
 پوزر پمفلٹ مطالعہ کے بعد اپنے خاندان اور احباب کو بھی مطالعہ کے لئے
 پیش کریں۔

ہمارا اصلاحی سلسلہ یعنی لٹریچر

اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں یہ ادارہ اس وقت تک مندرجہ ذیل مفید اور دیدہ زیب لٹریچر شائع کر چکا ہے جو پتہ ذیل سے مفت حاصل کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ جو ارباب خیر اپنی طرف تبلیغی لٹریچر خود یا ہماری معرفت پہنچا کر عوام و خواص میں مفت تقسیم کرنا چاہیں انہیں اس کی اجازت ہے جو بہترین سرمایہ آخرت بن سکتا ہے اور صدقہ ہار یہ بھی۔

• وقت کا تقاضا۔ (شادی بیاہ پر سرفانہ اور مشرکانہ رسومات کی حقیقت)

• زکوٰۃ۔ اسلام کا بنیادی رکن۔

• وصیت۔ وراثت۔ تقسیم میراث کے احکام۔

• مال و دولت کا بہترین مصرف۔

• نماز کے فضائل اور احکام و مسائل۔

• ولیمہ سنونہ کا طریقہ۔

• عظمت قرآن اور آداب تلاوت۔

• ستر عورت (پردہ اور ستر کی تشریح اور اس کی اہمیت)

• روزہ ایک اہم روحانی عبادت۔

• حج و عمرہ کا طریقہ اور مسائل۔

• مسائل کا گزرائی، سندھی اور بنگالی زبانوں میں بھی ترجمے شائع ہو چکے ہیں، انگریزی اور ہندی زبانوں میں بھی اس سلسلہ کے رسائل سب ضرورت بلا قیمت پتہ ذیل سے طلب فرمائیں۔

• ادارہ تعلیم الاسلام (ریسٹریڈ) گلہارا روڈ کراچی

• جمعیت دہلی صدر لقی برادری پاکستان ٹھکانی کپاؤنڈ ایم اے جناح روڈ کراچی

• عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ (ریسٹریڈ) چھیک ٹھکان شہرفون نمبر ۶۶۵

• اس کے مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات اور مشورہ ہمیں تحریر فرمائیں

• ریپبلٹ مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات اور احباب کو بھی مطالعہ کے لئے پیش کریں۔

• آرٹیکل پر تنگ پرینٹنگ
• شائع ہونے والا ہے

بیت خودی بیک

بیت خودی بیک

10 SEP 1978
مناظرہ فضائل اور اہم مسائل
LABOR



ادارہ تعلیم الاسلام (رجسٹرڈ گلبھارہ کراچی)

شمارہ دوسرا

شمارہ ۲۰۰۰

صدقہ جاریہ

جب ہم نے کتابِ سنت کے تقاضوں کے خلاف کفر و شرک، بدعات و رسومات، خرافات و افسانے کو ترجیح دینی شروع کی ہے۔ دینی کو صرف عبادات کا مجموعہ تصور کر کے انطلاق و عبادت معاملات و معاشرت کو اس سے خارج کر دیا ہے اور اسلامی شعائر و اقدار کی بجائے ذرا بیزار و تہذیب کو اپنا شروع کیا ہے۔ سب سے ہم گونا گوں مصائب و فذاب میں گرفتار ہیں۔ تعلیم دین کی کمی کی وجہ سے ہماری اکثریت، معاملات و معاشرت کے متعلق شرعی مسائل اور دینی تقاضوں سے ناواقف ہے اور نہ خود واقفیت حاصل کرنے کیلئے اس کے پاس وقت ہے۔ حالانکہ دنیا و آخرت کی بہتری کیلئے ان کا جانا اشد ضروری ہے۔ اسی لئے جناب الحاج محمد منصور الزمان صاحب صدر جمعیۃ و مسلمانی صدیقی برادری (پاکستان) کراچی نے اس بصیرت افروز معلومات افزا اور مفید سلسلہ مضامین کی تالیف و نشر و اشاعت کا اہتمام کیا ہے جس کا پڑھنا اور پڑھانا باعثِ ترقی ہے۔

آپ بھی اسے خود شائع کر کے تقسیم کر سکتے ہیں یا ہماری معرفت پر طبع کر کے تقسیم کر سکتے ہیں اور اس طرح گھر بیٹھے تبلیغ دین کا فرض کفایہ ادا کر سکتے ہیں جس کے لئے سرکارِ دو جہاں صلوات اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا فرمائی ہے کہ:

”انذا اس آدمی کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سن کر یاد کی
پھر انہیں ان لوگوں تک پہنچا دیا جنہوں نے نہ سنی تھی۔“

ان رسائل کی نشر و اشاعت صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہمارے ہاں چونکہ ان کی اشاعت کا پورا انتظام ہے اس لئے یہ ہمارے ہاں جلد باآسانی اور بازعایت چھپ سکتے ہیں۔

منشی عبدالرحمن خان شاہ علی دارالاشاعت علوم اسلامیہ پبلیکیشن بلقان شہر

نماز کے فضائل، احکام اور مسائل

(از جناب محمد منصور الزماں صاحب صدیقی کراچی)

نماز اسلام کے بنیادی ارکان میں سب سے اہم رکن ہے۔ اسکا انکار کرنے والا کافر اور دین سے خارج ہے۔ اس پر عمل نہ کرنے والا سخت گنہگار اور دین سے خارج ہونے کے قریب ہے۔ نماز ہی ایسا رکن ہے کہ جس کے بارہ میں قرآن کریم میں کم و بیش ایک سو بار حکم ہوا ہے۔ ایسا کسی دوسرے رکن کیلئے نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ عالی صرف ایک مرتبہ جس کام کے کرنے ارشادِ باری تعالیٰ کیلئے یا جس بات سے منع کرنے کیلئے آیا ہو وہ حکم بجالانا فرض اور اصل ایمان ہے۔ لیکن نماز کے لئے کم و بیش سو مرتبہ حکم سے اس کی اہمیت ظاہر ہے۔

نماز کے لئے حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

”نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے“ نماز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ عبادت ہے۔ اس کے علاوہ بیسٹا احادیث نماز کے بارہ میں موجود ہیں نماز نہ پڑھنے والوں کے لئے فرمایا کہ جو نماز نہیں پڑھتا وہ نصرانی ہو کر مرے یا یہودی دوسری بار ارشاد ہوا کہ:۔

”نماز مومن اور کافر کے درمیان فرق ہے“ (مفہوم)

یعنی کافر اور مسلمان میں امتیاز اور فرق نماز کا ہے۔ کیونکہ نماز ہی مومن کی پہچان ہے۔

معراج مومن | نماز ملت اسلامیہ کے لئے معراج ہے۔ اس عبادت میں بندہ اپنے خالق کے قریب ہوتا ہے۔ بشرطیکہ صحیح معنوں میں خیال اور

عمل کی پاکیزگی کے ساتھ نماز ادا کی جائے اور صحیح نماز یہ ہے کہ نماز ادا کرنے والا یہ محسوس کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ یہ کیفیت ہی معراج ہے۔ یہ نماز کا اعجاز اور انعام ہے۔ نماز کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا یہ محسوس کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہے ہیں۔ ایسا محسوس کرنے والا بھی حتی الامکان نماز کی ادائیگی خاطر خواہ کرے گا۔ کیونکہ مالک کے سامنے غلام جو کام کرے گا احتیاط سے کرے گا۔

نماز کیسا ہے | نماز اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اسکی بزرگی کا بیان ہے نماز اپنے عجز اور اپنی کمزوری کا اعتراف ہے۔ نماز اپنے خالق اور مالک کے

حضور حاضر ہونا اور اپنے دین و دنیا کے لئے نعمتیں طلب کرنا ہے۔ یعنی فرض بھی ادا ہو گیا اور انعام بھی حاصل کر لیا۔ نماز کی دعاؤں میں یہی مضامین ہیں۔

نماز سب کیلئے | نماز صرف انسان ہی ادا نہیں کرتا بلکہ شجر و حجر۔ چرند پرند وحشی اور جنگلی جانور۔ تمام مخلوق نماز یعنی اللہ تعالیٰ کی حمد و

ثنا ادا کرتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **كُلُّ شَيْءٍ قَدْ عَلِيمٌ صَلَوَاتُهُ وَتَسْبِيحُهُ** یعنی ہر ایک نے اپنی نماز اور تسبیح کو جان لیا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ

علیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ درختوں کی نماز قیام ہے۔ انکا سیدھا کھڑا ہونا انکی نماز ہے۔ گویا نماز میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہیں۔ چوپائے۔ چرند و درند بہانیم اور وحشی

حالت رکوع میں ہیں۔ یہ انکی نماز ہے۔

حشرات الارض۔ سانپ۔ بچھو۔ چھپکلی اور کیڑے مکوڑے بحالت سجدہ ہیں۔ یہی انکی نماز ہے۔ پہاڑ بحالت تشہد و قعود ہیں۔ گویا التحیات پڑھ رہے ہیں۔ پرندوں کی نماز اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر اڑنا ہے گویا ابھی قیام تھا۔ اب رکوع ہوا۔ اب سجدہ ہوا اسکے بعد پھر قیام میں چلے گئے۔ یہی پرندوں کی نماز ہے۔ سیاروں اور آسمانوں کی گردش اور دوران انکی نماز ہے۔ ایک نقطہ سے گھوم کر پھر اسی جگہ واپس آتے ہیں جیسا کہ انسان ایک رکعت ادا کر کے پھر واپس حالت قیام میں آتا ہے۔ غرض کہ ساری کائنات اور مخلوق حق تعالیٰ شانہ کی نماز اور تسبیح کرتے ہیں۔

انسان اشرف المخلوقات اور زمین پر اللہ اشرف المخلوقات کی نماز

رکوع تشہد قعود سجدہ سب ہی ادا کر کے مکمل ہوتی ہے۔

نماز کی خصوصیت اور فضیلت اس طرح سمجھئے کہ اسلامی عقاید اور تمام بنیادی ارکان کے جزئیات نماز میں شامل ہیں۔ یعنی بنیادی ارکان اسلامی توحید۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ اور حج ہر رکن نماز میں شامل ہے۔

نمبر ۱۔ عقیدہ توحید اور اللہ تعالیٰ کی بزرگی کا اقرار خود نماز کی نیت ہے۔ یعنی نماز اللہ کی عبادت کھیلنے ادا کی جاتی ہے۔ نمبر ۲۔ روزہ میں کھانا پینا اور جماع حرام ہے۔ نماز میں بھی یہی صورت ہے۔ بلکہ اس میں سلام و کلام بھی ممنوع ہے۔

اس طرح روزہ کا حصہ بھی نماز میں شامل ہو گیا۔ نمبر ۳۔ زکوٰۃ مال کو صاف و پاک کرنے
 کھلنے ادا کی جاتی ہے۔ نماز جسمانی زکوٰۃ ہے۔ جسم اور لباس پاک نہ ہو تو نماز ادا نہیں
 ہوتی۔ زکوٰۃ بھی تزکیہ نفس ہے۔ نماز بھی تزکیہ نفس ہے۔ نمبر ۴۔ حج ایک مجاہدہ ہے
 جسمانی اور مالی دونوں طرح تزکیہ ہے۔ نماز بھی پورا مجاہدہ ہے۔ پانچ وقت پابندی
 اوقات کے ساتھ نماز ادا کرنا۔ مسجد میں جانا اور اپنے آرام کو چھوڑ کر وقت پر نماز
 ادا کرنا مجاہدہ ہی ہے۔ اس طرح حج کا بھی جز شامل ہو جاتا ہے۔

اس طرح جو شخص نماز ادا کرتا ہے وہ نماز کے اوقات میں روزہ بھی رکھتا ہے۔
 جسمانی زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہے اور حج کا مجاہدہ بھی پورا کرتا ہے۔

روزہ سفر اور علالت میں ملتوی ہو جاتا ہے۔ زکوٰۃ صرف صاحب نصاب

پر واجب ہے اور حج کے لئے سفر خرچ کی استطاعت اور صحت مند ہونے کی شرط

ہے۔ یعنی نابینا۔ لنگڑا۔ معذور۔ محتاج اور غریب آدمی پر حج فرض نہیں ہے۔

زکوٰۃ بھی صرف مالدار پر فرض ہے۔ غریب پر نہیں ہے۔ لیکن نماز ہر ذمی ہوش عاقل

بالغ پر فرض ہے۔ بوڑھا جوان عورت۔ مرد۔ امیر۔ غریب۔ مالدار۔ مفلس۔ معذور

محتاج۔ نابینا۔ غرض کہ ہر مسلمان پر نماز فرض ہے۔ حتیٰ کہ بیمار پر بھی نماز فرض ہے۔

حج عمر میں ایک بار فرض ہے۔ نماز ہر روز ہر دن پانچ مرتبہ ادا کرنا فرض

ہے۔ کھڑے ہو کر ادا نہ کر سکے تو بیٹھ کر ادا کرے۔ یہ بھی ہمت نہ ہو تو لیٹ کر

نماز ادا کرے۔ بحالت مجبوری اشاروں سے ادا کرے۔ جماعت سے ہمت نہ

ہو تو تنہا ادا کرے۔ سفر میں ہو تو قصر ادا کرے۔ غرض کہ بلوغت سے موت تک

ہر نماز فرض ہے۔ جسکو ادا کرنا ضروری ہے۔

باجماعت نماز ادا کرنے والا وقت کا پابند اور ایفائے
عہد کا عادی ہو جاتا ہے۔ پڑوس کی شادی وغنی سے

باخبر اور ہمسایہ کی خیر و عافیت کا علم ہو جاتا ہے۔ نماز ادا کرنے والا پاک صاف
رہتا ہے۔ اس کا لباس اور جسم غلاظتوں سے پاک رہتا ہے۔

دن میں پانچ بار وضو کرنے والا صاف ستھرا اور میل کچیل سے محفوظ رہتا ہے
نمازی آدمی بے حیائی اور فحش باتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اسکی روزی میں برکت
ہوتی ہے۔ غرضکہ دین و دنیا کے بیشمار فوائد ہیں۔

سب سے بڑا فائدہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ
دین کے فائدے

علیہ وسلم کی خوشنودی کا حاصل ہونا ہے۔ کہ یہی انسان
کی کامیابی ہے۔ اس خوشنودی کا حاصل ہو جانا ہی زندگی کا مقصد ہے۔ یوم حساب
یعنی قیامت کے دن سب سے پہلا سوال نماز کا ہوگا۔ جس کا یہ جواب درست
ہو گیا۔ امید ہے اسکے دوسرے جوابات بھی درست ہونگے اور جس کا یہ جواب غلط
ہوا اسکا ہر جواب غلط ہو جائے گا۔

روزِ محشر کہ جاں گداز بود

اولیں پرکشش نماز بود

نماز کی اہمیت کے پیش نظر شیطانی وسوسے بھی اس قدر ہیں
شیطانی وسوسہ

کہ جن کا شمار نہیں۔ نماز فرض ہے۔ ہر حال میں فرض ہے۔
اسکی ادائیگی ہونی چاہیے۔ بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ نماز دل
سے ہوتی ہے۔ دکھاوے کی نماز کیا پڑھیں۔ جب توفیق ہوگی دل سے ادا کریں

گے۔ یہ بھی دوسرے شیطانی ہے۔

دنیا میں بہت سے فرائض دل سے ادا نہیں کئے جاتے۔ لیکن فرض کی اہمیت کے پیش نظر ادا کرنا پڑتے ہیں۔ یہ صورت ابتدائی ہوتی ہے۔ جب فرض کی پکار محسوس ہوتی ہے اور اسکی ادائیگی کی لگن ہو جاتی ہے تو ہر حال میں اس کی ادائیگی فرحت بخش اور سکون قلب کا باعث ہوتی ہے۔

کبھی آپ نے غور کیا ہو تو آپ محسوس کریں گے کہ چوراہے اللہ کا سپاہی پر ڈیوٹی ادا کرنے والا ٹریفک کا سپاہی ہر موسم اور ہر حال میں ڈیوٹی ادا کرتا ہے۔ سخت گرمی میں۔ دوپہر کی شدید دھوپ میں۔ جاڑے کی صبح و شام میں برسات کے موسم میں غرضکہ ہر موسم میں ہر حالت میں اپنی ڈیوٹی ادا کرتا ہے۔

یقیناً بعض حالات میں یہ بھی آرام کرنا پسند کرتا ہے۔ لیکن معمولی معاوضہ کے عوض جو فرض سونپا گیا ہے اسکو ادا کرتا ہے۔ ادائیگی فرض کے بعد آرام کا مرحلہ آتا ہے۔ اپنے فرض کی ادائیگی دل سے کرتا ہے تو انعام و اکرام اور ترقی کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اگر صرف فرض کی ادائیگی کے جذبہ کے تحت ڈیوٹی انجام دیتا ہے۔ تب بھی ڈیوٹی سے غافل نہیں ہوتا۔ خواہ موسم کتنا ہی تکلیف دہ اور صبر آزما ہو۔ ادائیگی فرض سے کوتاہی سرزنش اور سزا کی موجب ہے۔ اگر کسی وقت یہ شخص یہ کہہ دے کہ دل نہیں چاہتا۔ جب دل چاہے گا تو کام کروں گا تو کیا یہ ملازمت میں رہے گا۔ ظاہر ہے کہ اسکی ملازمت ختم کر دی جائے گی۔ ہاں خاص حالات اور ضرورت کے تحت رخصت حاصل ہو سکتی ہے۔

یہی صورت ہم نماز پاؤں اور دیگر شعائر اسلامی کے لئے اپنی ذات پر سمجھ لیں تو فیصلہ کرنے میں آسانی ہو جائے گی۔ مسلمان اللہ کا سپاہی ہے۔ اور اس کا انعام و اکرام بھی ملے گا۔

تذکرہ نفس بنیادی طور پر ادائیگی فرض کے لئے دل کا چاہنا ضروری نہیں۔ بغیر اسکے بھی فرض ادا کرنا پڑے گا۔ ہاں فرض کی محبت ہو جائے اور اسکی تکمیل میں فرحت ہونے لگے تو یہ انعام و اکرام کا موجب ہو جائے گا۔ گویا مزید ترقی و اکرام حاصل ہوگا۔ بنیادی طور پر ادائیگی فرض اپنی جگہ برقرار ہے۔ اسکا آپکی پسند اور ناپسند سے تعلق نہیں۔ دل یعنی نفس کے خلاف پابندی سے نماز ادا کرنا ہی تذکرہ نفس ہے۔ یہی صورت دیگر عبادات کے لئے ہے۔

بعض اصحاب مدت العزیمہ سوچتے رہتے ہیں کہ کل سے نماز شروع کریں گے۔ آج کپڑے ناپاک ہیں۔ کل غسل کر کے نماز پڑھوں گا یا اب کے جمعہ سے نماز شروع کروں گا یہ سب شیطانی دھوکہ ہے۔ جو لوگ اس طرح کہتے اور کرتے ہیں وہ کبھی عمل نہیں کرتے اور شیطان کے دھوکہ میں پھنس کر فرض سے غافل رہتے ہیں۔

کار خیر میں استخارہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جس وقت اور جس لمحہ توفیق الہی حاصل ہو اسی وقت اہتمام نماز میں مصروف ہو جائے۔ غسل یا وضو کی ضرورت ہو تو غسل اور وضو کرے لباس غلیظ ہو تبدیل کرے۔ دھولے کچھ بھی کرے نماز ادا کرے۔ اس طرح فوری عمل آئندہ کے لئے آسانی پیدا کر دیگا۔ ورنہ وقت گذرتا جائیگا اور غفلت کے پردے پڑتے رہیں گے۔

نماز خالص جہانی اور روحانی عبادت ہے جو خود ہی ادا کرنی ہوگی۔
قضا عمری کوئی دوسرا اسکی طرف سے نماز ادا نہیں کر سکتا۔ زکوٰۃ ادا کرنے
 کیلئے وکیل مقرر کیا جا سکتا ہے۔ زکوٰۃ مال کی قیمت کے مطابق کم و بیش بھی ہو سکتی
 ہے۔ لیکن نماز پانچ وقت فرض ہے۔ اس میں کسی حال میں کمی نہیں نہ کوئی وکیل ادا
 کر سکتا ہے۔

حج کے لئے دوسرا آدمی جا کر حج بدل کر سکتا ہے (صرف ضعیف افراد اور
 محرم نہ رکھنے والی مستورات کے لئے) یا انتقال کے بعد حج بدل ہو سکتا ہے۔ نماز
 کا کوئی بدل نہیں۔ نماز خود ہی ادا کرنی ہوگی۔ حتیٰ کہ جو قضا ہو گئیں ہیں۔ ان کو
 بھی خود ادا کرنا ہوگا۔ البتہ بعد انتقال قضا عمری کا فدیہ ادا کیا جا سکتا ہے۔
 قضا عمری میں فرض اور واجب نماز ادا کرے خواہ مسلسل اور متواتر ادا کرے
 یا ہر روز کچھ نمازیں قضا عمری کی نیت سے ادا کرے۔

اول یہ حساب لگا لیا جائے کہ کب سے نمازیں قضا ہیں۔ اس عرصہ کی نمازیں
 ادا کرے۔ بہتر یہ ہے کہ ہر نماز کے ساتھ چند نمازیں ادا کرتا جائے۔

اسکی نیت اس طرح کرے کہ نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز
نیت قضا عمری فرض فجر جو میرے ذمہ سب سے پہلے کی باقی ہیں واسطے
 اللہ تعالیٰ کے منہ میرا کعبہ شریف کی طرف۔ اللہ اکبر۔ یعنی ہر نماز میں سب سے
 پہلے کی باقی ہے۔ کہے تو وہ سب سے پہلی نماز کی قضا ادا ہو جائے گی۔ اس طرح
 ہر روز جو نماز سب سے پہلی باقی ہوگی وہ ادا ہوتی جائے گی۔

قصار نمازوں کا فدیہ زندگی میں نہیں دیا جاسکتا۔ بعد انتقال اگر وصیت
فدیہ ہے تو حصہ ثلث میں سے ادا کیا جاسکتا ہے۔ ورنہ اپنی مرضی سے بھی دے
 سکتے ہیں۔ اولاد اپنے والدین اور اجداد کی مغفرت کے لئے خود اپنی طرف سے
 اپنے مال سے فدیہ ادا کر سکتی ہے۔ یہ انکی طرف سے ہدیہ ہوگا۔ والدین کا ورثہ حاصل
 کرنے والی اولاد کو خاص طور پر یہ ہدیہ پیش کرنا چاہیے۔ یوں بھی یہ سعادت ہے۔
 یہ بھی قرض ہے جو مرحوم والدین پر باقی ہے۔ اگر اولاد ادا کر دے تو اس کو بھی اجر و
 ثواب ہے۔ اور والدین کی خدمت کا حق بھی ادا ہوگا۔ اولاد کے علاوہ بھی دست
 احباب۔ عزیز و اقربا فدیہ ادا کر سکتے ہیں۔

پرنے دو سیر گیہوں ہر نماز اور ہر روزہ کھیلے فدیہ ہے۔
فدیہ کس طرح ادا ہو | ایک دن کی چھ نمازیں ہوتی ہیں۔ یعنی پانچ فرض، ایک
 واجب۔ اس طرح ساڑھے دو سیر گیہوں یا اسکی بازار کے بھاؤ سے قیمت ہر دن
 کے لئے فدیہ ہوتی ہے۔

روزہ کے لئے بھی یہی فدیہ ہے۔ یعنی ہر فرض روزہ کے عوض پرنے دو سیر گیہوں
 فدیہ کی جائے گی۔ روزہ کا فدیہ ضعیف ناتواں خود اپنی زندگی میں ادا کر سکتا ہے۔
 نماز کا ادا نہیں کر سکتا۔

سات چیزیں شرائط نماز ہیں۔ انکے بغیر نماز نہیں ہوتی۔
شرائط نماز | ۱۔ جسم کا پاک ہونا۔ ۲۔ جسم پر استعمال کا لباس پاک ہونا۔
 ۳۔ نماز کی جگہ کا پاک ہونا۔ ۴۔ قبلہ رو ہو کر نماز ادا کرنا۔ ۵۔ ستر کو چھپانا۔
 ۶۔ نماز کا وقت ہونا۔ ۷۔ نماز کی نیت کرنا۔

جسم کی پاکی غسل اور وضو سے ہوتی ہے۔ اگر غسل کی حاجت ہے تو غسل لازم ہے ورنہ وضو کرنا ضروری ہے۔

سترِ رجال | شرط نمبر ۵ یعنی ستر کے بارہ میں وضاحت ضروری ہے۔ مرد کا ستر ناف سے گھٹنے تک ہے۔ ناف کا نشان اور گھٹنے کی نیچے والی آخری ہڈی کہ جس کے بعد پنڈلی شروع ہوتی ہے، ستر میں شامل ہے یعنی اتنے حصہ کا چھپانا لازم اور فرض ہے۔ ورنہ نماز نہیں ہوگی۔

تہمدا استعمال کرنے والے حضرات اور احرام پوش حاجی صاحبان خصوصیت سے توجہ فرمائیں۔ ناف کا نشان کھلا رہنا بھی نماز نہ ہونیکا باعث ہوگا۔ اور اگر اس حالت میں طواف کیا تو وہ بھی نہیں ہوگا۔ بلکہ اس صورت میں مسجد میں جانا بھی منع ہے اور موجب عتاب ہے۔ ایسا کرنا حرام ہے۔

سترِ مستورات | مستورات کا ستر ازکا تمام جسم ہے۔ چہرہ۔ پیشانی سے حلقوم تک دونوں ہاتھ گٹھوں کے بعد سے یعنی ہتھیلیاں اور انکی پشت دونوں پیر یعنی ٹخنوں کے بعد تلوسے اور پیر کھلے رہ سکتے ہیں باقی تمام جسم اور سر ستر میں شامل ہے۔

افسوس ہے کہ ہر گھر میں خواہ وہ دیندار اور حاجی نمازی خاندان ہو، وہاں بھی اسکا احساس نہیں اور مستورات بغیر ستر کے رشتہ داروں اور ملازمین کے سامنے ہوتی ہیں۔ اس حالت میں نماز بھی نہیں ہوتی۔

نماز کے لئے ستر پوشی شرط ہے۔ اگر کوئی خاتون ایسا لباس پہنے کہ اسکی کلاسیاں کھلی ہوں یا ایسا دوپٹہ باریک اوڑھے کہ جس سے سر کے بالوں کا رنگ

جھلکتا ہو تو نماز نہیں ہوگی کہ یہ ستر کے خلاف ہے۔

گریبان آگے پیچھے سے کھلا ہو یا اس قدر بڑا ہو کہ جسم نظر آتا ہو تو بے حیائی

اور بے شرمی ہے۔ پورے سر کا چھپانا اور جسم کا پردہ میں رہنا ضروری ہے۔

احتیاط کی ضرورت ہے کہ مسئلہ سے ناواقفیت عمر بھر کی نماز اور عبادت کو ضائع کر

رہی ہے۔ نماز ادا کرنی ہے تو نماز کی شرائط کے مطابق ادا ہوگی۔ بے وضو نماز پڑھنا

اور ستر کا کھلا ہونا دونوں یکساں ہیں۔ دونوں میں نماز نہیں ہوگی۔

عام حالت میں بے وضو رہنا گناہ نہیں لیکن عام حالت میں بھی ستر کا کھلا

ہونا سخت گناہ اور بے حیائی ہے۔ اور حرام ہے۔

نماز میں چھ ارکان ہیں۔ ان کو فرائض نماز کہتے ہیں۔ اسکے

ترک ہو جانے سے نماز نہیں ہوگی۔

نماز کے فرض

۱۔ تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہہ کر نماز کی نیت باندھنا۔

۲۔ قیام۔ یعنی نیت کے بعد ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا۔

۳۔ تلاوت۔ حالت قیام میں قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔

۴۔ رکوع کرنا۔

۵۔ ہر رکعت میں دو سجدے کرنا۔

۶۔ قعدہ آخر۔ یعنی سلام پھیرنے سے قبل التحیات پڑھنا۔

ان میں کوئی چیز رہ جائے گی تو نماز نہیں ہوگی۔

نماز میں مندرجہ ذیل چودہ واجبات ہیں۔ ان کے

واجبات نماز ترک ہونے پر سجدہ سہو کرنا لازم ہے۔

۱۔ سورۃ فاتحہ پڑھنا۔

۲۔ دوسری سورۃ سے قبل سورہ فاتحہ پڑھنا۔

۳۔ فرض کی پہلی دو رکعتوں اور سنت نفل واجب نمازوں میں ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی دوسری سورت یا آیت تلاوت کرنا۔

۴۔ قومہ۔ یعنی رکوع سے اٹھکر سیدھا کھڑا ہونا۔

۵۔ جلسہ۔ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔

۶۔ تعدیل ارکان۔ یعنی بدکوع سجدہ اور دیگر سب ارکان بسہولت اور کھڑے کھڑے کرنا۔

۷۔ ترتیب۔ یعنی نماز کے ارکان میں ترتیب کا خیال رکھنا۔

۸۔ تین اور چار رکعت والی نمازوں میں دو رکعت کے بعد التحيات پڑھنا۔

۹۔ دو رکعت کے بعد بھی اور تیسری یا چوتھی رکعت میں قعدہ میں التحيات پڑھنا۔

۱۰۔ التحيات کے بعد تیسری رکعت کھلے فوری کھڑا ہونا (اگر تین یا چار رکعت کی نماز ہے)۔

۱۱۔ نماز میں قرأت بھری اور خفی کا خیال رکھنا یعنی جس میں بلند آواز سے تلاوت ہو۔ اس میں بلند آواز سے تلاوت کرنا اور دوسری میں خفی تلاوت کرنا۔

۱۲۔ سلام کہہ کر نماز سے سلام پھیرنا۔

۱۳۔ وتر نماز کے لئے دعا قنوت سے قبل تیسری رکعت میں تکبیر کہنا اور

رکوع سے قبل دعا قنوت پڑھنا۔

۱۴۔ نماز عیدین میں چھ تکبیریں زیادہ کہنا۔

یہ چودہ ارکان واجب ہیں۔ اسکے ترک کی صورت اور تاخیر کرنے میں یعنی غلطی سے کوئی رہ جائے یا تاخیر سے ادا کرے تو سجدہ سہو کرنا ضروری ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔

سجدہ سہو | سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے آخر میں جب التحیات پڑھ لے تو درود شریف اور دعا سے قبل سیدھی جانب ایک سلام پھیر کر سجدہ کرے۔ اس سجدہ کے بعد پھر التحیات پڑھ کر معمول کے مطابق درود شریف، دعا وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے۔ یہ سجدہ سہو کہلاتا ہے۔ جن کاموں کے کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ وہ مفسدات **مفسدات نماز** کہلاتے ہیں۔ انکی مختصر فہرست درج ذیل ہے۔

حالت نماز میں بات کرنا۔ سلام کا جواب دینا۔ پھینک پرا الحمد للہ کہنا یا کسی بھی عنوان سے کوئی ایسا کلمہ ادا کرنا جو نماز سے متعلق نہ ہو۔ درو یا تکلیف سے آہ اُف کرنا۔ اپنے امام کے سوا کسی اور کو غلطی پر لقمہ دینا۔ دیکھ کر قرآن شریف کی تلاوت کرنا۔ قرآن شریف کی تلاوت میں ایسی غلطی کرنا کہ جس سے معنی تبدیل ہو جائیں۔ قصداً یا سہواً کھانا پینا۔ قبلہ کی جانب سے بلا عذر رخ تبدیل کر لینا۔ نماز پڑھتے میں صفوں سے آگے پیچھے ہونا۔ ستر کھل جانے پر فوری درست نہ کرنا۔ ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا۔ مقتدی کا امام سے آگے بڑھ جانا۔ نماز میں ایسی دعا کرنا کہ جو عادتاً کسی آدمی سے چیز مانگنے میں کی جاتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

نقشہ نماز فرض

نام	اکل رکعات	سنت قبل فرض	فرض	سنت بعد فرض	واجب	نفل
فجر	۲	۲ مؤکدہ	۲ جہری	×	×	×
ظہر	۱۲	۲ مؤکدہ	۲ خفی	۲ مؤکدہ	×	۲
عصر	۸	۲ غیر مؤکدہ	۲ خفی	×	×	×
مغرب	۷	×	۳ جہری	۲ مؤکدہ	×	۲
عشاء	۱۷	۲ غیر مؤکدہ	۲ جہری	۲ مؤکدہ	۳ وتر	۲-۲ دو وتر سے قبل دو بعد میں
جمعہ	۱۲	۲ مؤکدہ	۲ جہری	۲-۲ مؤکدہ	×	۲

سنت مؤکدہ ادا کرنا ضروری ہیں۔ غیر مؤکدہ اور نفل اختیاری ہیں۔ تمام سنتیں اور نوافل اور ظہر و عصر کے فرض خفی تلاوت والے ہیں۔ فجر، مغرب، عشاء اور نماز جمعہ میں قرأت جہری ہے۔ اکیلا نماز ادا کرنے والا ان نمازوں میں خفی تلاوت کرے۔ نیز نماز جمعہ تنہا نہیں پڑھ سکتا۔ جمعہ قضا ہو جائے تو ظہر کے فرض پڑھنا ہونگے۔

اوقات نماز

فجر۔ صبح صادق کے بعد سے طلوع آفتاب تک۔ افضل وقت طلوع سے آتی دیر قبل ہے کہ اگر نماز میں غلطی ہو جائے اور نماز دہرائی پڑے تو سہولت سے نماز ادا کر لی جائے۔

اشراق۔ طلوع آفتاب کے بعد اس وقت جب آفتاب بلند ہو جائے۔ دو رکعت نفل

نماز اشراق کہلاتے ہیں۔

چاشت۔ زوال آفتاب سے قبل چار رکعت نفل ادا کرنا۔ اسکا وقت زوال آفتاب سے قبل تک ہے۔

ظہر۔ زوال آفتاب کے بعد سے اسوقت تک جب سایہ ڈیوڑھا ہو جائے۔ ظہر کا وقت ہے۔

عصر۔ سایہ دوگنا ہونے سے شروع ہو کر غروب آفتاب تک عصر کا وقت ہے۔ مغرب۔ غروب آفتاب سے اسوقت تک کہ جب شفق آسمان پر نظر آئے۔ مغرب کا وقت ہے۔

ادابین۔ مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعت نفل ادا کرنا ادابین کی نماز ہے۔ عشاء۔ شفق کے غروب ہونے کے بعد نصف شب تک وقت ہے۔

تہجد۔ رات کو سو کر اٹھنے کے بعد نصف شب سے صبح صادق تک ۸ رکعت نفل نماز تہجد ہے۔

طلوع۔ زوال اور غروب آفتاب کے وقت نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک فجر کی نماز کے علاوہ نوافل وغیرہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ اسی طرح عصر کی نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک نوافل نہ پڑھیں البتہ ان اوقات میں قضا نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں۔

احتیاط لازم ہے۔ اس کے بعد وضو کرے اور قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھے۔ نماز میں تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر جس سے نماز شروع ہوتی ہے۔ کہنا ضروری ہے۔ یہ فرض

بے تکبیر تحریمہ اور نیت نماز ضروری ہے۔

نماز ترتیب اور سکون و آرام سے ادا کرنا چاہیے۔ تعدیل ارکان یعنی ٹھہر ٹھہر کر آرام سے نماز ادا کرنا واجب ہے اور کسی واجب کا ترک نماز کو ختم کرنے کے مصداق ہے۔ بعض لوگ رکوع کے بعد سیدھے کھڑے نہیں ہوتے بلکہ نیم استادہ ہو کر یعنی برائے نام رکوع سے سر اٹھا کر سجدہ میں چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان سکون سے نہیں بیٹھتے بلکہ ریل گاڑی کی طرح عجلت کرتے ہیں۔ یہ دونوں صورتیں غلط ہیں۔ قومہ یعنی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا اور جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان سکون سے بیٹھنا واجب ہے اور چونکہ عادتاً اس طرح کیا جاتا ہے۔ سجدہ سہو کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ اسلئے نماز نہیں ہوتی۔ اس میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

سجدہ میں پیشانی اور ناک دونوں کا زمین پر ہونا ضروری ہے۔ سجدوں میں دونوں پیروں کی انگلیاں زمین پر سیدھی کھڑی رہنی چاہئیں ورنہ سجدہ درست نہیں ہوگا۔

نماز میں سکون اور اطمینان ہونا چاہیے۔ اسی لئے حکم ہے **حق عبادت** کہ بھوک پیاس اور حوائج ضروریہ محسوس ہوں تو ان سے

فراغت پا کر سکون سے نماز ادا کرے۔ نماز میں قرآن کریم کی تلاوت اس لحاظ سے بھی سکون اور آرام سے کرنی چاہیے کہ قرآن کریم کی تلاوت کے لئے ترتیل کا حکم ہے۔ یعنی ٹھہر ٹھہر کر آرام سے الفاظ اور مخزن کی ادائیگی کے ساتھ تلاوت کرنی چاہیے۔

عجلت کے ساتھ جلدی میں صحیح تلفظ ادا نہیں ہوتا۔ سکون کے ساتھ تلاوت کرنی چاہیے۔ اس کے بعد رکوع۔ قومہ۔ سجدہ۔ جلسہ ہر موقعہ پر اتنی دیر ٹھہرنا چاہیے کہ ایک سانس آجائے۔ یہ کم سے کم ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ ایک ہی سانس میں رکوع، قومہ، سجدہ، جلسہ سب کچھ طے کر دیا جائے۔ اس طرح نماز نہیں ہوتی۔ بلکہ نماز کی نقل ہوتی ہے۔

روزِ محشر بہت سے نمازیوں کی نمازیں انکے منہ پر ماری جائیں گی اور نماز یہ درخواست کرے گی کہ جب طرح دنیا میں اس نے میرا حشر کیا ہے اسی طرح اسکا کیا جائے۔ اغلب یہ ہے کہ یہ نمازیں یہی ہونگی کہ جو رکوع اور سجدہ اور تلاوت کا حق ادا کئے بغیر ادا کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اصل نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نماز جماعت سے ادا کرنی ضروری ہے۔ اس میں بھی دوسرے ہوتے

جماعت ہیں کہ اس امام کے پیچھے جائز ہے۔ اس کے پیچھے جائز نہیں۔ حقیقت صرف یہ ہے کہ امام عالم اور حافظ ہو تو افضل ہے ورنہ باشرع اور دیندار ہونا کافی ہے۔ مذہبی عقیدہ۔ رنگ۔ نسل اس میں مانع نہیں ہے۔ ایک متقی اور دیندار غلام بھی جماعت کا امام ہو سکتا ہے۔

باجماعت نماز ادا کرنے میں صاف سیدھی ہو۔ سب کی اڑیاں ایک لائن میں ہوں۔ شانہ بہ شانہ یعنی کاندھے ملا کر کھڑے ہوں۔ ٹخنے کھلے ہوں یعنی شلوار پتلون اور پاجامے کی موریوں ٹخنوں سے اوپر ہوں۔ آجکل ان چیزوں کی احتیاط نہیں ہوتی۔ بالخصوص جمعہ اور عیدین میں درمیان میں جگہ باقی رہ جاتی ہے۔ نمازی الگ الگ کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ صورت بنیادی طریق نماز کے خلاف ہے۔

— اگر جماعت کھڑی ہو چکی ہے اور کوئی بعد میں پہنچے تو پہلے امام کے ساتھ شریک ہو کر جس قدر نماز باقی ہو، اسے جماعت سے ادا کرے۔ امام کی نماز ختم ہونے کے بعد کھڑے ہو کر اپنی گئی ہوئی رکعتیں منفرد کی طرح قرأتِ صحیفہ کے ساتھ ادا کرے۔ اگر ان رکعتوں میں کوئی سہو ہو جائے تو سجدہ سہو ادا کرے۔ گئی ہوئی رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرے کہ پہلے قرأتِ والی اور پھر بے قرأت کی پڑھے۔ مثلاً ظہر کی نماز میں تین رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شریک ہوا، تو اسکو چاہیے کہ امام کے سلام پھیر لینے کے بعد کھڑا ہو جائے اور گئی ہوئی تین رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت ملا کر رکوع و سجدہ کر کے قعدہ کرے یعنی بیٹھ کر التحیات پڑھے۔ اسلئے کہ یہ اس میں ملی ہوئی رکعت کے حساب سے دوسری ہوگی۔ اور پھر دوسری رکعت میں بھی سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت ملائے۔ اسکے بعد قعدہ نہ کرے یعنی نہ بیٹھے۔ کیونکہ یہ رکعت، اس میں ملی ہوئی رکعت کے حساب سے تیسری ہے۔ تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت نہ ملائے۔ کیونکہ یہ رکعت قرأت کی نہ تھی اور اس میں قعدہ کرے کہ یہ آخری قعدہ ہے۔

لباس | نماز کے لئے لیش شرط اور پتلون پہن کر مسجد میں آنا نامناسب ہے بحالت مجبوری جائز ہے۔ نماز ہو جاتی ہے۔ لیکن عام حالت میں یہ لباس انتہائی نامناسب ہے۔ اول تو یہ لباس ہی مسلمانوں کا نہیں ہے۔ غیر مسلموں کی نقل ہے۔ دوم یہ کہ اس لباس کی فننگ ہی اتنی چست ہوتی ہے کہ اعضاء کی نمائش کا اعلان ہوتا ہے جو حد درجہ غلط ہے۔ آپ کے آگے کوئی

صاحب پتلون پہنکر نماز پڑھ رہے ہوں تو انکی پشت سجدہ میں جو صورت ظاہر کرے گی۔ کیا آپ پسند کریں گے کہ خود آپ بھی دوسروں کو ایسے نظر آئیں۔ مبارکنا جو ٹخنوں تک آتا ہے۔ جسکا رواج آج بھی سرحد اور سندھ و پنجاب کے اندرونی علاقوں میں ہے، نہایت سائر لباس ہے۔ اس کرتے سے سڑیں ڈھک جاتے ہیں اور اگر کبھی اتفاقیہ تہمد یا پا جامہ پھٹتا ہو تو وہ بھی چھپ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے گھر مہمان بنکر آنے والے اور اسکی عبادت کے وقت خاص پر حاضر ہونے والوں کا لباس اور طریق کار مسلمانوں جیسا تو ہونا چاہیے بلکہ جس طرح آپ اپنے اعلیٰ افسروں۔ حاکموں یا آقاؤں کے سامنے اچھے سے اچھے لباس میں جاتے ہیں۔ اسی طرح حکم الٰہی کے دربار میں حاضری کے وقت اچھے سے اچھا لباس زیب تن کر کے جانا چاہیے۔

نماز کے سلسلہ میں کتابوں میں جو اصطلاحات آتی ہیں۔ ان

اصطلاحات کے معنی درج ذیل ہیں :-

تبکیر تحریمہ: پہلی تبکیر جس سے نماز شروع کی جاتی ہے۔

ثنا: سبحان کلہم و بحمدک و تبارک۔

تعوذ: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

تسمیہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

تعوذین: قرآن کریم کی آخری دو صورتیں۔ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔

قیام: نیت باندھ کر کھڑا ہونا۔

قومہ: رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا۔

جلسہ: دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔

قعدہ، دوسری یا تیسری چوتھی رکعت میں بیٹھنا۔ قعود اسکی جمع ہے۔

تشریح: التحیات پڑھنا۔

لقمہ دینا، امام کی غلطی پر اسکو بتانا۔

سنت مؤکدہ، ایسی سنتیں جنکا پڑھنا ضروری ہے۔

سنت غیر مؤکدہ، اختیاری سنتیں جنکا پڑھنا نہ پڑھنا اختیاری ہے۔ پڑھنا افضل ہے۔

مفسدات نماز، جس سے نماز نہیں ہوتی۔

مکروہات نماز، جس سے نماز تو ہو جاتی ہے لیکن کمی رہتی ہے۔

تعدیل ارکان، یعنی ٹھہر ٹھہر کر آرام و سکون سے ارکان ادا کرنا۔

طہارت کے احکام و مسائل

نماز کے لئے طہارت اور وضو لازم ہے۔ اب ان کے مسائل اور طریق کار پر

بھی غور کرنا لازم ہے۔ کیونکہ طہارت عبادت کی بنیاد ہے۔

صفائی اور پاکیزگی کو عربی میں طہارت کہا جاتا ہے۔ چوڑا سو برس قبل

طہارت | جب دنیا جہالت کی تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ صحرا عرب میں

اسلام کی روشنی پھیلی۔ اس روشنی میں جس تہذیب نے جنم لیا اس میں جہالتی صفائی

اور پاکیزگی کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔

اسلام نے صفائی اور طہارت کا جو معیار قائم کیا ہے۔ وہ دنیا

نصف ایمان | کی ہر قوم سے بہتر اور اعلیٰ ہے۔ طہارت نصف ایمان ہے۔

جسمانی صفائی اور پاکیزگی روحانی صفائی اور پاکیزگی کا پیش خیمہ ہے۔
 طہارت کی اہمیت اس امر سے واضح ہے کہ بغیر طہارت کوئی عبادت مقبول
 نہیں ہے۔ مثلاً نماز بغیر وضو نہیں ہوتی اور وضو طہارت ہی کا ایک جز ہے۔
 طہارت اور صفائی جسم و لباس کے علاوہ قیام و طعام کی جگہ عبادت کی جگہ۔
 دفتر مکان۔ غرض کہ ہر مقام پر ضروری ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکیزہ رہنے والوں
ارشاد باری تعالیٰ کو پسند فرماتا ہے۔ حدیث شریف میں طہارت کو نصف
 ایمان فرمایا گیا ہے۔

طہارت کے طریق اور معیار کو سمجھنے کے لئے غلاظت سے بھی واقف ہونا
 ضروری ہے۔ جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ کس چیز سے احتیاط کی جائے۔ کونسی چیز
 گدی ہے۔ احتیاط کیسے ہو سکتی ہے۔

نماز کے لئے جس پاکیزگی اور طہارت کی ضرورت ہے۔ وہی معیار
اہم بات عام زندگی میں ہونا چاہیے۔ نوجوان طبقہ اور یورپین تہذیب سے
 متاثر افراد طہارت کے بنیادی اصولوں سے ناواقف ہو نیکی وجہ سے غسل جنابت
 تک نہیں کرتے اور اگر نہلتے بھی ہیں تو صرف جسم دھونا یعنی نہنا ہے۔ غسل کے
 ارکان ادا نہ کرنے کے باعث غلاظت برقرار رہتی ہے۔

اسلام نے نجاست کی دو قسمیں بتائی ہیں۔ نجاست
نجاست کی اقسام حکمیہ اور نجاست ظاہری۔ نجاست حکمی وہ ہے
 جو نظر نہ آئے۔ لیکن شریعت مظہرہ نے اسے نجاست قرار دیا ہے۔ اس کی بھی

دو قسمیں ہیں۔ حدتِ اکبر اور حدتِ اصغر۔

حدتِ اکبر سے غسل واجب ہوتا ہے۔ اسکی مثال غسل جنائیت کا واجب ہونا ہے۔ حدتِ اصغر کے بعد وضو واجب ہوتا ہے۔ مثلاً پیشاب پاخانہ کرنا یا ریح کا خارج ہونا۔

نجاستِ ظاہری وہ ہے جو نظر آرہی ہو۔ یعنی کپڑے یا جسم پر پیشاب پاخانہ خون شراب وغیرہ کا لگ جانا۔ اس میں بھی دو قسمیں ہیں۔ نجاستِ غلیظہ اور نجاستِ خفیفہ۔

نجاستِ غلیظہ اگر ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو جسم یا لباس کو پاک کرنا ضروری ہے۔ بغیر پاک کئے نماز نہیں ہوگی۔ نجاستِ خفیفہ کپڑے یا جسم کے اس حصہ سے چوتھائی ہو کہ جس پر یہ لگ جائے تو معاف ہے۔ نماز پڑھ سکتا ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ اسکو پاک کر کے نماز ادا کرے۔

نجاست کے احکام | تمام جانوروں کا پاخانہ اور آدمی کا پیشاب پاخانہ مٹی۔ شراب۔ خون۔ مرعی، لطح اور مور کی بیٹ

نجاستِ غلیظہ ہے۔

حلال جانوروں کا پیشاب اور حرام پرندوں کی بیٹ نجاستِ خفیفہ ہے۔ حلال پٹریوں کی بیٹ پاک ہے۔ ذبح کے بعد گوشت کے اندر رہ جانے والا خون پاک ہے۔ ذبح کے وقت نکلنے والا خون ناپاک اور نجاستِ غلیظہ ہے۔

پیشاب پاخانہ کرنے کے بعد ہوا کے خارج ہونے کے بعد نماز وضو واجب کے لئے وضو کرنا واجب ہے۔ تفصیل نواقص وضو میں آئیگی۔

سوتے جاگتے میں شہوت کے ساتھ منی کا خارج ہونا۔
غسل واجب | مرد کا قبل یا دبر میں داخل کرنا (فاعل، مفعول، عورت مرد
 سب کے لئے) حیض کا ختم ہونا۔ نفاس کا بند ہونا۔ ان تمام صورتوں میں
 غسل واجب ہے۔

وضو میں چار فرائض ہیں۔ نمبر ۱۔ منہ دھونا یعنی پیشانی کے
وضو کے فرائض | بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور دونوں کانوں کی لوتک
 خوب اچھی طرح منہ دھونا کہ بال برابر بھی خشک نہ رہے۔ نمبر ۲۔ دونوں ہاتھ
 کہنیوں سمیت دھونا۔ نمبر ۳۔ چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ نمبر ۴۔ دونوں پاؤں گھنوں
 سمیت دھونا۔ ہاتھ اور پیروں میں بھی بال برابر خشک جگہ نہ رہے۔ ورنہ وضو نہیں ہوگا۔

نمبر ۱۔ نیت کرنا۔ نمبر ۲۔ بسم اللہ پڑھنا۔ نمبر ۳۔ پہلے دونوں ہاتھ
وضو کی سنتیں | دھونا۔ نمبر ۴۔ کٹی کرنا۔ نمبر ۵۔ مسواک کرنا۔ نمبر ۶۔ ناک میں پانی
 دینا۔ نمبر ۷۔ ہر عضو کو تین بار دھونا۔ نمبر ۸۔ تمام سر اور کانوں کا مسح کرنا۔ نمبر ۹۔ داڑھی
 اور انگلیوں کا خلال کرنا۔ نمبر ۱۰۔ ایک عضو کے خشک ہونے سے قبل دوسرا دھونا
 یعنی متواتر وضو کرنا۔ نمبر ۱۱۔ وضو کے فرضوں میں ترتیب کا خیال رکھنا۔ یعنی پہلے
 دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھونا پھر منہ دھونا۔ مسح کرنا۔ آخر میں دونوں پیروں دھونا۔

نمبر ۱۔ گردن کا مسح کرنا۔ نمبر ۲۔ قبلہ رخ بیٹھنا۔ نمبر ۳۔ کلمہ شہادت
مستحبات | پڑھنا۔ نمبر ۴۔ ہر عضو ملکر دھونا۔ نمبر ۵۔ داہنی طرف سے شروع
 کرنا۔ نمبر ۶۔ بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا۔ نمبر ۷۔ خود وضو کرنا کسی
 سے مدد نہ لینا۔

مکروہاتِ وضو

نمبر ۱۔ ناپاک جگہ وضو کرنا۔ نمبر ۲۔ دلہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔ نمبر ۳۔ وضو کرتے وقت باتیں کرنا۔ نمبر ۴۔ پانی زیادہ

نواقصِ وضو

پاخانہ۔ پیشاب۔ ریج۔ ہڈی۔ کیڑے یا پتھری کنکری کانکنا۔ خون اور پیپ کانکل کر بہنا۔ منہ بھر کے قے ہونا۔ اڑ لگا کر

یا لیٹ کر سو جانا۔ مست اور بے ہوش ہو جانا۔ نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنے۔ بدن میں سے کسی جگہ سے نجاست نکل کر بہہ جانا۔ ان تمام صورتوں میں وضو ٹوٹ جاتا ہے اور نماز و طواف کے لئے پھر وضو کرنا واجب ہے۔

غسل کے فرائض

غسل میں تین فرائض ہیں۔ نمبر ۱۔ کلی کرنا۔ نمبر ۲۔ ناک میں پانی دینا۔ نمبر ۳۔ تمام بدن پر ایک بار پانی بہانا۔

غسل کی سنتیں

غسل میں حسب ذیل امور سنت ہیں۔

نمبر ۱۔ جسم پر لگی ہوئی نجاست کو صاف کرنا۔ نمبر ۲۔ انہں کے بعد پاک ہونے کی نیت کرنا۔ نمبر ۳۔ وضو کرنا۔ نمبر ۴۔ تمام بدن پر تین بار پانی بہانا۔ نمبر ۵۔ بدن کو اچھی طرح ملکر غسل کرنا۔ تاکہ میل مٹی صاف ہو جائے۔

مسنونِ غسل

جمعہ کے دن نماز جمعہ سے قبل غسل کرنا سنت ہے۔ عیدین کی نماز سے قبل اور احرام باندھنے سے قبل غسل کرنا اور حج کے

دن عرفات میں زوال کے بعد غسل کرنا سنت ہے۔

غسل یا وضو دونوں کے لئے تیمم بھی کیا جاسکتا ہے۔ تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ کسی پاک جگہ کی مٹی پر دونوں ہاتھ ملکر تمام چہرہ پر پھیرے اور

دونوں ہاتھوں سے کہنی تک تمام کلائیوں پر پھیرے۔ تیمم صرف اس

صورت میں جائز ہے کہ پانی بیسہ نہ ہو۔ پانی پر قدرت حاصل نہ ہو۔ رسی ڈول پانی نکالتے کا سامان نہ ہو۔ دشمن کا خوف ہو۔ پانی کے استعمال یعنی غسل اور وضو سے بیماری میں اضافہ یا ہلاکت کا اندیشہ ہو یا سفر میں ہو اور پانی ایک میل دور ہو۔ اور نماز کا وقت ختم ہو رہا ہو۔ ان صورتوں میں تیمم جائز ہے۔ غسل اور وضو دونوں کے لئے تیمم کا ایک ہی طریقہ ہے۔

تیمم کے فرائض | تیمم میں تین فرض ہیں۔ نمبر ۱۔ نیت کرنا یعنی یہ ارادہ کرنا کہ پاکی حاصل کرنے کیلئے تیمم کرتا ہوں۔ نمبر ۲۔ تمام چہرہ پر مٹی کا مسح کرنا۔ نمبر ۳۔ کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا۔

جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ تیمم بھی ان سے ٹوٹ جاتا ہے۔ نیز پانی کا ملنا یا پانی کے استعمال پر قادر ہو جانا بھی تیمم کو توڑ دیتا ہے۔

احتیاط | وضو میں ہاتھ پیر اور چہرہ پر ایک بال برابر بھی جگہ خشک رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا۔ یہی صورت غسل کی ہے کہ تمام جسم پر ایک بار پانی بہانا فرض ہے۔ اگر کوئی حصہ خشک رہ گیا تو غسل نہیں ہوگا۔ اسلئے احتیاط کرنا چاہیے۔ انگوٹھی، چھلہ یا کان اور ناک میں کوئی زیور ہو تو اسکو ہلا کر اسکے نیچے پانی پہنچانا ضروری ہے۔ تیمم میں بھی یہی صورت ہے۔ انگوٹھی وغیرہ کو اتار کر یا اپنی جگہ سے ہٹا کر مٹی کا مسح کرے ورنہ تیمم نہیں ہوگا۔

وضو کا طریقہ | پاک صاف جگہ تلاش کرے۔ بلند جگہ ہو تو بہتر ہے کہ کھلی وغیرہ کا پانی پیروں پر نہ گرے۔ قبلہ رخ ہو تو بہتر ہے۔ بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھ گٹھوں تک تین بار دھوئے۔ پھر تین بار کھلی کرے اور مسواک کرے تاکہ

منہ کی بدبو دور ہو یا تمباکو اور پیاز وغیرہ کی بو باقی نہ رہے۔ سیدھے ہاتھ سے انگلیاں کرے۔ اس کے بعد تین مرتبہ ناک میں پانی دیکر اٹے ہاتھ سے ناک صاف کرے۔ پھر تین بار دونوں ہاتھوں میں پانی لیکر چہرہ یعنی منہ دھوئے پیتھانی سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور دونوں کانوں کی لوتک تمام چہرہ دھوئے۔ داڑھی میں انگلیوں سے خلال کرے۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ کہنیوں تک تین بار دھوئے انگوٹھی چھلکے وغیرہ انگلی میں ہوتو اسکو بھی ہلا کر پانی دے اور انگلیوں کی جڑوں میں خلال کرے یعنی دوسرے ہاتھ کی انگلیاں ڈالے۔ اسکے بعد تمام سر کا مسح کرے جو تھائی سر کا مسح فرض ہے اور تمام سر کا سنت ہے۔ پانی ہاتھوں میں لے کر جھٹک دے۔ پھر یہ ہاتھ سر پر پھیر لے۔ یہی مسح ہے۔ سر کے بعد انگلیوں سے کانوں کا مسح کرے پھر دونوں ہاتھوں کی پشت گردن پر پھیرے یہ گردن کا مسح ہے۔ آخر میں دونوں پیرنچوں سمیت تین بار دھوئے۔ تمام عضو مگر دھوئے اور پیروں کی انگلیوں میں بھی خلال کرے۔ یہ وضو ہو جائیگا۔

~~وضو اگر تلاوت کی نیت سے کیا ہے تو اس سے نماز نہیں ہوگی~~

~~نماز کیلئے بڑا وضو ہوگا۔ اس سے تلاوت جائز ہے۔ لیکن وضو~~

مسئلہ

کے بعد ممکن ہو تو پہلے دو رکعت نفل تحیۃ الرضوا ادا کرے۔ اسکے بعد تلاوت کرے۔ قرآن کریم کی تلاوت بغیر وضو کر سکتا ہے۔ لیکن قرآن شریف کو بغیر وضو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے۔ یعنی حافظ بغیر ہاتھ لگائے تلاوت کر سکتا ہے۔ منی کے اخراج کے بعد صرف وضو کافی نہیں۔ غسل واجب ہو جاتا ہے۔

غسل کا طریقہ | سب سے پہلے دونوں ہاتھ گٹھوں تک دھوئے پھر جسم کے جس حصہ پر غلاظت ہو اسکو صاف کرے اور تین مرتبہ دھوئے اس کے بعد استنجا کرے اور بیٹھکر آگے پیچھے طہارت کرے جس طرح پاخانہ کے بعد کی جاتی ہے۔ اس کے بعد وضو کرے پھر تمام جسم پر تین بار پانی بہائے۔ جسم اور سر کا کوئی حصہ خشک نہیں رہنا چاہیے۔

وضو میں کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا فرض نہیں ہے۔ غسل میں دونوں فرض ہیں۔ اسلئے خاص احتیاط کے ساتھ کلی کرے اور ناک میں پانی دیکر صفائی کرے۔ ناک میں پانی اندر تک جانا چاہیے۔

غسل کے احکام | سر پر پانی ڈالنے سے بیماری کا اندیشہ ہو یا کسی زخم پر پٹی بندھی ہو اور زخم پر پانی لگنے سے نقصان کا احتمال ہو تو ایسی صورت میں ازکامسح کرے اور پانی سے محفوظ رکھے۔

مستورات کی چوٹی گندھی ہو تو کھولنے کی ضرورت نہیں۔ اسی صورت میں سر پر پانی ڈال لیں۔ البتہ اگر یہ احتمال ہے کہ چوٹی بہت سخت گندھی ہے اور پانی نیچے تک نہیں پہنچے گا تو پھر بال کھولکر غسل کرنا چاہیے۔ غسل کے وقت قبلہ رخ نہیں ہونا چاہیے۔ مرد کو کھڑے ہو کر اور مستورات کو بیٹھکر غسل کرنا چاہیے۔

تیمم کا طریقہ | ۱۔ اول نیت کرے کہ میں غسل یا وضو کے لئے پاک ہو رہا ہوں۔ غسل وضو دونوں کا تیمم ایک ہی ہے۔ اور ایک

ساتھ دونوں کا ہو سکتا ہے۔

۲۔ اسکے بعد کسی ایسی جگہ پر کہ جہاں گرد و غبار جمع ہو یا خشک زمین پر جہاں

مٹی ہونے والوں ہاتھ مارے۔ اس طرح ہاتھوں میں جو مٹی لگ جائیگی۔ اسکو جھاڑ کر
 دونوں ہاتھ چہرہ پر پھیرے۔ پیشانی سے ٹھوڑی تک اور دونوں کانوں کی لوتک
 ۳۔ اس کے بعد دوبارہ مٹی پر ہاتھ مارے اور ہاتھ جھاڑ کر دونوں ہاتھوں کی
 کہنیوں تک پھیرے۔

اس میں بھی انگوٹھی زیور وغیرہ کی احتیاط کرے جس طرح وضو اور غسل میں ضروری
 ہے۔ تیمم میں یہ تینوں صورتیں فرض ہیں۔ یعنی نیت کرنا۔ منہ پر مسح کرنا۔ ہاتھوں
 پر کہنیوں تک مسح کرنا۔

تیمم کے احکام ۱۔ اگر کسی معذور شخص کو دوسرا شخص تیمم کر رہا ہے۔ تب بھی نیت خود اس شخص کو
 کرنی چاہیے کہ جبکو تیمم کرانا جا رہا ہے تیمم کرانے والے کی نیت کافی نہیں ہوگی۔

۲۔ ناپاک کپڑے اور ایسی زمین جہاں نجاست گر کر خشک ہو چکی ہے، کی مٹی یا
 عبارت سے تیمم جائز نہیں ہے۔

۳۔ پانی اتنا کم ہے کہ اگر غسل یا وضو کرے گا تو پیا سا رہ جائے گا۔ ایسی صورت
 میں تیمم جائز ہے۔

۴۔ کسی کے پاس پانی ہے تو پہلے اس سے مانگنا ضروری ہے۔ انکار کر دے
 تو یہ سوالی تیمم کر سکتا ہے۔

۵۔ پانی صرف اس قدر ہے کہ وضو کر سکتا ہے۔ لیکن غسل بھی واجب ہے تو وضو
 کر لے اور غسل کی نیت سے تیمم کر لے۔

۶۔ پانی کم ہے اور کپڑے یا جسم پر غلاظت بھی لگی ہے اور غسل یا وضو بھی کرنا
 ہے تو غلاظت دھو کر پاک کر لے اور غسل یا وضو کھیلے تیمم کر لے۔

۷۔ باپ بیٹا سفر میں ہیں۔ پانی صرف اتنا ہے کہ ایک شخص وضو کر سکتا ہے تو باپ وضو کر کے بیٹا تیمم کر لے۔

خصوصی نمازوں کا طریقہ

نماز جمعہ | جمعہ بڑی آبادیوں میں قائم ہوتا ہے۔ گاؤں یا دیہات میں اور سفر میں مسافر کیلئے جمعہ نہیں ہے۔ لیکن اگر مسافر جمعہ کے روز کسی شہر یا جمعہ قائم ہو نیوالی بستی میں ہو تو جمعہ فرض ہے۔ جمعہ قضا ہو جائے تو نماز ظہر کے فرض ادا کرتے چاہئیں۔ جمعہ کی قضا نہیں ہے۔

خطبہ جمعہ سننا واجب ہے۔ جمعہ کے دن پہلی اذان کے ساتھ ہی کاروبار دنیا ترک کر کے مسجد میں آنا ضروری ہے۔ جمعہ کی نماز کے لئے جماعت ضروری ہے۔ تنہا جمعہ کی نماز نہیں ہوگی۔

نماز تراویح | تراویح کی نماز باجماعت سنت ہے اور صرف رمضان المبارک میں ہوتی ہیں۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک بیس رکت ادا کرنا سنت ہیں۔ دو دو رکت پر سلام پھیرنا اور اس طرح دس سلاموں میں بیس رکت ادا کرنی چاہئیں۔ تراویح میں ایک قرآن کریم کا سننا ایک الگ سنت ہے۔ یعنی بیس تراویح یا چاند کے مطابق انتیس تراویح ادا کرنا ایک سنت ہے۔ اور اس میں ایک قرآن کریم مکمل سننا علیحدہ سنت ہے۔ ان دونوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔ بعض افراد ایک قرآن کریم سن کر تراویح چھوڑ دیتے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک ایک قرآن کریم سننا ہی سنت کی پیروی مکمل کر دینا ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔

جس جگہ حافظ قرآن نہ ہو، وہاں بھی تراویح کا ادا کرنا سنت ہے۔ جماعت سے ممکن نہ ہو تو تنہا ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ اور جس قدر قرآن کریم یاد ہو، وہی کافی ہے۔

رمضان المبارک میں تراویح کے بعد تراویح کرنا چاہیے۔ جہاں جماعت سے تراویح ہو۔ وہاں وتر بھی جماعت سے ہونگے۔ یہ صورت صرف رمضان المبارک میں ہے۔ رمضان کے علاوہ وتر کی نماز جماعت سے ادا نہیں ہوگی بلکہ فرداً فرداً تنہا خفی تلاوت کے ساتھ ادا کرنا ہونگے۔ جماعت سے وتر ادا ہونے کی صورت میں تینوں رکعتوں میں قرأت جہری ادا کی جائے گی۔ تیسری رکعت میں قرأت کے بعد تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھ کر دعا قنوت پڑھنا چاہیے۔

عید الفطر اور عید الفضا کی دو رکعت ہوتی ہیں۔ یہ واجب ہیں۔ **نماز عیدین** اس کا وقت اشراق کے وقت کے مطابق ہے۔ یعنی آفتاب بلند ہونے پر ادا کرنا چاہیے۔

عیدین کی نماز میں چھ تکبیریں زیادہ ہوتی ہیں۔ پہلی رکعت میں قرأت سے قبل اور دوسری میں قرأت کے بعد تین تکبیریں کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دیں۔ عیدین کی نماز جماعت سے ادا ہوتی ہے۔ تنہا نہیں ہوتی۔ عیدین کا خطبہ سنا واجب ہے۔

جنازہ کی نماز فرض کفایہ ہے۔ یہ نماز میت کی مغفرت کی دعا کے طور پر ہے۔ اس نماز میں رکوع اور سجدہ نہیں ہوتا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ تکبیر تحریم کے بعد ہاتھ باندھ کر ثنا یعنی سبحانک اللہم پڑھے پھر اذکار

کہہ کر درود شریف پڑھے۔ اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر دعا پڑھے اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر سلام پھیر دے۔

تکبیر یعنی اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھانے کی ضرورت نہیں بلکہ ہاتھ بندھے رہیں گے۔

دعا مغفرت جو جنازہ کی نماز میں پڑھی جاتی ہے۔ وہ بالغ مرد و عا جنازہ عورت کے لئے ایک ہی ہے۔ البتہ نابالغ لڑکے اور لڑکی کے لئے دعا الگ الگ ہے۔

۱۔ بالغ مرد عورت کے لئے دعا یہ ہے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا
وَذَكَرْنَا وَأَنْثَانَا۔ اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَيَّ الْإِسْلَامِ
وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَيَّ الْإِيمَانَ۔

۲۔ نابالغ لڑکے کے لئے دعا۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْهُ لَنَا أَجْرًا وَذَخْرًا وَاجْعَلْهُ لَنَا
شَافِعًا وَمَشْفَعًا۔

۳۔ نابالغ لڑکی کے لئے دعا۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْهَا لَنَا أَجْرًا وَذَخْرًا وَاجْعَلْهَا لَنَا
شَافِعَةً وَمَشْفَعَةً۔

غسل میت کا طریقہ وہی ہے جو زندہ انسان کے لئے ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ زندگی میں

میت کو غسل دینے کا طریقہ

انسان خود عمل کرتا ہے اور موت کے بعد یہ خدمت دوسروں کو انجام دینی ہوتی ہے۔ غسل دینے والے کو لازم ہے کہ وہ خود پاک و صاف ہو اور با وضو ہو۔ اسکے بعد غسل کے طریقہ کے مطابق دونوں ہاتھ گٹھوں تک دھو کر اپنے ہاتھوں میں کپڑا یا ٹاٹ لپیٹ کر میت کو طہارت کرانے اور غلاظت لگی ہو تو اسکو صاف کرے اسکے بعد ہاتھ کھول کر میت کو غسل کے طریقہ پر پہلے گٹھوں تک ہاتھ دھلائے پھر کئی کے طور پر منہ کے اندر روئی دیکر صفائی کر کے اس کے بعد روئی کے ذریعہ ناک صاف کرے۔ پھر منہ اور ہاتھ کلائیوں تک دھلا کر سر کا مسح کرے اور سر دھوئے اسکے بعد تمام جسم پر تین بار پانی بہائے اور دونوں جانب کروٹ دیکر پانی بہائے۔ غرض کہ عام زندگی میں غسل کی طرح غسل دے۔ اس کے بعد کفن پہنا دے۔

کفن کفن کو بند کرنے سے قبل عزیز و رشتہ دار میت کی زیارت کر لیں۔ ایک بار کفن بند کرنے کے بعد بار بار نہیں کھولنا چاہیے۔ نیز قبر میں رکھ کر منہ

کھول کر دکھانا درست نہیں ہے۔

قبر میں گلاب، کیوڑہ یا خوشبویات ڈالنا ممنوع ہے۔ قبر میں میت کو قبلہ رخ رکھنا چاہیے۔ اگر تمام جسم کروٹ کے بل نہ ہو تو منہ ضرور قبلہ رخ رکھنا چاہیے۔ قبر کے اوپر اگر تہی جلانا منع ہے۔ قبر بلند اور پختہ نہیں ہونی چاہیے۔ سطح زمین سے قدرے بلند صرف پہچان کے لئے ہو۔ مرحوم کے لئے فاتح خوانی اور ایصالِ ثواب کے لئے قرآن کریم کی تلاوت باعث برکت ہے۔ قبر پر دفن کے بعد سورت بقرہ کی تلاوت باعث خیر و برکت ہے۔

(سید پریس میں چھپا)

غرابیوں کی عزت

یہ ہماری سب سے بڑی تسمتی ہے کہ ہم اسلام کو ایک مذہب یا مت سمجھ بیٹھے ہیں، اور یہی انداز فکر ہماری تمام غرابیوں کی عزت ہے، اسلام تو درحقیقت زندگی گزارنے کا ایک آزمودہ فن ہے جو ہمیں آخرت کی کامیابی کے علاوہ اس دنیا میں بھی سرزندگی کی بشارت دیتا ہے۔ اسلام انسان سے صرف ایمان اور عمل صالح کا تقاضا کرتا ہے۔۔۔۔۔ اور ہمارے لئے ہر عمل اگر وہ خدا کی رضا جوئی کے لئے کیا جائے عبادت کا درجہ رکھتا ہے، صبر، سچائی و راستبازی، عدل، انصاف، امانت، عفو و درگزر، احسان، مساوات، اخوت و تقویٰ، اسلام کی پسندیدہ اقدار ہیں۔ اور عرص و آرزو، دروغ گوئی، غیبت، حق تلفی اور منہ اندوہ ہیں۔ جن سے بچنے کی اسلام تلقین کرتا ہے۔۔۔۔۔ لیکن اسلام قوی اعتبار سے ہمارا نصب العین یہ قرار دیتا ہے کہ ایسا معاشرہ تخلیق کیا جائے جس میں نیکیوں کو فروغ ہو اور برائیوں کا سدباب۔ اور اس معاشرے کو قائم کرنے کے بعد پوری دنیا کے لئے مسلمانوں کو امت شاہد اور امت وسط قرار دیتا ہے۔ کتنا عام فہم اور سادہ ہے یہ پیغام۔ جس سے ہم روز بروز غافل اور مغربی تہذیب کے دلدادہ ہوتے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ حالانکہ مغربی تہذیب کی ظاہری چمک دمک کے پیچھے مغربی مفکرین کی ایک بہت بڑی جماعت لوجہ کناں ہے۔ لیکن ہم ان سے کچھ بھی سبق نہیں لیتے۔ دلدادگان تہذیب مغرب کم از کم اس بات پر تو غور کریں کہ ہماری حقیقی تہذیب اور تمدن کو مٹا کر وہ جس غیر ملکی تہذیب و ثقافت کو اس ملک پر مسلط کر دینا چاہتے ہیں آخر اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔

اس پمفلٹ کے مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات اور مشورہ ہمیں تحریر فرمائیں۔

نیز ہر پمفلٹ مطالعہ کے بعد اپنے خاندان اور احباب کو بھی مطالعہ کے لئے پیش کریں۔۔۔۔۔ شکر ہے

ہمارا اصلاحی تبلیغی لٹریچر

اصلاح معاشرہ کے سلسلے میں یہ ادارہ اس وقت تک مندرجہ ذیل مفید اور دیدہ زیب لٹریچر شائع کر چکا ہے جو پتہ ذیل سے مفت حاصل کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ جو ارباب خیر اپنی طرف سے تبلیغی لٹریچر خود یا ہماری معرفت سے کرم و خواص میں مفت تقسیم کرنا چاہیں انہیں اس کی اجازت ہے جو بہترین سرمایہ اخفت ہی سکتا ہے اور صدقہ ہار یہ بھی۔

- ۱۔ وقت کا تقاضا۔ (شادی بیاہ پر مسرفانہ اور مشرکانہ رسومات کی حقیقت)
- ۲۔ زکوٰۃ۔ اسلام کا بنیادی رکن۔
- ۳۔ وصیت۔ وراثت۔ تقسیم میراث کے احکام۔
- ۴۔ مال و دولت کا بہترین مصرف۔
- ۵۔ نماز کے فضائل اور احکام و مسائل۔
- ۶۔ ولیمہ سنونہ کا طریقہ۔
- ۷۔ عظمت قرآن اور آداب تلاوت۔
- ۸۔ ستر عورت (پردہ اور ستر کی تشریح اور اس کی اہمیت)
- ۹۔ روزہ ایک اہم روحانی عبادت۔
- ۱۰۔ حج و عمرہ کا طریقہ اور مسائل۔

ان رسائل کا گجراتی، سندھی اور بنگالی زبانوں میں بھی ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ انگریزی اور ہندی ترجمہ کا اہتمام ہو رہا ہے۔ یہ رسائل سب ضرورت بلا قیمت پتہ ذیل سے طلب فرمائیں۔

● ادارہ تعلیم الاسلام (رجسٹرڈ) گلہارا روڈ کراچی

● جمعیت وہابی صدیقی برادری پاکستان ٹھکانی کپاؤنڈیم ایس جناح روڈ کراچی

● عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلام (رجسٹرڈ) چھیک ٹھکان شہر فون نمبر ۶۶۵۵

اس پمفلٹ کے مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات اور مشورہ ہمیں تحریر فرمائیں

ضیاء پمفلٹ مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات اور احباب کو بھی مطالعہ کے لئے پیش کریں۔ شکریہ

آرٹیکل پرنٹنگ
کراچی

نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو
گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ القرآن

عظمت قرآن اور کتاب و سنت

از جناب محمد منصور الزمان صاحب مدنی

ادارہ تعلیم الاسلام دربارہ کلہبارہ کراچی

پہلی بار
دومرا

تاریخ اشاعت
۷۸۲۰۱

۲۰۰۰

صدقہ تجاریہ

جب ہم نے کتاب سنت کے تقاضوں کے خلاف کفر و شرک، بدعات و رسومات، مفادات و احسانات کو ترجیح دینی شروع کی ہے۔ دینی کو صرف عبادات کا مجموعہ تصور کر کے مطلق و مطلقہ معاملات و معاشرت کو اس سے خارج کر دیا ہے اور اسلامی شعائر و اقدار کی بجائے نڈیرات و ہند کو اپنانا شروع کیا ہے۔ سب سے ہم گونا گوں مصائب و عذاب میں گرفتار ہیں۔ تعلیم دین کی کئی کئی وجوہ سے ہماری اکثریت، معاملات و معاشرت کے متعلق شرعی مسائل اور دینی تقاضوں سے ناواقف ہے اور نہ خود واقفیت حاصل کرنے کیلئے اس کے پاس وقت ہے۔ حالانکہ دنیا و آخرت کی بہتری کے ان کا جاننا اشد ضروری ہے۔ اسی لئے جناب الحاج محمد منصور الزمانی صاحب صدر جمعیۃ مدرسہ صدیقی برادری پاکستان، کراچی نے اس بصیرت افروز معلومات افزا اور مفید سلسلہ مضامین کی نشر و اشاعت کا اہتمام کیا ہے جس کا پڑھنا اور پڑھانا باعث ثواب ہے۔

آپ بھی اسے خود شائع کر کے تقسیم کر سکتے ہیں۔ یا باری معرفت یہ طبع لاکر تقسیم کر سکتے ہیں۔ اس طرح گھر بیٹھے تبلیغ دین کا فرض کفایہ ادا کر سکتے ہیں جس سے سزا و جزا و صلہ و صلہ علیہ وسلم ہونے لیں دعا فرمائی ہے کہ۔

”اے اللہ اس آدمی کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنا کر یاد کی
پھر انہیں ان لوگوں تک پہنچا دیا۔ جنہوں نے نہ سنی تھی۔“

ان رسائل کی نشر و اشاعت صدقہ تجاریہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہمارے ہاں چونکہ ان کی اشاعت کا پورا انتظام ہے۔ اس لئے یہ ہمارے ہاں جلد۔ باسانی اور با رعایت چھپ سکے۔

مفتی عبدالرحمن خان صاحب علیہ السلامی دارالاشاعت علوم اسلامیہ، چینیٹ، ملتان

عظمت قرآن اور آداب تلاوت

از جناب محمد منصور الزمان صاحب صدر جمعیتہ دہلی صدیقی برادری (پاکستان) کراچی)
قرآن کریم اللہ تبارک و تعالیٰ کا کلام مجید ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے اس امت پر جو
خصوصی احسانات فرمائے ہیں۔ قرآن کریم بھی انہی کا ایک حصہ ہے۔

بعض مغربی مصنفین نے اپنے جہل کا ثبوت دیتے ہوئے قرآن کریم کو حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام اور آنحضرت کی تصنیف قرار دیا ہے۔ یہ قطعاً غلط اور مسلمان کے
لئے کفر کی بات ہے۔ قرآن کریم کلام الہی ہے۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بصورت
وحی نازل ہوا ہے۔

قرآن کریم ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور دین و دنیا کے جملہ امور میں رہنمائی
کرنے والا ہے۔ یہ حضور اکرم کا ایک معجزہ ہے۔ آنحضرت فداہ امی و ابی، امی تھتے۔
قرآن کریم کی فصاحت بلاغت رموز و معنی اس کا انداز بیان تمام دنیا کے لئے آج
بھی چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔

وحی کے تحت قرآن شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر گزشتہ اور قدیم
ترین حکایات بھی نازل فرمائی گئیں جو قرآن کریم میں موجود ہیں اور مستقبل کا علم بھی ہے۔
مثال کے طور پر اصحاب کہف اور سابقہ پیغمبران کرام کے واقعات ہیں اور مستقبل کے
حالات۔ مثلاً روم کی فتح کی خوشخبری بھی ہے۔ حیات بعد ممات اور روز حساب
جنت و جہنم کی تفصیل بھی ہے۔ اصل میں قرآن کریم کا مقصد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت

اور حیات بعد ممات کا اظہار اور اقرار ہے۔ اس بنیادی عقیدہ کو جس نے تسلیم کیا۔ اس کے لئے مکمل ضابطہ حیات اور زندگی گزارنے کا طریقہ ہے۔

محسن انسانیت فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان معنوں میں مجسم قرآن تھے کہ آنحضرتؐ اس ضابطہ حیات پر مکمل عمل پیرا رہے اور آج تک جو کبھی مسلمان اس پر عمل کرتا ہے۔ وہ حضورؐ کی ہی سنت مبارکہ ہے۔

قرآن کریم اللہ جل جلالہ کا کلام اور اس کی جانب سے نازل ہوا ہے۔
کلام الہی جیسا کہ ارشادِ ربانی ہوا ہے۔

۱۔ یہ پروردگار عالم کی طرف سے نازل کی ہوئی کتاب ہے۔ اس میں دھوکہ نہیں ہے۔

(سورۃ السجدہ ۲۱)

۲۔ تمہارے پاس اللہ جل شانہ کی طرف سے روشن اور واضح کتاب آئی ہے۔ (المائدہ ۶۴)

۳۔ یہ خدائے زبردست و مہربان کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ (یونس ۱۰۱)

۴۔ رسولؐ کے ذمہ تو صرف (قرآن) پہنچانا ہے۔ (المائدہ ۱۰۲)

۵۔ آپ کہہ دیجئے کہ میرا کام نہیں کہ اپنی طرف سے اس کو بدل دوں۔ میں وحی کی تابعدار ہی کرتا ہوں۔ (یونس ۱۰۱)

حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام آئی تھے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے۔

نبی امی ۱۔ وہ نبی تو امی (ان پڑھ) تھے۔ (الاعراف ۶۷)

۲۔ اے نبی اس سے پہلے آپ نہ کوئی کتاب پڑھتے تھے اور نہ اپنے دانتوں سے لکھتے تھے۔ (العنکبوت ۲۱)

۳۔ آپ نہ جانتے تھے کہ کتابِ خدا اور ایمان بالذکر کیا چیز ہے۔ (التورہ ۱۰۱)

ان واضح اور صاف ارشادات سے ثابت ہے کہ کلام الہی اللہ جل شانہ کا کلام اور کتاب ہے اور حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام پیغمبر کھتے کہ جن کے ذمہ یہ تعلیم مخلوق خدا تک پہنچاتا تھا۔ اگر اس کے بعد بھی کسی کو یقین نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:-
 "اگر تم کو اس کتاب کے متعلق جو ہم نے اپنے بندہ پر اتاری ہے۔ کچھ شک ہے تو خدا کے سوا اپنے تمام حمایتوں کو بلا کر اس جیسی ایک سورت بنا کر لے آؤ، اگر تم سچے ہو" (البقرہ ۲)

حفاظتِ قرآن قرآن کریم کی حفاظت اللہ تعالیٰ خود فرمائیں گے۔ اس کا ثبوت دنیا کے گوشہ گوشہ میں حفاظت کی جماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دنیا کی ہر بستی میں حافظ قرآن موجود ہیں۔ انتہا یہ کہ مستورات بھی حافظ قرآن ہیں۔

دنیا کی کوئی کتاب اس تعداد میں حفظ نہیں کی جاتی۔ جس تعداد میں قرآن کریم حفظ ہے۔ ظاہر ہے کہ ابتدائی عمر میں چھوٹے بچے تین چار برس میں باسانی قرآن کریم حفظ کر کے جو ثبوت پیش کرتے ہیں۔ وہ اسی ارشاد باری کا اعجاز ہے۔ یہ قرآن کریم کی برکت اور معجزہ ہے۔ جو آج بھی الحمد للہ جاری ہے۔
 اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے کہ:-

- ۱۔ ہم نے آپ پر یہ نصیحت اتاری ہے اور ہم خود اس کے محافظ ہیں۔ (الحجر ۱۰۷)
- ۲۔ اس کو جمع کرنا اور پڑھنا دینا ہمارے ذمہ ہے۔ (القیامتہ ۱۷)
- ۳۔ بلکہ قرآن کی یہ صاف آیات ان کے سینہ میں ہیں جنکو علم عطا ہوا ہے۔ (العنکبوت ۵)

عظمتِ قرآن

قرآنِ کریم کی عظمت اور اس کا مرتبہ اس قدر بلند ہے کہ اگر

یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارا جاتا تو وہ خشیتِ الہی سے ریزہ

ریزہ ہو جاتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا صریح انعام اور اکرام ہے کہ انسانِ قرآنِ کریم کا

حافظ اور اس کی تلاوت کرتا ہے اور اپنی نیت کے مطابق فوائد بھی پاتا ہے۔

عمل اور احترام

قرآنِ کریم پر عمل کرنا ایک عمدہ بات ہے اور اس کی عزت و

احترام کرنا دوسری چیز ہے جس نے عمل کر لیا۔ وہ ہدایت

یافتہ ہو گیا اور اس کا حق ادا کر دیا اور جس نے عمل نہیں کیا۔ لیکن اس کی عزت کی اور

احترام کیا۔ اس سے محبت کی۔ وہ بھی اپنی نیت کے مطابق انعام پاتا ہے۔ ایسی

لا تعداد مثالیں ہمارے معاشرہ میں رات دن سامنے آتی ہیں۔ کہ قرآنِ کریم کی عزت و

محبت کے باعث مخلوقِ خدا کو عزت اور منصب ملے۔ اور تکالیف سے نجات ملی۔

اس انعام کے حاصل کرنے میں مسلمان اور غیر مسلم کی تمیز بھی نہیں ہے۔ اگر کوئی غیر مسلم

بھی اس کی عزت و اکرام کرے گا تو وہ بھی دنیا میں اپنا انعام پالے گا۔ کیونکہ یہ

آخرت کا قائل نہیں۔ اس لئے اس کا انعام اسے دنیا ہی میں مل جاتا ہے۔

دوسری صورت میں خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ اگر قرآن پاک کی بے حرمتی کے

جرم کا سزاوار ہوتا ہے تو اس کا خمیازہ بھگتنا ہے۔ اگر مسلمان ہے تو دنیا و آخرت

دونوں میں تکلیف اٹھائے گا۔

دنیاوی خیر و برکت ایک اضافی چیز ہے۔ قرآنِ کریم کا اصل

اصل مقصد

مقصد ہدایت اور دین و دنیا کے لئے انسانیت کا طریقہ ظاہر

کرنا ہے۔ انسان کی پیدائش سے موت تک اس کا طریق متعین کر دیا گیا ہے۔ تعلیم و تربیت

زکات و طلاق - تجارت و ملازمت - معاشرت و معیشت - صنعت و زراعت
 وصیت و زراعت - معروض کہ ہر شعبہ میں ہدایت موجود ہے۔ جس پر عمل کرنا مسلمان پر فرض
 ہے۔ جس نے جس حد تک عمل کیا۔ وہ اس کے مطابق فوائد حاصل کریگا۔ اس
 کے علاوہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا۔ حساب و کتاب کا ہونا۔ جنت و جہنم
 کا وجود اور اس کی تفصیلات ظاہر کرنا اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

قرآن کریم سے ہدایت اور رہنمائی حاصل کرنا کس طرح ممکن ہے
ہدایت یافتہ اور کون لوگ ہیں کہ جو اس سے پورا پورا استفادہ حاصل کر سکتے ہیں
 اس کی تفصیل قرآن میں موجود ہے۔ یہی لوگ ہدایت یافتہ کہلائیں گے۔
 سورہ البقرہ کی سب سے پہلی آیت یعنی ابتدا قرآن کریم کی پہلی سطر اسی مضمون
 کی ہے۔

الذکر۔ یہ اللہ کی کتاب ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہدایت ہے ان پر سبزگار
 لوگوں کے لئے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں۔ جو رزق ہمنے
 ان کو دیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ جو کتاب تم پر نازل کی گئی ہے۔
 (یعنی قرآن) اور جو کتابیں تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں۔ ان سب پر ایمان
 لاتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے رب کی طرف سے
 راہِ راست پر ہیں۔ فلاں پلنے والے ہیں۔ (البقرہ ۱۲۵)

قرآن کریم کی پہلی سورہ، سورہ فاتحہ یا الحمد شریف ہے۔ سورہ البقرہ
وضاحت دوسری سورہ ہے۔ لیکن الحمد شریف بندہ کی زبان سے اللہ تعالیٰ
 کی تعریف حمد و ثنا اور دعا ہدایت و نجات ہے۔ یہ سورہ شریفہ بندوں کو تعلیم کی گئی

ہے کہ اس طرح دعائیں مانگا کرو۔ کیونکہ یہ مضمون مخلوق کی جانب سے خالق کی خدمت میں التماس کی صورت ہے۔ اس لئے سورۃ البقرہ وہ پہلی صورت ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے احکامات کا نزول فرمایا ہے۔ اور اس سورۃ میں سب سے پہلے جو مضمون ہے۔ وہ یہی ہے کہ کس کو فائدہ حاصل ہوگا۔ اور کس کو ہدایت حاصل ہوگی۔

سورۃ بقرہ کی یہ ابتدائی آیات واضح کرتی ہیں کہ بلاشبہ قرآن کریم ہدایت مفہوم کا اور رہنمائی کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ لیکن یہ ہدایت کس کو حاصل ہوگی اور

کون اس سے خاطر خواہ استفادہ حاصل کر سکے گا۔ ظاہر ہے کہ ہر شخص یہ دولت حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ قرآن مجید عیسائی آریہ سماجی، مرزائی اور دیگر غیر مسلم بھی پڑھتے ہیں۔ لیکن ان کا پڑھنا نعوذ باللہ اعتراض اور اغلاط تلاش کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ نہ کہ رہنمائی حاصل کرنے کے لئے کہ یہ لوگ قطعی ہدایت یافتہ نہیں ہیں۔ بلکہ اعتراض کرنے والے ہیں۔ جس کا خمیازہ دنیا و آخرت میں انکو اٹھانا پڑے گا۔ یہی صورت نام نہاد مسلمانوں اور منافقوں کے لئے بھی ہے۔

ایک دوسرا گروہ اور ہے۔ جو قرآن کریم کی تلاوت نہیں کرتا۔ اس پر عمل بھی نہیں کرتا۔ لیکن اس کی عزت و احترام کرتے ہیں۔ اس طرح وہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ الہامی کتاب ہے۔ یہ گروہ جس میں مسلمان اور غیر مسلم دونوں شامل ہیں، بلاشبہ قرآن کریم کے فیوض اور برکات سے مالا مال ہوں گے۔ لیکن ہدایت اور رہنمائی ان کا حصہ بھی نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہدایت اور رہنمائی جن کو حاصل ہوگی۔ وہ لوگ قرآن کریم کے مطابق ان لوگوں کو حاصل ہوگی۔ کہ جو متقی ہوں۔ غیب پر ایمان رکھتے ہوں۔ نماز قائم رکھتے ہوں اور خیرات و زکوٰۃ ادا کرتے ہوں اور جو کتاب میں مثلاً زبور، توریت

انجیل وغیرہ پیشتر انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی ہیں۔ ان پر ایمان رکھتے ہوں اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور آخرت پر یعنی یوم حساب اور اسکے بعد والی زندگی پر یقین رکھتے ہوں۔ یہی جماعت فلاح پانے والی ہے۔

رہے اعتراض اور اغلاط تلاش کرنے والے اور کافر اور منکر کہ جو **کافر و منکر** ظاہر میں کفر و شرک کرتے ہوں یا منافق ہوں۔ ظاہر و باطن میں فرق ہو۔ ان کے لئے قرآن کریم میں کوئی ہدایت نہیں۔ الا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو توفیق عطا فرمائے اور وہ ایمان لے آئے۔ ارشاد باری ہے:-

جن لوگوں نے (ان باتوں کو تسلیم کرنے سے) انکار کر دیا۔ ان کے لئے یکساں ہے۔ خواہ تم انہیں خبردار کرو یا نہ کرو۔ بہر حال وہ ماننے والے نہیں ہیں۔ اللہ نے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے۔ وہ سخت سزا کے مستحق ہیں۔ (البقرہ: ۱۷)

قرآن کریم جس عزت و احترام کا مستحق ہے۔ وہ تو حقیقت **آداب تلاوت** میں صرف اس پر عمل پیرا ہو کر ہی ادا ہو سکتی ہے۔ لیکن ظاہری اطوار میں بھی اس کے آداب مقرر ہیں۔ مثلاً ناپاکی کی حالت میں اسے ہاتھ لگانا یا چھونا سخت گناہ ہے۔ بلکہ قرآن کریم کی تلاوت کے لئے با وضو ہونا ضروری ہے۔ جسم و لباس اور جگہ کی پاکی کے ساتھ ساتھ وضو بھی لازمی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے "اس کو بجز پاکوں کے کوئی ہاتھ نہیں لگاتا" (الواقعہ: ۱۷)

قرآن پاک پر جزدان اور چولی چڑھانا اسی احتیاط کی وجہ سے ہے کہ کسی وقت بغیر وضو ہاتھ نہ لگ جائے۔ واضح رہے کہ بغیر وضو ہاتھ لگانا منع ہے۔ تاہم حافظ قرآن

بغیر ہاتھ لگائے قرآن پاک کی تلاوت بغیر وضو بھی کر سکتا ہے۔ لیکن افضل یہی ہے کہ وضو کر لیا جائے۔

اس کے علاوہ قرآن پاک کی تلاوت کے لئے سب ذیل ہدایات خود قرآن پاک سے ثابت ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

۱۔ سو جب آپ قرآن پڑھنا چاہیں تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں۔ کیونکہ اس کا قابو ان پر نہیں چلتا۔ جو ایمان رکھتے ہیں اور اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ (النمل ۱۳)

۲۔ اور قرآن کو خوب صاف صاف پڑھیں۔ (المزمل ۱۳)

۳۔ اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رہو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (الاعراف ۱۶)

یعنی جب تلاوت کا ارادہ ہو تو جسم و لباس کی پاکی کے ساتھ وضو کیا جائے اس کے بعد تلاوت سے قبل اعوذ باللہ پڑھنا چاہیے۔ قرآن کریم مخارج کی ادائیگی کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر اور تسلی و اطمینان سے تلاوت کیا جائے۔ عجلت نہ کی جائے۔ آواز اوسط درجہ کی ہونے بلند ہو اور نہ لپٹا ہو۔ تاکہ اگر کوئی دوسرا قریب ہے اور وہ مصروف ہے تو اس کا ہرج نہ ہو۔ کوئی سو رہا ہو تو اس کی نیند خراب نہ ہو۔ دوسرے کی راحت اور آرام کا خیال کرنا مومن پر واجب ہے۔

اور اگر کوئی دوسرا آدمی تلاوت کر رہا ہو تو کان لگا کر غور سے سنو اور کوئی بات چیت نہ کرو۔ خاموشی اور احترام کے ساتھ سنو تاکہ تم اللہ کریم کی رحمت کے مستحق قرار پاؤ۔

اس کے علاوہ ایسی مجلس اور اس قسم کے بے قماش لوگوں میں
احتیاطِ لازم | بیٹھنا منع ہے کہ جہاں قرآنِ کریم کا مذاق اڑایا جائے اس میں

سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔ ارشادِ باری سبحانہ و تعالیٰ ہے کہ

جب اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر استہزا اور کفر ہوتا ہوا سنو تو ان لوگوں
کے پاس مت بیٹھو۔ جب تک وہ کوئی اور بات نہ شروع کریں کہ

اُس حالت میں تم بھی ان ہی جیسے ہو جاؤ گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ منافقوں

کو اور کافروں کو دوزخ میں ایک جگہ اکٹھا کریں گے۔ (النار ۲۰)

اللہ رب العزت کا کلام بلاشبہ نبی نوعِ انسان کے
حفاظتِ کلام اللہ | لئے ہدایت اور رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔ قرآنِ کریم اللہ

تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ اب نہ کوئی نبی آنے والا ہے اور نہ کوئی کتاب نازل
ہوگی۔ سابقہ صحیفوں میں جو اب موجود ہیں۔ کوئی بھی اپنی اصلی صورت میں نہیں ہے۔

بلکہ سب میں تحریف ہے۔ صرف قرآنِ کریم ہی ایسی کتاب ہے جو اپنی اصل حالت
میں موجود ہے۔ یہ اس لئے کہ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔

قرآنِ کریم کے تراجم دنیا کی تقریباً سب بڑی زبان میں ہو چکے ہیں اور کروڑوں
تراجم | انسان اس کے اصل متن کے ساتھ اپنی زبان میں اسکا ترجمہ پڑھتے ہیں۔

خود اردو فارسی زبان میں تقریباً ایک ہزار سے زیادہ تراجم و تفاسیر ہیں۔ جن کا
ریکارڈ ہے۔ ہندوپاک میں قرآنِ کریم کا پہلا فارسی ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ

نے کیا تھا۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ
علیہ نے۔ پھر حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ رفیع الدین نے

اردو ترجمے کے یہ تراجم آج بھی ملتے ہیں۔ تراجم کا یہ سلسلہ جاری ہے اور انشا اللہ جاری رہے گا۔ انگریزی، ہندی، بنگالی، پنجابی، سندھی اور پشتو وغیرہ زبانوں میں بھی قرآن کریم کے تراجم ہیں اور دنیا بھر میں تراجم ہوتے رہتے ہیں۔

تفاسیر تراجم کے علاوہ تفاسیر کی بڑی تعداد موجود ہے۔ جن میں عربی کی مشہور تفاسیر تفاسیر ابن عباس، تفسیر کبیر، تفسیر طبری، تفسیر ابن کثیر وغیرہ آج بھی ملتی ہیں۔ جبکہ یہ صدیوں قبل کی ہیں اور کچھ سات آٹھ صدی قبل کی ہیں۔ جدید اردو تفاسیر میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبد الماجد دریا بادی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا احمد رضا خان صاحب، شاہ عبدالقادر، مولانا غلام اللہ خان، مولانا امین احسن اصلاحی اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی تفاسیر فی زمانہ سہل اور عام فہم ہیں۔ خصوصاً مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا ترجمہ قرآن اور تفسیر موسومہ تفہیم القرآن نہایت سہل اور مروجہ اردو کے مطابق ہے۔ وقت کے ساتھ زبان میں تبدیلی فطری امر ہے۔ ایک صدی قبل کے تراجم آج کے ترجمے سے قطعی جدا ہیں۔ خود ان کے ترجمہ میں بنیادی فرق نہیں ہے۔ صرف انداز زبان اور الفاظ کے انتخاب کا فرق ہے۔

ان حضرات مفسرین پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت فرمائے اور ان سب کے درجات بلند فرمائے کہ ان ہی حضرات کی خدمت و عقیدت قرآن کے باعث ہم فہم قرآن حاصل کر سکے ہیں۔ تفسیر کا کام صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے شروع ہوا اور انشاء اللہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔

ہر دور اور ہر زمانہ میں قرآن کریم کی خدمت اور اظہار عقیدت کا سلسلہ جاری رہا ہے۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔

حضرات مفسرین اور علماء کرام نے قرآن کریم کی ایک ایک آیت بلکہ ایک ایک لفظ حتیٰ کہ زیر پر بھی اپنی عمریں لگائی ہیں اور ایک ایک حرف کی تعداد دریافت کی ہے۔ یہ تفصیلات اگلے صفحات میں پیش کی جا رہی ہیں۔

قرآن پاک کی تلاوت کا اجر اور ثواب بے حد و حساب ہے۔ **تلاوت کا اجر** قرآن کریم ناظرہ یعنی دیکھ کر پڑھنا بھی اس درجہ ثواب کا موجب ہے کہ ہر حرف پندرہ نیکوں کا اجر ہے۔ یعنی الحمد۔ اگرچہ ایک لفظ ہے لیکن یہ تین حروف کا مجموعہ ہے۔ صرف اسی ایک لفظ کی تلاوت پر تیس نیکوں کا اجر ملتا ہے۔

انگلی رکھ کر یعنی سطر پر انگلی پھیرتے ہوئے پڑھنا مزید ثواب کا موجب ہے۔ ایسا شخص جو لگنت یا بہکلا بٹ کا عادی ہو۔ اس کو مزید اجر و ثواب ملے گا۔ کیونکہ یہ خصوصی کوشش اور ذوق و شوق سے تلاوت کرتا ہے۔

حافظ قرآن کے درجات بے حد بلند ہیں۔ نہ صرف یہ شخص بلکہ اس کے والدین اور استاد بھی بلند مراتب کے حامل ہونگے۔ حافظ قرآن عام لوگوں سے پانچ صد برس قبل جنت میں داخل کیا جائیگا اور اس کو اختیار ہوگا کہ دس دوسرے افراد کو اپنے ہمراہ جنت میں داخل کرے۔

قرآن کریم کی عظمت اور اکرام و احترام کے اظہار اور اسکے **احادیث شریفہ** اجر و ثواب کے سلسلہ میں بے شمار احادیث ثابت ہیں۔ چند

احادیث شریفہ درج ہیں

حضرت عائشہ صدیقہ ام المؤمنین سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :-

۱۔ قرآن کا ماہران تلاوت کے ساتھ ہے جو میرٹنشہ میں اور نیک کار میں اور جو شخص قرآن شریف کو اٹکتا ہوا پڑھتا ہے اور وقت اٹھاتا ہے اسکو دوسرا اجر ہے

۲۔ حضرت ابن عمر سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ :-
حدود و شخصیتوں کے سوا کسی پر جائز نہیں۔ ایک وہ جس کو حق تعالیٰ شانہ نے قرآن شریف کی تلاوت عطا فرمائی اور وہ دن رات اس میں مشغول رہتا ہے۔ دوسرے وہ شخص جس کو حق سبحانہ تعالیٰ نے مال کی کثرت عطا فرمائی اور وہ دن رات اسکو نیک کاموں میں خرچ کرتا ہے۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن صاحب قرآن سے کہا جائیگا کہ قرآن شریف پڑھتا جا اور بہشت کے درجوں پر چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ۔ جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا پس تیرا مرتبہ وہی ہے۔ جہاں آخری آیت پر پہنچے قرآن پاک کے اجر و ثواب اور اس کی فضیلت کے علم کے لئے فضائل قرآن مطالعہ نا ضروری ہے۔ یہ عام اور ہر جگہ باسانی دستیاب ہے۔ یہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریا صاحب مدظلہ کی تالیف ہے۔

تلاوت کا طریقہ | قرآن پاک کی تلاوت کے بھی آداب اور طریقہ صحابہ کرام سے رائے راجح ہیں۔ محض نام کے لئے یا بعد میں اضافہ کیلئے

جلد جلد پڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ بلکہ خارج کی ادائیگی اور ترتیل کے لحاظ سے تلاوت کرنا ضروری ہے۔ خواہ وہ مختصر ہی کیونکہ نہ ہو۔ بعض اصحاب عام تلاوت میں بھی اور خصوصاً تراویح میں اس قدر تیز پڑھتے ہیں کہ نہ مخرج اور حروف کی ادائیگی ہوتی ہے اور نہ کوئی لفظ سمجھ میں آتا ہے۔ یہ تلاوت ہرگز تلاوت کے معنی میں نہیں ہے۔ تلاوت اگر احتیاط و آداب کے خلاف ہو تو نیکی برباد گناہ لازم کے مصداق قرآن کریم اس پڑھنے والے پر لعنت بھیجتا ہے۔

قرآن کریم کا ایک پارہ روزانہ بعد نماز فجر تلاوت کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ کسی دیگر وقت بھی کر سکتا ہے۔ لیکن یہ بہتر ہے کہ ہر صبح کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے کلام سے ہو۔ جس قدر وقت ہو اس کی مناسبت سے تعداد کم و بیشی کی جاسکتی ہے۔ لیکن ہر صورت میں آداب اور ترتیل کا لحاظ لازم ہے۔ دوران تلاوت کوئی دیگر کام یا بات چیت نہ کرے۔ کیسوی سے تلاوت کرنی چاہیے۔

ترتیل کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ:-
ترتیل ۱۔ ترتیل لغت کی رو سے صاف اور واضح پڑھنے کو کہتے ہیں اور شرع شریف میں کسی چیز کی رعایت کے ساتھ تلاوت کرنے کو کہتے ہیں۔ اول حروف کو صحیح نکالنا یعنی ان کے مخرج سے پڑھنا تاکہ "ط" اور "ت" "ص" اور "ث" اور "س" اور "ض" و "ظ" کا فرق واضح ہو۔

۲۔ وقوف کی جگہ پر اچھی طرح سے ٹھہرنا۔ تاکہ وصل اور قطع کلام کا فرق ظاہر ہو۔

۳۔ زیر، زبر اور پیش کو اچھی طرح سے ظاہر کرنا۔

۴۔ آواز کو اس قدر بلند رکھنا کہ قرآن کریم کے الفاظ زبان سے نکل کر کان تک

پہنچیں اور وہاں سے دل تک پہنچیں۔

۵۔ آواز اس طرح درست ہو کر دل پر اثر انداز ہو۔

۶۔ تشدید اور مد کو بخوبی ادا کرے۔

۷۔ آیاتِ رحمت اور عذاب کا حق ادا کرے۔ یعنی اگر معنی سمجھتا ہو یا ترجمہ والا

قرآن شریف ہو تو آیاتِ رحمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور دعا کرے کہ

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس جماعت میں شامل فرمائے اور آیاتِ عذاب پر توبہ و

استغفار کرے اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تلاوتِ کلامِ پاک کی اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

بعض افراد عادتاً قرآن کی قسم کھاتے ہیں واقعہ درست ہو یا

قرآن کی قسم | غلط ہو۔ ہر صورت میں قسم نہیں کھانا چاہیے۔ قسم اٹھانا یا قسم کھانا

ہر صورت میں ناپسندیدہ ہے۔ تاہم جہاں واقعی ضرورت ہو تو صرف اللہ تعالیٰ کی

قسم کھانا چاہیے۔ قرآن کی قسم یا اپنے سر کی قسم یا جان کی قسم نہیں کھانی چاہیے۔

قسم کا مفہوم اور مقصد گواہ کرنا ہے۔ یعنی اپنی بات کی دلیل میں گواہ پیش

کرنا ہے۔ یہ گواہ صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذاتِ گرامی ہی ہو سکتی ہے کہ غیب

کا علم صرف اسی ذاتِ واحد کو ہے۔ ورنہ کسی بھی دیگر شے کو کیا علم کہ گواہی سچی ہے

یا جھوٹ بولتا ہے۔ واضح رہے کہ جھوٹی قسم کھانا سخت گناہ ہے۔

یہی صورتِ حلف کی ہے۔ جھوٹا حلف اٹھانا یا جھوٹی بات پر قرآن کریم اٹھانا

اشہا ورجہ غلط اور سخت گناہ کا موجب ہے۔ حلف کا مقصد بھی اللہ کریم کو گواہ بنانا

ہے۔ ان دونوں صورتوں میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

قرآن حکیم کے بارہ میں ضروری معلومات

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ

غَارِ حَرَامٍ مِّنْ نَّازِلٍ هُوَ لِي

قرآن کریم کی سب سے پہلی وحی

أَلْيَوْمِ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ

حج الوداع میں نازل ہوئی۔

قرآن کریم کی سب سے آخری وحی

کل آیات = ۶۶۶۶ کل تعداد کلمات = ۸۶۲۲۰

کل تعداد حروف = ۲۲۲۷۶۰ کل تعداد منزل = ۷

کل تعداد پارے = ۲۰ کل تعداد سورت = ۱۱۴ کل تعداد رکوع = ۵۴۰

کل تعداد سجدہ = (امام اعظم کے نزدیک) ۱۴ آیات سجدہ کی تلاوت پر سجدہ کرنا

واجب ہے خواہ نماز میں ہی تلاوت کی جا رہی ہو۔

۱۔ حروف

تفصیل حروف و اعراب

۹۵۰۰	ک	۲۰۱۲	ص	۲۴۱۶	خ	۲۸۸۷۲	ا
۲۲۳۲	ل	۱۳۰۷	ض	۵۶۰۲	د	۱۱۲۲۸	ب
۳۴۵۳۵	م	۱۲۷۷	ط	۴۶۷۷	ذ	۱۱۹۹	ث
۴۰۱۹۰	ن	۸۴۲	ظ	۱۱۷۹۳	ز	۱۲۷۶	ث
۲۵۵۳۶	و	۹۲۲۰	ع	۱۵۹۰	ز	۲۲۷۳	ج
۱۹۰۷۰	ح	۲۲۰۸	غ	۵۹۹۱	س	۹۷۳	ح
۳۷۲۰	ل	۸۴۹۹	ف	۲۱۱۵	ش		
۲۵۹۱۹	ی	۶۸۱۳	ق				

باب اعراب

۱۲۷۲	تشدید	۸۸۰۲	پیش	۵۳۲۲۲	زیر
۱۰۵۶۸۲	نقطے	۶۷۷۱	ند	۲۹۵۸۲	زیر

ضروری ہدایات (ع) قرآن مجید میں بیس مقامات ایسے ہیں کہ ذرا سی بے احتیاطی

سے نادانستہ کلمہ کفر کا ارتکاب ہو جاتا ہے۔ زیر زیر

اور پیش میں رد بدل کر دینے سے معنی کچھ سے کچھ ہو جاتے ہیں اور دانستہ پڑھنے سے

گناہ کبیرہ بلکہ کفر تک ذرت پہنچ جاتی ہے۔ ذیل میں وہ تمام مقام درج کئے جاتے ہیں۔

نمبر شمار	مقام	صحیح	غلط
۱	سورہ فاتحہ	النعمت علیہم	النعنت علیہم
۲	سورہ بقرہ ۱۵۷	ایاک نعبد	ایاک (بلا تشدید)
۳	سورہ بقرہ ۱۵۷	وإذ ابتلنا إبراهيم سرية	إبراهيم سرية
۴	سورہ بقرہ ۲۲	قتل داود جالوت	داود جالوت
۵	آیہ الکرسی ۲۲	الله لا إله إلا هو	الله (بالمد)
۶	سورہ بقرہ ۲۶	والله يضعف	يضعف
۷	سورہ بقرہ ۶۲	مرسل مبشرين ومنذرين	مبشرين ومنذرين
۸	سورہ بقرہ ۱۷	من المشركين وسؤلة	سؤلة
۹	سورہ بقرہ ۲۱	وما كنا معدنين	معدنين
۱۰	سورہ بقرہ ۷۷	وعصى آدم سرية	آدم سرية
۱۱	سورہ بقرہ ۶	إني كنت من الظالمين	إني كنت
۱۲	سورہ بقرہ ۱۱	لشكون من المذرين	مذرين

يُحْتَشَى اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعَالَمُونَ	سوره فاطر ع ۲	۱۳
فِيهِمْ مُنْذِرِينَ	صافات ع ۲	۱۴
اللَّهُ سَأَلَهُ	فتح ع ۲	۱۵
مُصَوِّرًا	حشر ع ۳	۱۶
إِلَّا الْخَاطِئُونَ	حاقة ع ۱	۱۷
فَرِيعُونَ السُّؤْلُ	مزمل ع ۱	۱۸
فِي ظِلَالٍ	مرسلات ع ۲	۱۹
مُنْذِرًا	والنزع ع ۲	۲۰

۲۔ رسم الخط عربی میں یا تے مجہول نہیں ہے۔ لیکن قرآن مجید میں صرف ایک موقع پر آئی ہے مجزہا و مرسہا کو "جرے ہا و مرسہا" پڑھیں گے۔ علاوہ ازیں قرآن مجید میں اکثر جگہ الف لکھا جاتا ہے۔ لیکن پڑھا نہیں جاتا۔ مثلاً علامت جمع کے لئے جو الف آتا ہے۔ اس کو نہیں پڑھتے۔ جیسے قالوا میں آخری الف نہیں پڑھا جائے گا۔ انا کو ان پڑھتے ہیں، آخری الف نہیں پڑھا جاتا۔ اٹھارہ مقامات اور ہیں، جہاں الف نہیں پڑھا جاتا۔ نقشہ ذیل میں اس الف پرہ بنا دیا گیا ہے۔

بِسْمِ الَّذِي، ع ۱۴۔ آیت ۱	إِشَاءِي	آغاز سورہ آل عمران	بِسْمِ اللَّهِ
ع ۱۷۔ آیت ۷	لَكِنَّا	لَكِن تَنَالُوا ع ۶۔ آیت ۱	أَفَأَنْتُمْ مُبَات
وقال الذين، ع ۱۷۔ آیت ۷	لَا أَدْبَحْتَهُ	ع ۸۔ آیت ۲	لَا إِلَى اللَّهِ
سورہ حجرات، ع ۲۔ آیت ۱	بِئْسَ الْأَسْمُ الْفُسُوقُ	لا يحيب الله ع ۹۔ آیت ۲	تَبُوءُوا
ومالي، ع ۶۔ آیت ۷	لَا إِلَى الْكُجَعِيمِ	قال الملا ع ۲۔ آیت ۲	مَلَأْتِهِ
سورہ محمد، ع ۲۔ آیت ۲	تَبِيلُوا	واعلموا ع ۱۳۔ آیت ۵	لَا أَوْضَعُوا

سورہ بکرم، ع ۲۔ آیتہ ۱۹	سورہ بکرم، ع ۲۔ آیتہ ۱۹	سورہ بکرم، ع ۲۔ آیتہ ۱۹	سورہ بکرم، ع ۲۔ آیتہ ۱۹
سورہ دھریع، ع ۱۔ آیتہ ۲	سورہ دھریع، ع ۱۔ آیتہ ۲	سورہ دھریع، ع ۱۔ آیتہ ۲	سورہ دھریع، ع ۱۔ آیتہ ۲
سورہ بکرم، ع ۲۔ آیتہ ۱۹	سورہ بکرم، ع ۲۔ آیتہ ۱۹	سورہ بکرم، ع ۲۔ آیتہ ۱۹	سورہ بکرم، ع ۲۔ آیتہ ۱۹

رموز و اوقاف و رسم الخط

اوقاف لازمی اور ضروری :-

نمبر شمار	علامات	رموز
۱۔	م	وقف لازم
۲۔	ط	وقف مطلق
۳۔	سکتہ	علامت سکتہ یہاں اس طرح ٹھہر کر سانس نہ ٹوٹے یہ علامت تمام قرآن مجید میں صرف چار مقامات پر آئی ہے۔
۴۔	وقفہ	علامت وقفہ اس مقام پر سانس توڑ دو۔
۵۔	○	ختم آیت کی علامت ہے۔ دائرہ پر اگر کوئی اور علامت نہ ہو تو رک جاؤ ورنہ علامت کے مطابق عمل کرو۔
۶۔	۵	آیت کوئی ہے اسکا حکم بھی وہی ہے۔ جو دائرہ کا ہے۔

وصل یعنی وہ مقام جہاں ملا کر پڑھنا ضروری ہے :-

لا	جب ۵۵ کے بغیر ہو تو ملانا ضروری ہے۔
----	-------------------------------------

ذیل کی علامت میں وصل بہتر ہے :-

نمبر شمار	علامت	دروز
۱	ز	وقف مجوز
۲	ج ز	وقف جائز و مجوز
۳	ق	وقف کا قول ضعیف ہے۔ "ق" قبل علیہ الوقف کا محقق ہے۔
۴	صلے	الوصل اولیٰ کا محقق ہے۔ یعنی وصل بہتر ہے۔
۵	صل	علاؤ

جہاں وقف بہتر ہے :-

۱	قف	وقف بہتر کی ایک علامت ہے، اس کے علاوہ قرآن مجید میں اکثر حاشیہ پر جو وقف النبیؐ، وقف جبریل، وقف غفران، وقف منزل لکھا ہوتا ہے تو وہاں بھی وقف بہتر ہے۔
---	----	---

وقف اور وصل مساوی ہیں :-

۱	ہ	ان دونوں کو آیت لاکھتے ہیں، دونوں کے وقف یا وصل میں اختلاف ہے۔
۲	و	مختصر یہ کہ دونوں جائز ہیں، کسی امر کو ترجیح نہیں دی جاسکتی، پڑھنے والا حسب معانی وقف یا وصل کر لے۔
۳	ج	وقف جائز
۴	ص	یہاں وقف کی رخصت ہے۔

لامات متفرقہ

علائقہ	علامات	رموز
ک	کذا لک کا مخفف ہے۔ اس سے مراد ہے کہ جو رمز اس سے پہلی آیت میں آچکی ہے۔ اسی کا حکم اس پر بھی ہے۔	
معاقلہ	عاشیہ پر لکھی جاتی ہے۔ مراد یہ ہے کہ تین جملوں میں سے جن دو کو چاہو ملا لو۔	
پ	یہ معائنہ کی علامت ہے، عاشیہ پر جمع ہوتا ہے۔ دو آیتوں کے مابین دو مقام پر ہر دو ایسے جلتے ہیں۔	

وقت کے متعلق ضروری اشارے | قرآن شریف پڑھنے سے پہلے حروف کی صحیح ادائیگی اشد ضروری ہے۔ یہ کرنی عام

بہ نہیں ہے کہ آپ اسے رواروی میں یا آرام سے کرسی پر بیٹھ کر بطور تفریح پڑھیں۔
 کے لئے ضروری ہے کہ پڑھتے وقت آپ کو یا سننے والے کو معلوم ہو سکے کہ آپ
 ان کو لفظ پڑھ رہے ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف کے کئی الفاظ مشتبہ الصوت ہیں۔
 کو عام طور پر اس طرح پڑھا جاتا ہے کہ ان کا فرق معلوم نہیں ہوتا۔ وہ مندرجہ ذیل حروف ہیں۔
 ت - ط - ث - س - ص - ح - ذ - ز - ض - ظ

جب تک ان حروف کو ان کے مخارج سے ادا نہ کیا جائے گا۔ ان کا فرق معلوم نہ
 گا۔ اس لئے تلاوت کرتے وقت مندرجہ ذیل امور کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔
 - دھ، ابتدائے حلق سے۔

ع۔ ح، وسط حلق سے۔

غ۔ خ، انتہائے حلق سے۔

ق، ابتدائے بیخ زبان اور اوپر کے تالو سے۔

ک، ابتدائے بیخ زبان اور اوپر کے تالو سے "ق" کے مخرج سے تھوڑا ہٹ

ج۔ ش۔ می، زبان کے درمیان اور اوپر کے تالو کے درمیان سے۔

ض، زبان کے کنارے اور دانتوں کے پاس سے یعنی سارے کنارے زبان

لگانے سے۔ بائیں طرف کے اوپر کی دائروں کی جڑ سے یا سیدھی طرف

مگر بائیں طرف سے آسان ہے۔

ل، زبان کی نوک کے پاس سے اور اوپر کے تالو سے۔

ن، زبان کے سر اور اوپر کے دانتوں کے نیچے سے۔

د، زبان کے سر اور اوپر کے دانتوں کے نیچے سے بعد نون کے مخرج کے

ط۔ و۔ ت، زبان کے سر اور اوپر کے دانتوں کی جڑ سے۔

ظ۔ ذ۔ ژ، زبان کی نوک اور گلے دانتوں کے کنارے سے۔

س۔ ص۔ ز، زبان کی نوک اور گلے دانتوں کے درمیان سے۔

ف، نیچے کے ہونٹ کے اندر اور اوپر کے کنارے سے۔

ب۔ م۔ و، ہونٹوں کے بیچ سے۔

۱، فضائے دہن سے یعنی الف تو فقط ایک ہوا ہے کہ اندر سے نکلتی ہے

فن تجوید یعنی تلاوت کے سلسلہ میں قرار کی بہت سی کتابیں اور ان کی شرح

موجود ہیں اور قرآن پڑھانے کے بیسیوں ادارے پاکستان کے ہر شہر میں موجود

س لئے اگر خدا توفیق دے تو کسی قاری سے متذکرہ بالا حروف کے مخارج کی مشق
 رزی جائے۔ کیونکہ قرآن پاک کی صحیح طریقہ سے تلاوت ضروری ہے۔ ورنہ مخارج
 کے خلاف حروف کے نکلنے سے ان کے معانی بدل جائیں گے۔ اور بعض اوقات تو
 سناہ کبیرہ سے بھی بڑھ کر گناہ ہو جاتا ہے۔ معذوری۔ مجبوری۔ دوسری بات ہے۔
 بشرطیکہ شوق غالب ہو۔

تذکار

تمام قرآن میں :-

- ۱۱ مقامات پر حضور سرور کائنات کو "یا ایہا النبی" کہہ کر خطاب کیا گیا ہے۔
- ۱۲ مقامات پر لفظ "امام" آیا ہے۔
- ۱۳ سے زائد مقامات پر دعائے نکلنے کی تاکید کی گئی ہے۔
- ۱۵ جگہ پر خیرات کی ترغیب و تاکید موجود ہے۔
- ۱۶ جگہ نماز پڑھنے پر زور دیا گیا ہے۔

اگر ہم نماز نہیں پڑھتے تو اسی صورت میں ہم ویدہ والنتہ احکامات قرآن کی
 خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں اور پھر ایک مسلمان اور کافر کے درمیان کوئی
 تیسرا باقی نہیں رہ جاتا۔ نماز پڑھنے سے صرف یہ فرق ہی نہ مٹے گا۔ بلکہ آپ کو قرآن
 کی بعض سورتیں یاد ہو جائیں گی۔ نماز باجماعت پڑھتے وقت امام کی قرات سننے
 کے آپ کو تلاوت کے وقت صحیح مخارج سے قرآن پڑھنے میں آسانی ہوگی۔

قرآن فہمی

قرآن محض نظریات، تصورات، یا خیالات کی کتاب نہیں کہ آپ اسے بطور ناول یا افسانہ مطالعہ کریں۔ بلکہ یہ تو غور و فکر کی کتاب ہے۔ آپ اس کے مطالعہ کے وقت سب سے پہلے اپنے ذہن کو، پہلے سے قائم کئے ہوئے تصورات و نظریات سے یا موافقانہ اور مخالفانہ اغراض سے پاک کر لیں اور خدا کو، حاضر ناظر جان کر قرآن فہمی کی نیت و دُعا سے تلاوت کریں اور ترجمہ پڑھتے وقت اپنی عملی زندگی کا ساتھ ساتھ جائزہ لیتے جائیں کہ قرآن جن باتوں کے کرنے کا اور جن سے رکنے کا حکم دے رہا ہے۔ آپ اس حکم ربی کی کہاں تک تعمیل کر رہے ہیں؟ اگر نہیں کر رہے۔ تو آپ کو ان احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تاکہ بروز حساب آپ کو خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خفت و ذلت نہ اٹھانی پڑے۔

منازل قرآن

قرآن کریم کی کل مدت نزول تقریباً ۲۲ سال اور ۵ ماہ ہے۔ اس کی سات منزلیں ہیں تقسیم منازل حسب ذیل ہے۔

- ۱۔ سورۃ فاتحہ سے سورۃ نسا تک۔
- ۲۔ سورۃ مائدہ سے سورۃ توبہ تک۔
- ۳۔ سورۃ یونس سے سورۃ نحل تک۔

- ۴ - سورہ بنی اسرائیل سے سورہ فرقان تک -
 ۵ - سورہ شعراء سے سورہ یسین تک -
 ۶ - سورہ الصافات سے سورہ حجرات تک -
 ۷ - سورہ "قی" سے سورہ الناس تک -

اقسام آیات

۱۰۰	=	آیات وعدہ
۱۰۰	=	آیات وعید
۱۰۰	=	آیات نہی
۱۰۰	=	آیات امر
۱۰۰	=	آیات مثال
۱۰۰	=	آیات قصص
۲۵۰	=	آیات تحلیل
۲۵۰	=	آیات تحریم
۱۰۰	=	آیات تسبیح
۶۶	=	آیات متفرقہ

کل آیات = ۶۶۶۶

قرآن سے وابستگی

اس امر کا اندازہ کہ آپ کو قرآن کریم سے کتنی وابستگی ہے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ ان کی روشنی میں آپ خود بھی قرآن سے اپنی وابستگی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

۱۔ کیا آپ پر قرآن ناظرہ پڑھ چکے ہیں اور روانی سے صحیح پڑھ سکتے ہیں؟
۲۔ کیا تلاوت قرآن آپ کا معمول ہے؟ روزانہ؟ ہفتہ وار؟ یا گاہے گاہے، بے قاعدگی سے؟

۳۔ کیا آپ کو قرآن کا کوئی حصہ یا مکمل پارہ ہے؟ مثلاً بڑی سورتیں؟ چھوٹی سورتیں؟ دعائیں اور دوسری آیات نصیحت؟

۴۔ کیا آپ قرآن کے مطالب سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں؟ بذریعہ ترجمہ، بذریعہ تفسیر یا بذریعہ درس؟

۵۔ کیا آپ اپنے اہل و عیال کو بھی قرآن اور قرآنی تعلیمات سے بہرہ مند کرتے ہیں۔ اگر ان سوالات کا جواب نفی میں ہے۔ تو اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے آج سے ہی قرآن سے تعلق پیدا کیجئے۔ کیونکہ

گر تو می خواہی مسلمان زلیستن

نیت ممکن جز بہ قرآن زلیستن

قرآنی رحمت

قرآن کریم کو کھولتے ہی تَعُوذُ (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) کے ساتھ حمد و ذیل باتیں اگر خلوص دل سے ذہن نشین کر لیں تو قرآنی رحمت کے دروازے فی الفور کھل جائیں گے۔

۱۔ مجھے اپنی زندگی کے لئے صرف اسی کتاب سے ہدایت درپہنائی حاصل کرنی ہے۔ اس کے خلاف جو کچھ ہے۔ وہ غلط اور باطل ہے۔

۲۔ مجھے اس میں سے اپنے مطلب کی باتیں تلاش کر کے نفسانی خواہشات راہیں استوار نہیں کرنی بلکہ ان پابندیوں کو معلوم کرنا ہے۔ جو اللہ نے میرے لئے لازم کی ہیں۔ تاکہ میں غلط راستہ اختیار نہ کر سکوں۔

۳۔ قرآنی حقائق اور اوامر و نواہی کو مجھے بہ سروسچشم قبول کرنا ہے اور ان کی تاویلات باطلہ کا ہدف نہیں بنانا۔

۴۔ اپنی ذاتی یا جماعتی زندگی میں جو چیزیں قرآنی ہدایات کے خلاف یا باغی ہیں۔ ان کو غلط اور خلاف حق سمجھوں گا۔ اور ان کے لئے حجت و سند جواز تلاش نہ کروں گا۔

اگر

اس خلوص نیت سے آپ نے تلاوت کی اور خود کو برے اعمال سے قرآن سے عزت و ادب سے پیش آتے رہے تو خود قرآن تمہاری مدد کرے ورنہ قرآن مجید تمہارا مخالف ہو جائے گا۔ (امام غزالیؒ)

دانشج رہے کہ

ان مجید الہی کتاب نہیں۔ جو عام طور پر مصنف اور مولف لکھتے ہیں۔ جن کی نوع کی ترتیب ہوتی ہے۔ باب ہوتے ہیں اور ہر باب میں ضمنی عنوانات ہیں اور دیگر ابواب شروع ہوتے ہیں۔ اس لئے تلاوت یا ترجمہ کے وقت ہم کو ہرگز ایک عام کتاب پر محمول کر کے اس کی آیات اور مضامین کو بے ربطی سے نہ کرنا۔ سارے قرآن کریم میں انسان کو مختلف طریقوں یا آیتوں کے ذریعے اسی امر کی یاد دہانی کرائی گئی ہے کہ:-

لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ رَازِقُ كُلِّ شَيْءٍ

انسان کو دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرنی چاہیے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کو بند ہے۔

ان دنیوی زندگی کے اعمال کی بنا پر آخرت میں جزا و سزا ملے گی۔

ان کریم کی ہر آیت اور نصوص انہی امور کی دعوت دے رہی ہوتی ہے۔ اس لئے اسے بے ربط تصور کرنا۔ قرآن نا فہمی کی دلیل

سوتے وقت خود اپنا

مخاطب

آج آپ نے کچھ تلاوت کی؟

کس درجہ قرآن میں شمولیت کی؟

قرآن اور ترجمہ قرآن سنا؟

قرآن کے متعلق کسی کتاب یا مضمون کا مطالعہ کیا؟

قرآن کے کسی مضمون کے متعلق کسی سے کوئی گفتگو کی؟

قرآن کی کوئی بات اپنے بچوں یا گھروالوں کو بتلائی؟

قرآن

کے کس امر پر عمل کیا

اور کس نہی کو ترک کیا

تاکہ

آپ کے تعلق بالقرآن کا پتہ چل سکے۔

ضرورت احتیاط

قرآن کریم کی تلاوت کے سلسلہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد گرامی ہے کہ :-

ذَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ (البرذاونہ ابن ماجہ)

قرآن کریم کو اپنی آوازوں سے مزین کرو

مراد یہ ہے کہ قرآن کریم کو حتی الامکان اچھے لہجے اور خوش آوازی سے

ایسے بے دھنکے طریقہ سے نہ پڑھو کہ سننے والا اس کی طرف کھنے کی بجائے

سے دور ہو جائے۔ جیسا کہ حضرت سعدیؓ نے فرمایا ہے :-

مگر تو قرآن میری نبط خورانی

بہری زورین مست

مذیفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
 ان کو عربی لہجہ اور عربی آوازوں میں پڑھو اور دیکھو! خبردار!۔
 شوق اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے سے لہجے اختیار نہ کرو۔
 تقریب میرے بعد ایسے لوگ آنے والے ہیں۔ جو قرآن کو گا گا کر
 حے کے انداز میں پڑھیں گے۔ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے
 دل ان کے بھی فتنے میں پڑے ہوں گے۔ اور ان لوگوں کے بھی،
 ان کے طرزِ ادا کو پسند کرنے والے ہوں گے۔“

البیہقی فی شعب الایمان و رزین فی کتابہ (

ربی لہجے یا عربی آواز سے پڑھنے کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم بروایت ترمذی و ابوداؤد و نسائی قرآن کو اس طرح
 پڑھتے تھے کہ اس کے ایک ایک حرف کا پتہ چلتا تھا کہ وہ کونسا لفظ
 ہیں۔ یعنی آرام آرام سے پڑھتے تھے اور اتنی تیزی نہ دکھاتے تھے کہ
 سے کی سمجھ میں وہ الفاظ ہی نہ آسکیں۔ جو وہ تلاوت کر رہے تھے۔ آپ
 پڑھنے کا طریقہ یہ تھا کہ قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پڑھا کرتے تھے یعنی
 ذرہ الگ الگ کر کے پڑھتے تھے۔ تاکہ قرآن سننے والے کے ذہن نشین
 مثلاً آپ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ پڑھنے کے بعد ٹھہرتے تھے اور
 بِنِ الرَّحْمٰنِ پڑھتے تھے۔ اور پھر توقف فرماتے تھے۔ ایک ہی سانس
 اللہ سے والضالین تک نہ پڑھتے تھے۔ جیسے ہم اردو کتابیں آرام
 اور غور و فکر کے ساتھ پڑھتے ہیں یا جیسے عربی لوگ یا ایرانی لوگ اپنی

مادری زبان میں سادہ اور فطری طریق سے بات کرتے ہیں۔ اسے گالکے
 جیسے بعض حضرات حسنِ قرأت کے مظاہروں میں انعام حاصل کرنے کی خاطر
 کو عجیب عجیب دھنوں سے اس طرح پڑھتے ہیں۔ جیسے شاعر لوگ شاعر
 ہیں اور لوگ واہ واہ کے ڈونگرے برساتے ہیں۔ قرآن کسی شاعر کا کلام
 اسے شاعروں کی طرح ترنم سے پڑھا جائے۔

خوش الحانی سے قرآن پڑھنے اور گار قرآن پڑھنے کا فرق خوب
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث شریف میں واضح فرما دیا ہے کہ
 حَسِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ فَإِنَّ الصَّوْتِ الْحَسَنَ يَزِيدُ الْقُرْآنَ
 حُسْنًا۔ (رواہ الدارمی)

قرآن کو اپنی (اچھی) آوازوں کے ذریعہ حسین بناؤ۔ کیونکہ اچھی آواز قرآن کے حسن میں اضافہ
 دیتی ہے۔ یہی ایک دوسری حدیث میں حسنِ قرأت کے سلسلہ میں مزید
 یوں آتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون شخص قرآن
 اور اچھے طریقے سے پڑھنے والا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہے۔
 ”أَنْذَى بَحْشَى اللَّهِ“

یعنی وہ شخص کہ جب تم اسے پڑھتے ہوئے سنو تو تمہیں ایسا معلوم ہو
 وہ اللہ سے ڈر رہا ہے۔“

خدا کے خوف سے پڑھنے والے کی کیفیت اور طرزِ ادا اس شخص سے
 مختلف ہوتی ہے۔ جو محض داد و تحسین یا انعام و اکرام حاصل کرنے کے
 غنایہ لب و لہجہ اختیار کرتا ہے۔

سید بریلوی طرزان میں تصدق

اس لئے قرآن کریم کی تلاوت میں متذکرہ بالا ارشادات نبوی کو خاص طور پر پیش نظر رکھنا چاہیے۔ تاکہ یہ قرآن، پڑھنے والے کے لئے اخروی نجات و فلاح کا ذریعہ بن جائے۔ جیسا کہ اس ارشاد نبوی سے عیاں ہے:-

”اے قرآن پڑھنے والو! قرآن کو تکیہ مت بنا لو، بلکہ اس کی تلاوت کرو۔ جس طرح سے کہ اس کی تلاوت کرنے کا حق ہے۔ رات اور دن کے اوقات میں اور اسے غلائیر پڑھو۔ خوش آوازی کے ساتھ پڑھو اور جو کچھ مضامین اس میں ہیں۔ ان پر غور کرو۔ امید ہے تمہیں فلاح نصیب ہوگی اور اس کا ثواب جلدی سے (دنیا میں) حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو۔ کیونکہ (آخرت میں) اس کا ثواب لازماً ہے۔“

(اسیاقی)

اہمیت تلاوت

اگر آپ اس قدر اونچے مرتبے کے متمنی ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو آپ کی مجلس میں بیٹھنے اور شریک ہونے کا حکم ہو تو یہ بات کبھی صرف کلام اللہ شریف میں ہی ملے گی۔

اگر آپ اس قدر کاہل ہیں کہ کچھ کر ہی نہیں سکتے۔ تو بے محنت بے مشقت اکرام بھی آپ کو صرف کلام اللہ شریف میں ملے گا۔ کہ چپ چاپ کسی مکتب میں بیٹھ کر بچوں کا کلام مجید سنتے رہیں۔ اور مفت کا ثواب حاصل کریں۔

اگر آپ کی سیہ کاریاں حد سے متجاوز ہیں اور مراد کا آپ کو یقین بھی ہے۔ تو

پھر تلاوت کلام پاک میں ذرا بھی کوتاہی نہ کریں کہ اس درجہ کا سفارشی آگ
کو نہ ملے گا۔

• اگر آپ علوم انبیاء حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس کے گردیدہ و شیرانی ہیں
قرآن شریف پڑھیے اور جتنا چاہے کمال پیدا کیجئے۔

• اگر آپ زاہدوں کی اعلیٰ فہرست میں شمار چاہتے ہیں اور رات دن نوافل سے
آپ کو فرصت نہیں تو کلام پاک سیکھنا اور سکھانا اس سے افضل ہے

• اگر کوئی عابد افضل العبادات کی تحقیق میں رہتا ہے اور ہر کام میں اس کا مقصد
ہے کہ جس چیز میں زیادہ ثواب ہو۔ اسی میں مشغول رہوں۔ تو قرأت قرآن
افضل العبادات ہے یعنی نماز، روزہ، تسبیح و تہلیل سب سے افضل ہے

ارشادات نبوی

قرآن اللہ کی کتاب ہے۔

اس میں تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کے حالات ہیں۔ تم سے بعد ہونے والی
باتوں کی خبر ہے۔ اور تمہارے آپس کے معاملات کا فیصلہ ہے۔ اور یہ ایک
دو ٹوک بات ہے۔ منسی دل لگی کی بات نہیں۔ جو سرکش اسے چھوڑے گا
اللہ اس کی کمر توڑے گا۔ اور جو کوئی اسے چھوڑ کر کسی اور بات کو اپنی ہدایت
ذریعہ بنائے گا۔ اللہ اسے گمراہ کر دے گا۔

یہی خدا کی رسی ہے۔ اور یہی بالکل سیدھی راہ ہے۔ جس نے اس پر عمل کیا۔
پایگہا جس نے اسکی بنیاد پر فیصلہ کیا۔ اس نے انصاف کیا۔ جس نے اسکی طرف دعوت دی۔
نے سیدھی راہ کی راہنمائی کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔
(سید پرین نقان میں چھپا)

خراپیوں کی جر

یہ ہماری سب سے بڑی بد قسمتی ہے کہ ہم اسلام کو ایک مذہب یا مت سمجھ بیٹھے ہیں، اور یہی انداز فکر ہماری تمام خراپیوں کی جر ہے، اسلام تو درحقیقت زندگی گزارنے کا ایک آزمودہ فن ہے جو ہمیں آخرت کی کامیابی کے علاوہ اس دنیا میں بھی سرزندگی کی بشارت دیتا ہے۔ اسلام انسان سے صرف ایمان اور عمل صالح کا تقاضا کرتا ہے۔ اور ہمارے لئے ہر عمل اگر وہ خدا کی رضا جوئی کے لئے کیا جائے عبادت کا درجہ رکھتا ہے، صبر، سچائی و راستبازی، عدل، انصاف، امانت، عفو و درگزر، احسان، مساوات، اخوت و تقویٰ، اسلام کی پسندیدہ اقدار ہیں۔ اور حرص و آرزو، دروغ گوئی، غیبت، حق تلفی اور سب سے مذکورہ ہیں۔ جن سے بچنے کی اسلام تخلیق کرنا ہے۔ لیکن اسلام قوی اختیار سے ہمارا نصب العین یہ قرار دیتا ہے کہ ایسا معاشرہ تخلیق کیا جائے جس میں نیکیوں کو فروغ ہو اور برائیوں کا سدباب۔ اور اس معاشرے کو قائم کرنے کے بعد پوری دنیا کے لئے مسلمانوں کو امت شاہد اور امت وسط قرار دیتا ہے۔ کتنا عام فہم اور سادہ ہے یہ پیغام۔ جس سے ہم روز بروز غافل اور مغربی تہذیب کے دلدادہ ہوتے جا رہے ہیں۔ حالانکہ مغربی تہذیب کی ظاہری چمک دمک کے پیچھے مغربی مفکرین کی ایک بہت بڑی جماعت لوجہ کناں ہے۔ لیکن ہم ان سے کچھ بھی سبق نہیں لیتے۔ دلدادگان تہذیب مغرب کم از کم اس بات پر تو غور کریں کہ ہماری حقیقی تہذیب اور تمدن کو متاثر وہ جس غیر ملکی تہذیب و ثقافت کو اس ملک پر مسلط کر دینا چاہتے ہیں آخر اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔

اس پمفلٹ کے مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات اور مشورہ ہمیں تحریر فرمائیے

مزید ہر پمفلٹ مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات اور احباب کو بھی مطالعہ کے لئے پیش کریں۔ شکریہ

ہمارا اصلاحی تبلیغی لٹریچر

اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں یہ ادارہ اس وقت تک مندرجہ ذیل مفید اور دیدہ زیب لٹریچر شائع کر چکا ہے جو پتہ ذیل سے مفت حاصل کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ جو ارباب خیراچی طرف سے تبلیغی لٹریچر خرید یا ہماری معرفت ہمیں کر عوام و خواص میں مفت تقسیم کرنا چاہیں انہیں اس کی اجازت ہے جو بہترین سرمایہ اخفت بن سکتا ہے اور صدقہ ہار یہ بھی۔

- ۱۔ وقت کا تقاضا۔ (شادی بیاہ پر سرفانہ اور شرکانہ رسومات کی حقیقت)
- ۲۔ زکوٰۃ۔ اسلام کا بنیادی رکن۔
- ۳۔ وصیت۔ وراثت۔ تقسیم میراث کے احکام۔
- ۴۔ مال و دولت کا بہترین مصرف۔
- ۵۔ ناز کے فضائل اور احکام و مسائل۔
- ۶۔ ولیمہ سنوڑ کا طریقہ۔
- ۷۔ عظمت قرآن اور آداب تلاوت۔
- ۸۔ ستر عورت (پردہ اور ستر کی تشریح اور اس کی اہمیت)
- ۹۔ روزہ ایک اہم روحانی عبادت۔
- ۱۰۔ حج و عمرہ کا طریقہ اور مسائل۔

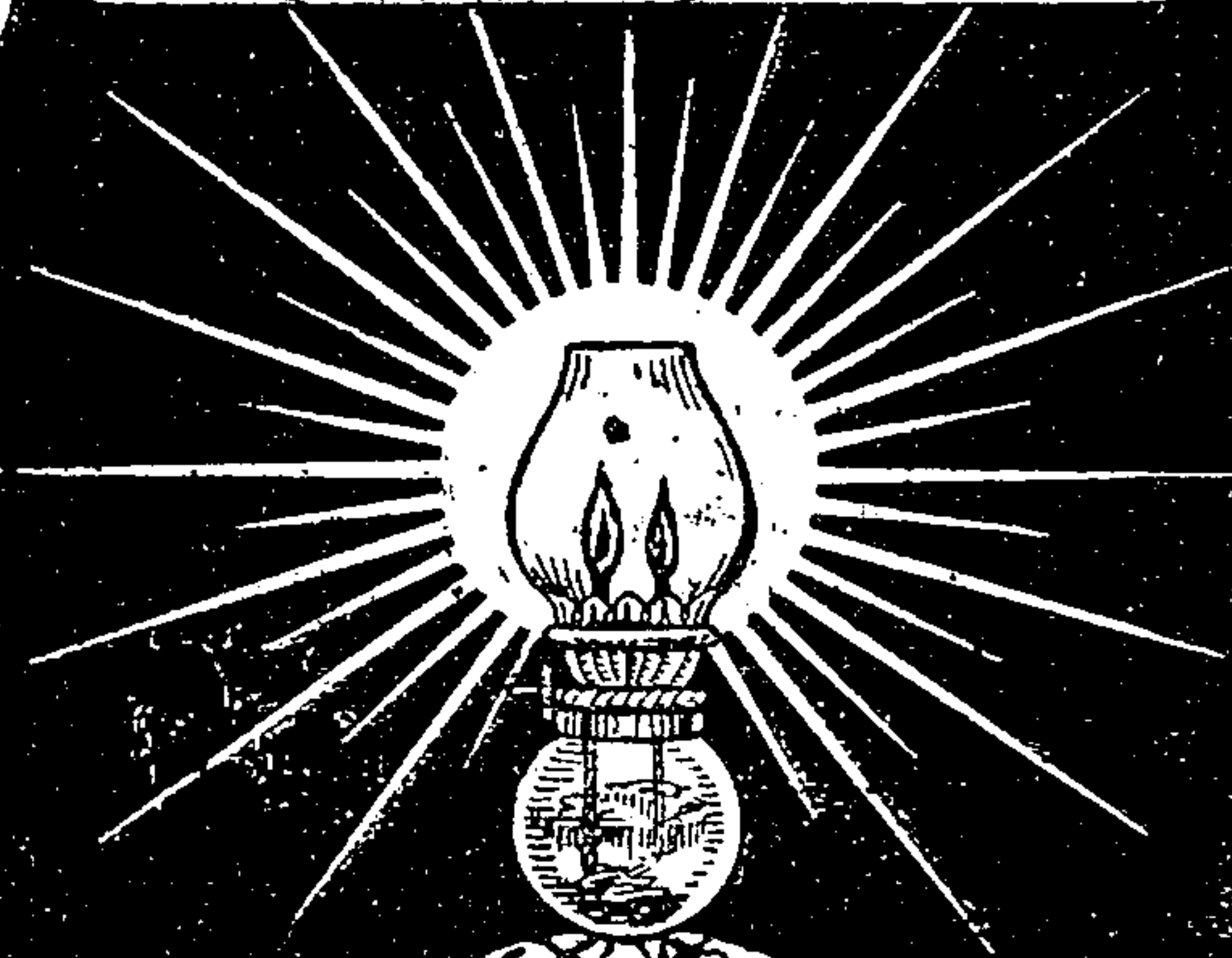
ان مسائل کا گزرتی، سندھی اور بنگالی زبانوں میں بھی ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ انگریزی اور ہندی زبانوں کا اہتمام ہو رہا ہے۔ یہ رسائل سب ضرورت بلاتیمت پتہ ذیل سے طلب فرمائیں۔

- ادارہ تعلیم الاسلام (ریٹریٹ) گلشن اعلیٰ کراچی
- جمعیت دہلی صدر لٹریچر برادری پاکستان ٹھکانی کمپاؤنڈ ایم اے جناح روڈ کراچی
- عالمی ادارہ اشاعتی علوم اسلامیہ ریٹریٹ، چیکان شہر فون نمبر ۷۷۰۵

سکین اور تقویٰ کی ایک

میراثی اور قرآن

حج و عمرہ کا طریقہ اور مسائل



ادارہ علم الاسلام (ریٹائرڈ گلبرہار علی گڑھی)

پہلی بار

تعداد ۵۰۰

پتہ: گول بازار، لاہور۔ فون: ۷۰-۸-۸۰۰

Marfat.com

صدقہ تجاریہ

جب ہم نے کتاب سنت کے تقاضوں کے خلاف کفر و شرک، بدعات و رسومات، خرافات و افسانے کو ترجیح دینی شروع کی ہے۔ دین کو صرف عبادات کا مجموعہ تصور کر کے اخلاق و عادات، معاملات و معاشرت کو اس سے خارج کر دیا ہے اور اسلامی شعار و اقدار کی بجائے خدا بیزار تہذیب کو اپنا شروع کیا ہے۔ تب سے ہم گونا گوں مصائب و عذاب میں گرفتار ہیں۔ تعلیم دین کی کبھی کیوجہ سے ہماری اکثریت، معاملات و معاشرت کے متعلق شرعی مسائل اور دینی تقاضوں سے ناواقف ہے اور نہ خود واقفیت حاصل کرنے کیلئے اس کے پاس وقت ہے۔ حالانکہ دنیا و آخرت کی بہتری کیلئے ان کا جاننا شد ضروری ہے۔ اسی لئے جناب الحاج محمد منصور الزمان صاحب صدر جمعیت و حلی صدیقی برادری (پاکستان) کراچی نے اس بصیرت افروز معلومات افزا اور مفید سلسلہ مضامین کی تبلیغ و اشاعت کا اہتمام کیا ہے جس کا پڑھنا اور پڑھانا باعث ثواب ہے۔

آپ بھی اسے خود شائع کر کے تقسیم کر سکتے ہیں یا ہماری معرفت یہ طبع کر کے تقسیم کر سکتے ہیں اور اس طرح گھر بیٹھے تبلیغ دین کا فرض کفایہ ادا کر سکتے ہیں جس کے لئے سزاوار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے یوں دعا فرمائی ہے کہ بہ۔

”اللہ اس آدمی کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سن کر یاد کی
پھر انہیں ان لوگوں تک پہنچا دیا جنہوں نے نہ سنی تھی۔“

ان رسائل کی نشر و اشاعت صدقہ تجاریہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہمارے ہاں چونکہ ان کی اشاعت کا پورا انتظام ہے اس لئے یہ ہمارے ہاں جلد باسانی اور بارعایت چھپ سکتے ہیں۔

مفتی عبدالرحمن خان صاحب علی دارالاشاعت علوم اسلامیہ چھٹیکہ بلقان شہر

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ

(از حاجی محمد منصور الزماں صاحب - صدر جمعیت دہلی - صدیقی برادری - پاکستان - کراچی)

میں حاضر ہوں - اسے میرے اللہ میں حاضر ہوں - تیرا کوئی تریب نہیں - میں حاضر ہوں -
یہ نعرہ بن گیا اور اظہارِ عجز و انکسار اس راہِ طلب و شوق کے مسافر بلند کرتے ہیں کہ جس
کو حج و عمرہ کہتے ہیں -

سعادتِ حج کا حصول ہر مسلمان کی مراد ہے - دنیا کے گوشہ گوشہ سے اللہ کے بندے
اپنے اللہ جل شانہ کے حکم کی تعمیل میں ننگے سر و چادروں کے احرام میں لبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ
پڑھتے اور اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور پاکی بیان کرتے - مکہ معظمہ کی طرف رواں دواں نظر
آتے ہیں -

ہوائی جہاز، بحری جہاز، دوخانی کشتیاں، بسیں، لاریاں، اونٹ، خچر غرض کہ ہر
قسم کی سواری اور ہر راستہ سے کلمہ طیبہ کے اقرار کرنے والے اپنے آقا کے حضور حاضر ہوتے
ہیں -

زیارتِ حرمین شریفین ایک ایسی نعمت ہے کہ جس کا حصول ہر مسلمان کے لئے لازم
ہے - استطاعت نہ ہو یا معذوری ہو تب بھی اس کا شوق اور طلب ضروری ہے کہ
یہ ایمان کی نشانی ہے - خوش نصیب ہیں وہ لوگ کہ جن کو یہ نعمت حاصل ہوئی - اور
قابل مبارکباد ہیں وہ کہ جنہوں نے اس کی قدر کی اور استفادہ کیا حج کو محض ایسی عبادت
نہیں سمجھنا چاہیے کہ واپس آئے اور جو کچھ سیکھا تھا - وہ سب ختم کر دیا - گویا حج کی عبادت حج کے ساتھ

ہی ختم ہوگئی۔ حج بلاشبہ عبادت اور بنیادی رکن ہے۔ لیکن عبادت کے ساتھ اصلاح احوال اور تربیت انسانی کا ایک ادارہ ہے۔

حج مقبول ایسا ہے۔ جیسے یہ شخص آج ہی پیدا ہوا ہے۔ اور اس نے کوئی گناہ یا نافرمانی نہیں کی ہے۔ بلاشبہ درست ہے لیکن اس حج مقبول کے حصول کے لئے اللہ جل شانہ کی رحمت کے علاوہ تعمیل احکام کی بھی کوشش کرنی ضروری ہے۔

یہ احکام پوری زندگی پر حاوی اور محیط ہیں تاکہ صرف مسجد میں نماز کے وقت یا عرفات میں حج کے وقت پھر واپس آئے اور حسب سابق زندگی بسر کرنے لگے۔

حج کے ارکان پر شروع سے آخر تک صحیح طور پر عمل کرنے والا دراصل تربیتی دور سے گزرتا ہے۔ جس نے یہ سبق یاد کر لیا وہ پاس ہو گیا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ سفر حج میں جو تربیت حاصل ہو اس کو تمام زندگی کے لئے راسخ کرنے۔ اللہ تعالیٰ سب کو حج مقبول و مبرور عطا فرمائے۔

حج کے معنی لغت میں قصد اور ارادہ کے ہیں اور اصطلاحاً احرام باندھ کر عرفات میں حاضر ہونے کے ہیں۔ حج اسلام کے بنیادی ارکان میں شامل ہے۔ لیکن اس کے لئے استطاعت ضروری ہے۔ استطاعت کے معنی یہ ہیں کہ سفر خرچ پاس ہو اور دوران سفر جو عرصہ گزرے اس کیلئے لواحقین کا خرچ ہو جو اسکے بعد گزر بسر کر سکیں۔ فی زمانہ جس شخص کے پاس کم و بیش آٹھ دس ہزار روپے ہوں۔ اس پر حج فرض ہے۔ ڈیک کلاس کا کرایہ اور کرنسی کی تبدیلی کے ساتھ آٹھ ہزار روپے کا ٹکٹ ہے۔ باقی رقم متعلقین کے اخراجات کے لئے چھوڑی جاسکتی ہے۔ واضح ہو کہ اس طرح ہر اس شخص پر حج فرض ہے۔ جس کے پاس اس قدر سرمایہ ہے۔ یہ رقم نقد، زلیہ، جائیداد کی

شکل میں ہو یا تجارت میں لگی ہو ہر صورت میں حج فرض ہو جاتا ہے۔ یعنی زیر جایداد فروخت کر کے حج ادا کرنا ضروری ہے۔ یہ نہیں ہے کہ نقد رقم ہو تب حج فرض ہوگا۔ بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ حوال لڑکی ہے۔ اس کی شادی **غلط فہمی** کرنی فرض ہے۔ اس کے بعد حج فرض ہے۔ یہ غلط فہمی ہے یا اس قسم کی کوئی دیگر مصروفیت مانع ہو تو کچھ عرصہ ملتوی کی جاسکتی ہے۔ حج کو ملتوی نہیں کرنا چاہیے۔ یہ بات اس وقت کہی جاسکتی تھی کہ جب سفر حج و شوار طلب اور در طلب تھا کئی ماہ کے دشوار گزار سفر کے بعد ساحل مراد نظر آتا تھا۔ راستہ مسدود تھا۔ واپسی کی امید کم ہوتی تھی۔ اس وقت یہ صورت ہو سکتی تھی۔ لیکن فی زمانہ سفر حج آسان اور الحمد للہ ہر طرح محفوظ ہے۔ ہوائی جہاز سے دو تین ہفتہ میں حج کر کے واپس آ سکتے ہیں۔ بحری جہاز سے دو ماہ کا عرصہ لگتا ہے۔ فی زمانہ ایسے خیالات محض شیطانی و سوسہ ہیں۔ موجود حکومت نے جس قدر سہولتیں حجاج کے لئے مہیا کی ہیں۔ وہ قابل تعریف ہیں۔ ان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جلد اپنا فرض ادا کرنا چاہیے۔

زندگی کا اعتبار نہیں حج کا موقعہ سال میں ایک بار ملتا ہے۔ جس **فانی زندگی** قدر جلد ممکن ہو فرض سے سبکدوشی حاصل کر لی جائے۔ اگر کوئی شخص ایسا ہو تو اپنے ذاتی معاملات میں مبتلا رہنے کی وجہ سے حج اور زیارتِ مدینہ منورہ سے محروم رہے اور اسی عالم میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ہر سال یہی ہوتا رہا کہ آئندہ ہر حج کو جائیں گے۔ ابھی یہ کام ہے اور اب کے یہ کام ہے۔ لیکن یہ دنیا کے کام تو آخر سانس تک رہیں گے۔ جب کہ خود زندگی کا اعتبار نہیں کہ کب ختم ہو جائے۔

حج اسلام کے بنیادی ارکان میں واحد رکن ہے کہ جس

مالی و جسمانی عبادت

میں جان اور مال دونوں لگانا پڑتے ہیں۔ نماز اور روزہ

روزہ صرف جسمانی عبادت ہیں۔ اس میں کوئی روپیہ پیسہ خرچ نہیں ہوتا۔ زکوٰۃ صرف مالی عبادت ہے۔ اس میں کوئی جسمانی محنت نہیں ہوتی۔ حج میں دونوں نعمتیں اللہ تعالیٰ کے حکم میں لگانی ہوں گی۔ سفر حج ایک مجاہدہ ہے۔ اس مبارک سفر کو جس نے اسلامی تعلیم کے مطابق پورا کر لیا۔ اگر وہ اس عادت کو پختہ کر لے تو تمام زندگی وہ استفادہ حاصل کرتا رہے گا۔

حج کے مبارک سفر میں انسان ملکوتی صفات کا حامل ہو جاتا ہے۔

ملکوتی صفات

یعنی نہ کسی سے جھگڑانا نہ فساد نہ دھوکہ دہی اور نہ بیہودہ کلمات

نہ گالی نہ غیبت نہ کسی سے دشمنی نہ کسی کا حق مارنا ہے نہ کسی کو ایذا پہنچانا ہے۔ نہ کسی

کی طرف نگاہ بد اٹھانا ہے۔ بلکہ ہر طرح حج کی بنیادی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر حج کرنا ہے۔

ظاہر ہے کہ اگر ایسا نہ ہو تو جو بنیادی مقصد لے کر یہ شخص سفر کر رہا ہے۔ وہی ناقص رہے

گا۔ جب مقصد ہی حل نہ ہوا تو صعوبت سفر اور سرمایہ کا ضیاع ہی ہوگا۔ اس لئے

قدم قدم پر بنیادی اصولوں کا خیال رکھنا پڑے گا۔

اس مبارک سفر میں ہر شخص اپنی عادتوں میں تبدیلی لاسکتا ہے۔

فطری تبدیلی

بلکہ ماحول کے اثر سے یہ تبدیلی ایک فطری امر ہے۔ مختصر تر

ضروریات زندگی اور محدود سفری سامان کے ساتھ سفر حج کیا جاتا ہے۔ جو عمل

کیا کھایا اور جہاں جیسی جگہ ملی قیام کر لیا۔ منیٰ اور عرفات میں، خیموں میں قیام کر

لیا۔ جدہ ایئر پورٹ یا بحری مسافر خانہ میں وقت گزار لیا۔ غرض کہ ہر طرح وقت

گزار لیا، پھر یہ کہ شکایت نہیں شکر ادا کیا۔ جب یہ صورت پیدا ہو جائے تو یہ ہی اصل تربیت ہے۔ اس طرح وقت گزار کے یہ احساس قومی ہو جائے گا کہ بقایا زندگی بھی اس صورت میں بسر ہو سکتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ مقررہ وقت پر کھانا ملے۔ پسند ناپسند کا مسئلہ نہیں۔ غرض کہ ہر طرح گزارا وقت کر کے اپنے مقصد یعنی حج کا حصول حاصل کرنا ہے۔

تین ماہ اس تربیتی کیمپ میں بسر کر کے حاجی جب واپس آتا ہے تو اگر **تربیت** وہ کوشش کرے تو اپنی بقایا زندگی بھی اسی طرح گزار سکتا ہے۔ یعنی اپنے گھر والوں، دوستوں اور متعلقین کے لئے ایک نیا آدمی جو نہ جھگڑا فساد کرتا ہے اور نہ کسی سے بے ایمانی اور دھوکہ دہی کرتا ہے۔ نہ کسی کی غیبت اور عیب جوئی کرتا ہے۔ نہ کسی کا حق مارتا ہے۔ ایک ایماندار صابر و شاکر انسان جو سب کے لئے عزت و محبت کا مستحق ہے۔

کیا یہ ملکوتی صفات نہیں ہیں؟ یہ صفات اور یہ خصائل عملی طور پر **ملکوتی صفات** پر جس قدر آسانی سے سفر حج میں حاصل ہو سکتے ہیں اور کسی صورت میں ممکن نہیں۔ کیونکہ حج ایک ایسا اجتماع ہے۔ جس میں دنیا کے ہر ملک اور ہر گوشہ سے لاکھوں افراد شریک ہوتے ہیں۔ ہر رنگ و نسل کے لوگ شوق و محبت میں جوق در جوق لبیک اللہم لبیک پڑھتے منزل مراد کی جانب رواں دواں چلے آتے ہیں۔ ان سب کا مقصد فریضہ حج کی ادائیگی ہے۔ اس طرح لاکھوں انسان اپنی تربیت کی فکر میں غلطاں ہوتے ہیں اگر کسی سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو بلا تخصیص ملک و نسل ہر شخص اس کی طرف متوجہ ہو کر اس کو سمجھاتا ہے۔ اس طرح بہت جلد اصلاح

ہو جاتی ہے۔

مقصد اکثریت کا مقصد حصول رضا الہی ہی ہے۔ کلیہً یہی ہے۔ مستثنیات کا ذکر نہیں۔ وہ ہر جگہ ہوتے ہیں۔ ہر شخص جو مقصد اور مطلب کے ساتھ ہے۔ اس کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ اگر مقصد حج کے ساتھ تجارت ہے تو وہ بھی ہو جاتی ہے۔ ملازمت ہے تو حج کے ایام میں ملازمت بھی مل جاتی ہے۔ اور مقصد صرف عبادت ہے تو وہ بھی حد درجہ ثواب کے ساتھ ہو جاتی ہے۔

حج کے سفر میں تجارت اور ملازمت جائز ہے۔ اس سے حج کے ارکان اور فرائض کی ادائیگی میں فرق نہ ہو تو حج میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ البتہ احتیاط ضروری ہے۔ احتیاط یہ ہے کہ پہلے فرض حج میں تجارت اور دیگر مصروفیات سے الگ رہے تو بہتر ہے۔ تاکہ خالصتاً پوری توجہ عبادت اور حرم شریف کی حاضری پر رہے۔ کیونکہ اکثر تجارت کی غرض سے جدہ وغیرہ کا سفر کرنا ہوتا ہے یا مکہ معظمہ میں ہی تجارتی مصروفیت میں حرم شریف کی نماز باجماعت سے محروم ہونا بہت بڑی غلطی ہے۔

حاجی مختصر وقفہ کے لئے قیام کرتا ہے۔ یہ وقت حرم شریف میں عبادت میں مصروف رہ کر گزارنا چاہیے۔

ایک لاکھ حرم محترم میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ملتا ہے۔ یہ نعمت مقامی باشندوں کو اکثر و بیشتر حاصل ہوتی رہتی ہے۔ لیکن عارضی طور پر مقیم حاجی کو پھر زندگی میں دوبارہ موقع ملے یا نہ ملے۔ اس لئے ضروری ہے کہ دیگر تمام ضرورتوں کو نظر انداز کر کے زیادہ سے زیادہ وقت نوافل

اور طواف میں گزارے۔

طواف بیت اللہ ایک ایسی نعمت اور عبادت ہے کہ صرف مسجد
طواف حرام میں ہی ممکن ہے اور کسی جگہ بھی نہیں ہو سکتی۔ نماز۔ روزہ۔ تلاوت
قرآن شریف وغیرہ دنیا میں ہر شہر اور ہر جگہ ممکن ہے۔ لیکن طواف ایک ایسی عبادت
ہے کہ جو صرف بیت اللہ شریف سے ہی منسلک ہے۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ وقت
طواف میں گزارے تو افضل ہے۔ اس کے بعد نفل نماز ادا کرنا بہتر ہے۔ یہ بھی نہ ہو
تو بیت اللہ شریف کو صرف دیکھتے رہنا ہی عبادت ہے۔ اس کے لئے تلاوت
کلام پاک عمدہ صورت ہے کہ تلاوت بھی ہو گئی اور بیت اللہ شریف بھی نظروں کے
سامنے ہے یا ذکر الہی میں مشغول ہو جائے۔ بات چیت سے اجتناب کرے۔

بیت اللہ شریف کا احترام واجب ہے۔ حرم شریف میں ادب اور
احترام قاعدہ کے ساتھ وقت گزارنا چاہیے۔ چونکہ دنیا کے ہر ملک و نسل کے
لوگ ہوتے ہیں۔ اس میں جاہل اور گنوار بھی ہوتے ہیں۔ اس لئے بہت سی ایسی حرکات
نظر آتی ہیں کہ جو ادب کے منافی ہوتی ہیں۔ اس میں احتیاط لازم ہے۔

بیت اللہ شریف کی طرف پیر پھیلا کر لٹینا بیٹھنا بہت بے ادبی ہے۔ قرآن کریم
کو زمین پر رکھ کر تلاوت کرنا یا تلاوت کے بعد زمین پر رکھنا یا ایسی جگہ رکھ دینا کہ
جہاں قریب میں جوتے رکھے ہوں۔ تہذیب اور ادب کے خلاف ہے۔
اکثر افریقی یا عرب باشندے ناواقفیت کی بنا پر اس قسم کی حرکات کرتے
ہیں۔ ان کو مناسب طور پر سمجھانا چاہیے تاکہ خود ایسا عمل اختیار کرے۔
احتیاط یہ ہے کہ اپنے مکان پر بھی حرم شریف کی طرف پیر کر کے نہ سوتے

اور نہ اس طرف منہ یا پشت کر کے حواج ضروری سے فارغ ہو۔

یاور کھئے | یاور کھئے کہ حرم میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے۔ اس کے ساتھ
یاور کھئے | ہی گستاخی اور بے ادبی پر بھی پکڑ اتنی ہی سخت ہے۔ اس لئے بے حد
احتیاط اور ادب کی ضرورت ہے۔

احرام | حج اور عمرہ کے لئے سب سے پہلا کام احرام باندھنا ہے۔ احرام سفید
کپڑے کا ہو تو بہتر ہے۔ احرام دو سفید چادروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ احرام
فقیرانہ وضع اور کفن سے مشابہ ہے۔ ایک چادر تہہ بند کی طرح باندھ لی جائے
دوسری کاندھوں پر اوڑھ لی جائے۔ سر برہنہ ہو۔ پیر میں بھی چپل ایسی ہو کہ جو صرف
تلوے اور ایڑھی کو غلاطت اور موسم کی سختی سے محفوظ رکھے۔ اوپر پیر کھلا ہونا چاہیے
انگلیاں اور انگوٹھا چھپ جائے تو مضائقہ نہیں۔ لیکن اس سے اوپر کا حصہ کھلا رہنا
چاہیے۔

احرام میں صابن لگا کر غسل کرنا یا ہاتھ منہ دھونا، گنگھی کرنا، بال اور ناخن
کاٹنا منع ہے۔ گرمی کی وجہ سے جسم پر پانی ڈالا جاسکتا ہے۔ جس کو غسل بھی کہا جاسکتا
ہے۔ وضو بھی کیا جاسکتا ہے۔ لیکن گرد اور میل سے صفائی کی نیت نہیں ہونی چاہیے
خواتین کا احرام ان کا لباس ہی ہے۔ البتہ منہ پر کپڑا نہیں لگانا چاہیے۔ پردہ کی حالت
میں بھی نقاب کا کپڑا نہ لگے۔ اس کی احتیاط کریں۔

مقصد | اصل مقصد فقیرانہ وضع اختیار کر کے خالق کائنات کے دربار میں حاضری
اختیار کرنا ہے۔ دنیا کی ہر نسل اور ملک کے باشندے غریب امیر فقیر
ہر عمر کے لبیک اللہم لبیک یعنی میں حاضر ہوں۔ اے میرے مولا میں حاضر ہوں، کہتے

بیت اللہ شریف میں حاضر ہوتے ہیں۔ سب کا ایک لباس یعنی سفید چادر سب پر مہنہ سر، سب کی ایک وضع، سب کا ایک مقصد اور سب کی زبان پر ایک ہی کلمہ یعنی میں حاضر ہوں اسے میرے مولا میں حاضر ہوں۔

سبحان اللہ یہ نظارہ بلاشبہ ایمان افروز اور رحمت الہی کو متوجہ کرنے والا

ہوتا ہے۔

احرام کے معنی ہیں کسی چیز کا استعمال خود پر حرام کرنا یعنی احرام میں چند احرام | چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔ جنکی تفصیل درج ذیل ہے :-

۱۔ خوشبو کا استعمال کرنا۔
۲۔ مرد کو سِلے ہوئے یعنی بسم کی ساخت کے مطابق کپڑے پہننا۔ یعنی روزمرہ کا لباس پہننا۔

۳۔ سر اور مہنہ ڈھکننا۔

۴۔ بال کاٹنا یا کترنا۔

۵۔ ناخن کاٹنا۔

۶۔ جماع کرنا۔

۷۔ خشکی کے جانور کا شکار کرنا۔

۸۔ احرام کے واجبات میں سے کسی کو چھوڑنا۔

۱۔ خوشبودار تمباکو اور الائچی بھی نہیں کھانا چاہیے۔

وضاحت | ۲۔ احرام کی چادر کے کنارے سِلے ہوں تو مضائقہ نہیں ہے۔

۳۔ عورت موزہ بھی پہن سکتی ہے۔ مرد کو جائز نہیں ہے۔

۴۔ عورت سر ڈھک سکتی ہے۔ یعنی برقعہ اوڑھنا۔ پردہ کرنا ضروری ہے۔ البتہ مہنہ پر کپڑا نہ لگے۔

۵۔ حیض و نفاس والی عورت بھی احرام کی نیت کرے۔ البتہ نماز طواف اور مسجد حرام کی حاضری غسل پاکی تک ملتوی رہے گی بعد پاکی طواف کرے۔

احرام میں دو فرض ہیں:-

فرائض احرام

۱۔ جس قسم کا احرام باندھے۔ اس کی نیت کرے۔

۲۔ احرام باندھ کر کوئی کلمہ ایسا کہے جس سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور بڑائی معلوم ہو مثلاً لبیک پڑھے یا سبحان اللہ وغیرہ۔ یہ دونوں نہ ہونے کی صورت میں احرام درست نہ ہوگا۔

احرام میں دو واجبات ہیں:-

واجبات احرام

۱۔ ولیقات سے احرام باندھنا۔ ۲۔ ممنوعات سے بچنا۔

تلبیہ یعنی لبیک اللہم لبیک احرام باندھ کر بلند آواز سے پڑھے اور تلبیہ تمام سفر میں پڑھتا رہے۔ جب پڑھے۔ تین بار پڑھے اور یہ خیال کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کی دعوت پر بیت اللہ شریف پر حاضری کے لئے جا رہا ہوں۔ یہ تلبیہ عمرہ کا احرام ہو تو طواف کعبہ کے شروع کرنے پر حجر اسود کو بوسہ دینے پر ختم ہو جائے گا اور اگر حج کا احرام ہو تو حج کے بعد منیٰ میں دسویں ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ پر رمی کے بعد ختم ہوگا۔

میقات بحری جہاز سے یلم کی پہاڑی کے قریب جہاز والے اطلاع کر دیتے ہیں۔ یہ میقات ہے۔ ہوائی جہاز کے مسافر جہاز روانہ ہونے پر نیت کر لیں۔ اگرچہ احرام کے نفل گھر سے روانہ ہونے کے وقت پڑھ لیں احرام کی چادر باندھ لیں۔ احتیاطاً نیت جہاز کی روانگی کے بعد کریں۔ بعض اوقات جہاز کی روانگی ملتوی ہو جاتی ہے۔ یادیر ہوتی ہے۔ یا کسی بھی وجہ سے سفر آخر وقت پر ملتوی ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں احرام کی نیت اگر کر چکا ہے تو پھر اسکو پورا کرنا ضروری ہے۔ کسی بھی وجہ سے احرام کی نیت کے بعد سفر جاری نہ رکھ سکا۔ احرام **وضاحت** کھول دیا تو اگر یہ نفلی عمرہ بھی ہے۔ تو اب فرض ہو گیا اور یہ لازم ہے کہ جلد از جلد احرام باندھ کر دوبارہ عمرہ کو جائے اور عمرہ کر کے احرام کھولے۔

احرام کی چار قسمیں ہیں :-

احرام کی اقسام ۱۔ افراد ۲۔ قرآن ۳۔ تمتع ۴۔ عمرہ

۱۔ افراد : صرف حج کا احرام باندھنا افراد کے احرام والے کو مفرد کہتے ہیں۔

۲۔ قرآن : حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھنا۔ قرآن والے کو قارن کہتے ہیں۔

۳۔ تمتع : حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ کا اور اسکے بعد حج کا احرام باندھنا۔ اس احرام والے کو تمتع کہتے ہیں۔

۴۔ عمرہ : صرف عمرہ کا احرام خواہ حج سے پہلے ہو یا بعد میں اور تمام سال میں کسی وقت بھی ہو۔

احرام کی نیت یا اللہ میں عمرہ کے احرام کی نیت کرتا ہوں۔ اسکو میرے لئے آسان فرما دیجئے اور اسکو قبول فرمایجئے۔ اس کے بعد تلبیہ یعنی

لبیک اللهم لبیک پڑھے۔ اسی طرح حج کے احرام کے لئے حج کا لفظ اور حج و عمرہ دونوں ہوں تو دونوں لفظ آئیں گے۔ یعنی اس طرح کہ ۱ یا اللہ میں حج کے احرام کی نیت کرتا ہوں۔ ۲ یا اللہ میں حج اور عمرہ کے احرام کی نیت کرتا ہوں۔ اس کو میرے لئے آسان فرما دیجئے اور اسکو قبول فرما لیجئے۔

احرام کا طریقہ | غسل کر کے پاک صاف ہو کر احرام کی چادر باندھ کر دوسری چادر سے سر اور جسم کو ڈھانک کر دو رکعت نفل پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ یہ سفر عافیت کے ساتھ پورا ہو اور یہ سفر خوشہ آخرت ہو۔ اس کے بعد احرام کی نیت کرے۔ سر کھولے۔ احرام کی حالت میں نماز بھی سر برہنہ پڑھے اور تمام پابندیوں پر کار فرما ہے۔

وضاحت | احرام کے واجبات چھوڑ دینے سے یا ممنوعات میں سے کوئی فعل سرزد ہو جانے کی صورت میں دم اور جزا دینی ہوتی ہے۔ اسکی تفصیلات کتابوں میں مل جائیں گی یا علما کرام سے دریافت کی جائیں۔

ستر | احرام میں بے حد احتیاط کی ضرورت ہے اور تمام اصول و قوانین سے واقف ہونا ضروری ہے۔ ستر کا چھپانا ضروری ہے۔ ناف کے نشان سے گھٹنے کی نیچلی ہڈی تک چھپانا ضروری ہے۔ یہ مرد کا ستر ہے۔ بعض لوگ ناف کے نیچے چادر باندھتے ہیں یا غاوتاً چادر اٹھا کر گھٹنے سے اوپر تک لے جاتے ہیں۔ یہ دونوں صورتیں حرام ہیں۔ اس حالت میں نہ نماز ہوتی ہے۔ نہ طواف ہوگا بلکہ سخت گناہ کا موجب ہے۔ کیونکہ ایسا ہونا برہنہ ہونے کے بمطابق ہے۔ یہ صورت اپنے گھر میں بھی اور ہر حال میں ممنوع ہے۔ چہ جائیکہ حرم شریف میں ستر

کھلا ہو۔ اس میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

مسجد الحرام | حرم شریف یعنی مسجد حرام میں داخلہ کے بعد بیت اللہ شریف پر پہلی نظر پڑنے پر دعا کرے یہ قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔ جو دل چاہے

دعا مانگے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اس ذات عالی نے اپنے در دولت پر حاضری کی سعادت بخشی۔ بہتر ہے کہ یہ دعا کرے کہ ہمیں بار بار حاضری کی توفیق عطا فرما اور ہماری دعاؤں کو قبول فرما۔ اس کے بعد تحیۃ المسجد کے نفل ادا کرے۔

کعبہ شریفہ | بیت اللہ شریف کو کعبہ بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ عمارت مربع اور چوکوشہ ہے اور ہر چوکوشہ کو کعبہ کہتے ہیں۔ لغت میں کعبہ کے معنی بلند اور مرتفع کے ہیں۔ یہاں مراد بیت اللہ شریف ہے۔ جسکو قبلہ بھی کہا جاتا ہے۔

طواف کعبہ | کہ میں بیت اللہ شریف کے طواف کی نیت کرتا ہوں، سات چکروں کے ساتھ۔ اس کے بعد حجر اسود کو بوسہ دے اور اگر مجمع کثیر ہو تو دوسرے ہاتھ کے اشارہ سے بوسہ دے اور طواف شروع کر دے۔

حجر اسود سے شروع ہو کر اسی مقام پر آکر ایک چکر جسے عربی میں شوط کہتے ہیں۔ پورا ہو جائے گا۔ اس طرح سات شوط یعنی سات بار بیت اللہ شریف کے گرد چکر لگا کر طواف مکمل ہو جائے گا۔

طواف کے دوران عربی میں ہاردو میں یا کسی بھی زبان میں دعا کرتا رہے۔ جو بھی دعا کرنی ہو کرے یا درود شریف پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی کے کلمات ادا کرے۔ طواف کے بعد دو رکعت نماز واجب ادا کرنا ضروری ہے۔

طواف کے دوران سلام و کلام سے بچے نگاہ نیچی کر کے بادب اور احتیاط مہذب پیرایہ میں میانہ روی سے طواف کرے۔ عدا عورتوں سے دور رہے۔ عدا کسی کو دھکات نہ دے۔ عدا کسی کو روک کر آگے نکلنے کی کوشش نہ کرے۔ بلکہ ہر ممکن کوشش یہ کرے کہ کسی کو ایذا نہ ہو۔ یہ بڑے ادب کا مقام ہے۔ یہ احساس رہے کہ ہم اللہ جل شانہ کے گھر کے چکر کاٹ رہے ہیں۔ اپنی ضرورت اور اپنی غرض کے تحت فقیرانہ انداز میں بھیک طلب کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہے ہیں۔

طواف کی اقسام

- ۱۔ طوافِ قدوم ۲۔ طوافِ زیارت ۳۔ طوافِ وداع
- ۴۔ طوافِ عمرہ ۵۔ طوافِ نذر ۶۔ طوافِ تحیۃ ۷۔ طوافِ نفل

۱۔ طوافِ قدوم: جب کوئی شخص مسجدِ حرام میں پہلی بار احرام باندھ کر داخل ہو۔ یہ طواف باہر سے آنے والے کیلئے سنت ہے جو حج اور قرآن کا احرام باندھ کر آئے۔

۲۔ طوافِ زیارت: اس کو طوافِ رکن اور طوافِ حج، طوافِ فرض بھی کہتے ہیں یہ حج کا رکن ہے۔ اسکے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا۔ اس کا وقت دس ڈالچہ کی صبح صادق سے بارہ تاریخ کی غروب سے پہلے تک ہے۔

۳۔ طوافِ وداع: یہ ہر اس شخص پر واجب ہے کہ جو مکہ معظمہ سے رخصت ہو کر اپنے وطن واپس جائے۔

۴۔ طوافِ عمرہ: یہ عمرہ کا احرام باندھنے والے ہر شخص کے لئے ہے۔

۵۔ طوافِ نذر: جو شخص طواف کی نذر یا مٹت مان لے اس پر واجب ہے۔

۶۔ طوافِ تحیّہ: ہر شخص جو مسجد حرام میں داخل ہو اس پر طواف کرنا مستحب ہے اس کا نام طوافِ تحیّہ ہے۔ اگر کسی نے نفل طواف کیا تب بھی یہ ادا ہو جائیگا۔
 ۷۔ طوافِ نفل: یہ طواف ہر وقت ہر شخص کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ فرض نماز کی جماعت نہ ہو رہی ہو۔

شرائطِ طواف
 ۱۔ با وضو ہونا۔ ۲۔ ستر کا چھپا ہونا۔ ۳۔ جسم اور لباس کا پاک ہونا۔ ۴۔ عذر نہ ہو تو پیدل طواف کرنا۔ ۵۔ حطیم کو شامل کر کے طواف کرنا۔ ۶۔ حجرِ اسود سے شروع کرنا۔

وضاحتِ حطیم
 حطیم بیت اللہ شریف کا ہی حصہ ہے۔ حطیم کے اندر فرض نماز باجماعت نہیں پڑھنی چاہیے۔ یعنی جب حرم شریف میں جماعت ہوتی ہو، وہ فرض نماز حطیم کے باہر ادا کرنے چاہئیں۔ نفل پڑھ سکتے ہیں۔ قبولیت کی جگہ ہے۔

احتیاط
 مرد کا ستر ناف کے اوپر سے گھٹنوں کے نیچے تک ہے۔ ناف کا نشان اور گھٹنے کی ہڈی ستر میں شامل ہے۔ اسکا چھپانا مرد پر واجب ہے۔

اکثر دیہاتی لوگ اور ناواقف شہری عام زندگی میں بھی احتیاط نہیں کرتے اور تہبند ناف کے بہت نیچے باندھتے ہیں جو مرد کے لئے حرام ہے۔

طواف میں خاص طور پر احرام میں چونکہ گرتا نہیں ہوتا اور تہبند ناف کے نیچے بندھا ہوتا ہے۔ اسلئے ستر کھلا ہونے کی وجہ سے طواف ہی درست نہیں ہوتا ہے۔ اور نہ ستر کی پابندی ہوتی ہے۔ یہ سخت گناہ کی بات ہے۔

اس صورت میں حرم شریف میں داخل ہونا سخت گناہ کا موجب ہے۔ ستر کی پابندی ہر حال میں لازم ہے۔ ورنہ نماز بھی نہیں ہوگی اور طواف بھی نہیں ہوگا۔

بلکہ مہبت گناہ کا موجب ہوگا۔ شریعت کے رُو سے یہ شخص برہنہ ہے۔

استلام | حجرا سود کو بوسہ دینا۔ ہاتھ سے چھونا یا اشارہ کرنا۔

احرام کی چادر کا وہ حصہ جو داہنے مونڈھے پر رہتا ہے۔ اس کو داہنی **اضطباع** | بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا۔ جس طواف کے بعد

سچی کرتے ہیں۔ اس طواف کے ساتوں پھیروں میں اضطباع کیا جاتا ہے۔

طواف کے پہلے تین پھیروں میں اگر طکر مونڈھے ہلاتے ہوئے قریب **رمل** | قریب قدم رکھ کر تیزی سے چلتا۔ یہ بھی اسی طواف میں کیا جاتا ہے۔ جس کے بعد سچی کرنی ہو۔

خواتین کے لئے رمل اور اضطباع نہیں ہے۔

جنت کا ایک پتھر ہے۔ جو بیت اللہ شریف کی عمارت میں نصب **حجرا سود** | ہے۔ اسکو بوسہ دینا سنت ہے۔

بیت اللہ شریف کے دروازہ اور حجرا سود کے درمیان کا حصہ ہے۔ **ملتزم** | طواف کے بعد اس جگہ دو رکعت واجب طواف پڑھ کر دعا کرنی چاہیے۔ قبولیت دعا کیلئے یہ حصہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔

بیت اللہ شریف کا دروازہ اس کی چوکھٹ پکڑ کر دعا **باب کعبہ شریفہ** | کرنی چاہیے۔ یہ بھی قبولیت دعا کا مقام ہے۔

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس جگہ سے کھڑے **مقام ابراہیم** | ہو کر بیت اللہ شریف کی تعمیر کی تھی۔ وہ مقام بیت اللہ

شریف سے ملتی ہے۔ یہاں کتبہ لگا ہوا ہے۔ لیکن اب مطاف کے باہر مقام ابراہیم کی جگہ ہے۔ یہاں بھی نفل پڑھنے چاہئیں اور دعا کرنی چاہیے۔

طواف سے فارغ ہو کر دو رکعت واجب طواف ملتزم پر ادا کر کے دعا
زم زم کرنی چاہیے۔ اس کے بعد زم زم کے کنویں پر پانی پینا اور دعا کرنی چاہئے
 یہ مقام بھی قبولیت دعا کھیلنے مخصوص ہے۔

سعی عمرہ اور حج کے احرام والے کو سعی کرنا واجب ہے۔ صفا اور مزینہ
 پہاڑیوں کے درمیان سات چکر لگانا سعی کہلاتا ہے۔ حج کے احرام
 میں حج سے قبل سعی ہو سکتی ہے۔ طواف زیارت کے بعد سعی ضروری نہیں ہے۔ جس
 طرح سہولت ہو۔ کر لے۔

حلق و قصر عمرہ اور حج کے احرام والے کو سعی کے بعد سر کے بال مونڈانا یا
 کٹوانا ضروری ہے۔ سر مونڈوانے کو حلق کہتے ہیں اور یہی افضل
 ہے۔ بال کتروانے یا کٹوانے کو قصر کہتے ہیں۔ کم از کم چوتھائی بال کٹوانے ضروری ہیں۔
 اس کے بعد عمرہ مکمل ہو جاتا ہے۔ اب وہ تمام ممنوعات جو حرام کر لی تھیں پھر
 اختیار کر سکتا ہے۔

قرآن والے کو احرام میں رشتہا ہوگا۔ یعنی جس نے حج و عمرہ کا احرام باندھا
 تھا، وہ حج کے بعد طواف و سعی کر کے احرام کھولے گا۔ اس وقت ممنوعات احرام
 ختم ہونگی قربانی اور سر کے بال کٹوانے کے بعد احرام کی چادر تبدیل کر کے لباس
 پہن سکتا ہے۔ لیکن زوجہ سے صحبت طواف زیارت کے بعد جائز ہوگی یعنی قطعاً
 طور پر ممنوعات کا خاتمہ طواف زیارت کے بعد ہوگا۔

مستورات کے بال کٹوانے یا منڈوانے نہیں ہیں۔ البتہ آخر میں چوٹی کے سرے پر پھوڑے سے بال کاٹنے ہونگے۔ یہی قصر ہے۔ کم از کم ایک انگلی کے برابر کاٹنے چاہئے۔

نفلی عمرہ | دوران قیام مکہ معظمہ مزید نفلی عمرہ کرنا ہوتا ہے تنعیم جا کر مسجد حضرت عائشہ سے احرام باندھ کر لبیک پڑھتا ہوا بیت اللہ شریف آکر طواف کرے اسکے بعد ہی کرے اور طاق یا قصر کر کے احرام کھول دے۔ یہ نفلی عمرہ ہو گا۔ ہر روز یا دن میں کئی بار بھی یہ عمرہ کیا جاسکتا ہے۔

نفلی عمرہ یا طواف اپنے مرحوم بزرگوں اور دوستوں کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے۔ جس کا ثواب اس عمرہ یا طواف کرنے والے کو بھی ملے گا۔ اور اس عزیز کو بھی۔ جس کے ایصال ثواب کے لئے عمرہ یا طواف کیا جائے۔

بہتر ہے کہ طواف و عمرہ حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خلفاء کرامؓ اور اہل بیت رضی اللہ عنہما اور اپنے والدین استادان اور احباب کیلئے کئے جائیں۔ اس میں دو گنا ثواب ملتا ہے۔ ایک ثواب عمل کرنے کا دوسرا بغیر کسی کی ہدایت کے خود اپنی طرف سے ہدیہ ارسال کرنے کا۔ اسی طرح سب کیلئے دعائیں کرنی چاہئیں۔

مفید مشورہ | جس شخص نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ اب وہ آزاد ہے۔ اور حج کے انتظار میں مقیم ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ تمام نمازیں حرم شریف میں جماعت کی پابندی سے ادا کرے۔ طواف اور نوافل میں وقت گزارے۔ اس وقت اور اس نعمت کی قدر کرنی چاہیے۔ بار بار یہ دولت

نصیب نہیں ہوتی۔ قیام مکہ معظمہ کے اوقات بازاروں میں خرید و فروخت میں منافع نہیں کرنے چاہئیں۔ یہ قیمتی وقت رضا الہی کے حصول میں خرچ ہونا چاہیے۔ حرم شریف میں ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے۔ حرم شریف کی حاضری ایک نعمت ہے۔ بیت اللہ شریف کی زیارت اللہ جل شانہ کی مہمانی ہے۔ اس سے پورا فائدہ اٹھانا چاہیے۔

تمتع یعنی پہلے عمرہ کا احرام اور اس کے بعد حج
عمرہ کے ارکان اور طریقہ کا احرام باندھنے والا جو طریق کار اختیار کرے اس

کا نقشہ حسب ذیل ہے۔ سلسلہ وار درج ہے:-

- ۱۔ احرام عمرہ - شرط لازم ہے۔
- ۲۔ طواف عمرہ معہ رمل (رمل سنت ہے) رکن ہے۔
- ۳۔ سعی عمرہ - واجب ہے۔
- ۴۔ سر کے بال منڈانا یا کٹوانا (سعی کے بعد) واجب ہے (اب عمرہ کا احرام کھول دیا جائے)۔
- ۵۔ ۸ ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھے۔ شرط لازم ہے۔
- ۶۔ ۹ ذوالحجہ کو وقوف عرفات - رکن ہے۔
- ۷۔ عرفات کے بعد شب کو وقوف مزدلفہ - واجب ہے۔
- ۸۔ ۱۰ ذوالحجہ کو عمرہ آخری کی رمی - واجب ہے۔
- ۹۔ قربانی (رمی کے بعد) واجب ہے۔
- ۱۰۔ سر کے بال کٹوانا یا منڈانا (قربانی کے بعد) واجب ہے۔

۱۱۔ طواف زیارت (سر کے بال صاف کرانے کے بعد) رکن ہے۔ اس طواف کا وقت ۱۲ ذی الحجہ غروب آفتاب سے قبل تک ہے۔

۱۲۔ سعی۔ (حج سے قبل یا بعد) واجب ہے۔

۱۳۔ ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ کو منیٰ میں تینوں چہرات کی رمی کرنا واجب ہے۔

۱۴۔ طواف وداع (جب مکہ معظمہ سے گھر واپس ہو) واجب ہے۔

یہ عمرہ اور حج کے احرام تمتح کا طریقہ ہے۔ اگر حج میں دیر ہو تو یہی طریقہ مناسب ہے۔ اگر حج قریب ہو اور چند یوم کی بات ہو تو قرآن کا احرام بہتر ہے اسکا ثواب زیادہ ہے۔

حج قرآن یعنی عمرہ و حج کے احرام کا طریقہ سلسلہ وار درج ہے۔

قرآن کا احرام اور طریقہ

۱۔ حج و عمرہ کا احرام ایک ساتھ۔ شرط لازم ہے۔

۲۔ طواف عمرہ مع رمل (رمل سنت ہے) رکن ہے۔

۳۔ سعی عمرہ۔ واجب ہے۔

۴۔ طواف قدوم حج مع رمل (رمل سنت ہے) آٹھ ذی الحجہ کو ہوگا۔ سنت ہے۔

۵۔ سعی حج (۸ ذی الحجہ کو حج سے قبل ہوگی) واجب ہے۔

۶۔ وقوف عرفات (۹ ذی الحجہ کو دن میں بعد زوال کسی وقت) رکن ہے۔

۷۔ وقوف مزدلفہ (عرفات سے واپسی پر) واجب ہے۔

۸۔ حمرہ آخری کی رمی (دسویں ذی الحجہ کو) واجب ہے۔

۹۔ قربانی (رمی کے بعد) واجب ہے۔

۱۰۔ سر کے بال متڈانا یا کٹوانا (قربانی کے بعد) واجب ہے۔

۱۱۔ طوافِ زیارت (بال کٹوانے کے بعد) رکن ہے۔

۱۲۔ ۱۱، ۱۲ ذالحجہ کو (تینوں حمرات کو رمی کرنا) واجب ہے۔

۱۳۔ طوافِ وداع (مکہ معظمہ سے واپسی کے وقت) واجب ہے۔

طوافِ زیارت کے بعد احرام کھول دینا چاہیے۔ اور تمام ممنوعات جائز ہو جائیں

گی۔ حج کی سعی اگر آٹھ ذالحجہ کو طواف کے ساتھ نہ کی ہو تو اب طوافِ زیارت کے بعد کر سکتا ہے۔

حمرات یا حمرۃ عام طور پر شیطان کے نام سے مشہور ہیں۔ رمی

وضاحت کرنا یعنی حمرات پر کنکریاں پھینکنا ہے۔ بعض لوگ بڑے بڑے

پتھر مارتے ہیں۔ بعض جاہل پرانے جوتے مارتے ہیں۔ یہ سب غلط ہے۔ نہ کنکری

کا اس نشان پر لگنا ضروری ہے۔ جو نشان تعمیر ہے۔ وہ جگہ کی علامت کے طور

پر ہے۔ کنکریاں اس نشان پر یا اس کے قریب کرنی چاہیے۔ ایک ایک کنکری

پھینکنی چاہیے۔ یہ کنکریاں مزولقہ سے لانی چاہئیں۔ استعمال شدہ کنکری دوبارہ

استعمال نہ کی جائے۔ جوتے مارنا یا کوئی دیگر چیز پھینکنا غلط ہے۔

جو شخص حج کے انتظار میں ہے۔ آٹھ ذالحجہ کی شب میں احرام باندھ کر

حج طوافِ قدم اور سعی سے فارغ ہو کر فجر کے بعد منیٰ روانہ ہو جائے۔

منیٰ میں پانچ نمازیں یعنی آٹھ ذالحجہ کی ظہر سے نویں ذالحجہ کی فجر نماز

منیٰ ادا کرنا سنت ہے۔ اس کے بعد عرفات روانہ

ہو جائے۔

عرفات

غروب آفتاب تک عرفات میں قیام کرے۔ عرفات میں قیام ہی حج ہے۔ اس دن کی کوئی خاص عبادت نہیں ہے۔ لیکن یہ دن بڑی فضیلت کا اور رحمت الہی کی بارش کا ہے۔ زوال آفتاب کے بعد توبہ استغفار اور تلاوت کلام پاک میں وقت گزارے۔ اگر سمہت ہو تو جبل عرفات پر جائے اور وہاں جا کر اللہ تعالیٰ کی بزرگی کا اقرار کرے۔ خصوصیت سے عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت خصوصی دعاؤں اور حصول رحمت کا ہے۔ اس وقت نہایت عاجزی اور انکسار سے دعائیں کریں۔ اللہ جل شانہ کی رحمت سے امید ہے کہ سب کی دعائیں قبول اور حج مقبول ہوگا۔ جہاں بھی قیام ہو۔ اسی جگہ جمع کثیر کے ساتھ دعائیں کریں۔ زوال آفتاب کے بعد عرفات میں کسی وقت بھی آئے۔ حج ہو جائے گا۔ اس دن مغرب کی نماز عشر کی نماز کے ساتھ مزدلفہ میں ادا کرنی چاہیے۔ غروب آفتاب کے بعد عرفات سے روانہ ہو کر مزدلفہ جانا چاہیے۔

عرفات سے منیٰ آتے ہوئے راستہ میں مزدلفہ ہے۔ مسجد مشرف الحرام

مزدلفہ

کے قریب قیام کرے۔ یہ رات عبادت میں گزارنی چاہئے۔ تمام رات عبادت الہی میں مصروف رہے۔ اس رات کی بڑی فضیلت ہے۔

دس ذالحجہ کی صبح صادق کے بعد نماز فجر سے فارغ ہو کر منیٰ روانہ ہو جائے

منیٰ

منیٰ میں تین یوم قیام رہے گا۔ منیٰ میں سب سے پہلا کام جمعیٰ آخری یعنی آخری شیطان پر کنکری مارنا ہے۔ اس کے بعد قربانی کرے۔ پھر سر کے بال

صاف کر کے طواف زیارت کے لئے بیت اللہ شریف جائے۔
طواف کے بعد اگر آٹھ ذالحجہ کو سعی نہیں کی ہے تو اب سعی کرے۔ سعی

کے بعد احرام کھول دے اور تمام ممنوعات (ممنوعات) کی پابندی ختم کرے اور روزمرہ کے کپڑے پہن لے (طواف زیارت دس ذالحجہ کو کرنا افضل ہے۔ کسی وجہ سے تاخیر ہو جائے تو دوسرے دن کر لے۔ لیکن ۱۲ ذالحجہ آخری دن ہے) اس کے بعد واپس منیٰ جائے۔ جہاں ۱۱، ۱۲ ذالحجہ کو تینوں جہرات پر رمی کرنا ہوگی۔ ۱۲ ذالحجہ کی شام کو غروب آفتاب تک مکہ معظمہ آجائے۔

حج کے ارکان پورے ہو گئے۔ اسی کا نام حج ہے۔ طوافِ وداع اس وقت کرتا ہے۔ جب واپسی کا ارادہ ہو۔ اس تمام عرصہ میں جب تک قیام رہے۔ نفلی طواف کرتے رہنا چاہیے۔ اور زیادہ سے زیادہ وقت حرم شریف میں گزارنا چاہیے۔

حج میں تین فرض ہیں :-

حج کے فرائض

۱۔ احرام باندھ کر حج کی نیت کرنا اور تلبیہ پڑھنا۔
۲۔ زوق عرفات یعنی ۹ ذالحجہ کو زوال آفتاب کے بعد سے دس ذالحجہ کی صبح صادق تک کسی بھی وقت میدان عرفات میں ٹھہرنا خواہ کھوڑی دیر ہی ٹھہرے۔

۳۔ طواف زیارت جسکا وقت دس ذالحجہ کی صبح صادق سے بارہ ذالحجہ غروب آفتاب تک ہے۔

ان تینوں فرائض میں سے کوئی فرض رہ جائے تو حج نہیں ہوگا۔

حج میں چھ واجبات ہیں :-

حج کے واجبات

۱۔ عرفات سے واپسی پر شب میں مزدلفہ میں وقوف کرنا۔

۲۔ سعی کرنا۔

۳۔ جمرات پر کنکریاں مارنا۔

۴۔ قارن اور متمتع کو قربانی کرنا۔

۵۔ قربانی کے بعد سر مونڈانا یا بال کٹوانا۔

۶۔ مکہ معظمہ سے رخصت کے وقت طوافِ وداع کرنا۔

واجبات میں سے کوئی زہ جائے تو حج ہو جائے گا۔ البتہ جزا دینا لازم ہوگا۔

جزا اور دم | ہر مسئلہ اور غلطی پر جدا ہے۔ اس کے لئے علماء کرام سے رجوع کریں یا کتابوں میں دیکھ لیں۔ مسئلہ سے واقفیت ضروری ہے۔

احرام سے طوافِ وداع تک | ہر مرحلہ کی دعائیں حج کی کتابوں میں ہیں اس میں طواف کی دعائیں اور ملتزم۔

مقام ابراہیم علیہ السلام۔ زم زم۔ سعی صفا و مروہ وغیرہ کی سب دعائیں ہیں۔ چونکہ عربی میں دعا کرنا افضل ہے۔ اس لئے یہ دعائیں پڑھ لینا چاہئیں۔ تاہم اپنی زبان میں دعا مانگنا بھی درست ہے۔ جس میں سہولت ہو، عمل کرے۔

زیارات مکہ معظمہ | غارِ حرا۔ غارِ ثور۔ جبل ابرقہیس۔ مسجدِ حنی۔ قبرستانِ جنت المنعمین۔ مولد شریف حضور سرور کائنات صلی اللہ

علیہ وسلم اور متعدد زیارات مکہ معظمہ میں ہیں لیکن ان کی زیارت میں یہ خیال رہے کہ حرم شریف کی نماز قضا نہ ہو جائے۔ کسی ایسے وقت جانا چاہیے کہ جس کے درمیان نماز کا وقت نہ آجائے۔ سب افضل خود بیت اللہ کی زیارت اور طواف ہے۔

ویسے سب سے افضل عبادت طواف بیت اللہ شریف
افضل عبادت ہے۔ اور جو بھی وقت ہے اور جس قدر بہت ہو، طواف
 کرے یہ ہی ایک نعمت ایسی ہے کہ جو حرم شریف کے باہر بیسیسز نہیں ہو سکتی۔ ہر حال
 میں نماز باجماعت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ نماز ایک ایسا فرض ہے جو دن میں
 پانچ مرتبہ فرض ہے اور یہ غریب امیر بوڑھا جوان عورت مرد سب پر فرض ہے۔
 جبکہ حج عمر میں صرف ایک بار فرض ہے اور وہ بھی استطاعت والے پر۔ حج کے
 ارکان کی ادائیگی میں بھی نماز قضا نہ ہونی چاہیے۔ چہ جائیکہ زیارات میں یا خرید و
 فروخت اور بازاروں کی سیر و تفریح میں نماز فوت ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب
 کو توفیق عطا فرمائے۔

یوں ترکہ معظمہ اور خصوصیت سے
قبولیتِ دعا کے خاص مقامات

کافی ہے۔ تاہم چند خصوصی مقامات پر دعا قبول ہوتی ہے۔ یہاں دعائیں کرنی
 چاہئیں۔ خاص اہتمام سے اس یقین کے ساتھ کہ انشاء اللہ دعا قبول ہوگی۔
 دل سے دعائیں کرے۔

- ۱۔ طواف کرنے کی جگہ مطاف۔
- ۲۔ ملتزم۔
- ۳۔ حجر اسود کے پاس۔
- ۴۔ رکن یمانی۔
- ۵۔ خطیم۔
- ۶۔ بیت اللہ شریف کے اندر۔
- ۷۔ باب کعبہ یعنی بیت اللہ شریف کے دروازہ پر۔
- ۸۔ مقام ابراہیم کے پاس۔
- ۹۔ زم زم کے کنویں پر۔
- ۱۰۔ صفا اور مروہ پہاڑیوں پر۔

۱۱۔ سعی کرتے وقت ۔ ۱۲۔ متی میں مسجد خیف میں ۔

۱۳۔ مزدلفہ میں مسجد شعرا الحرام میں ۔ ۱۴۔ عرفات کے میدان میں ۔

۱۵۔ کعبۃ اللہ پر پہلی نظر پڑنے پر ۔

گزارش | التماس ہے کہ احقر مؤلف کو دعاؤں میں یاور رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزا خیر عطا فرمائے ۔

زیارتِ مدینہ منورہ | جو شخص حج کو جائے۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ زیارۃ
مدینہ منورہ کے لئے جائے۔ اور مواجہہ شریفہ پر حاضر
ہو کر حضور سرور کائنات محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں
صلوٰۃ و سلام پیش کرے۔

بیت اللہ شریف کے بعد حرم نبوی کی نماز ہے۔ جس کا ثواب پچاس ہزار
نمازوں کے برابر ہے۔

ایک حدیث سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو
حج کیلئے آیا اور میری زیارت کو نہیں آیا، اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

دوسری حدیث ہے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی، اس کی شفاعت
مجھ پر واجب ہوگی۔

چالیس نمازیں | مسجد نبویؐ میں چالیس نمازیں باجماعت بلا تاغہ ادا کرنے
والا قیامت کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت

کا اہل ہوگا۔

کم سے کم قیام اتنا تو ہو کہ چالیس نمازیں باجماعت حرم شریف میں ادا کر

سکے۔ اس سے زیادہ جس کی قسمت میں ہو۔ خوش نصیب ہے۔

مدینہ منورہ | مدینہ منورہ کا چپہ چپہ بابرکت اور اسکا ہر ذرہ اہل ایمان کے لئے سہ ماہ چشم ہے۔ اس کے بازار اور گلیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اہمات المؤمنین اور صحابہ کرام کے قدم ہاتے مبارک سے مشرف ہو چکے ہیں۔ ذرہ ذرہ آفتاب و مہتاب ہے۔

ادب و احترام اور احتیاط کا مقام ہے۔ اہل دل کے لئے اس شہر کی ہر چیز اور ہر ہستی پیاری ہے۔ کسی شخص یا کسی چیز کی برائی نہ کرے نہ عیب جوئی اور تنقید کرے۔ کیونکہ یہ زائر مہمان کی حیثیت میں ہے اور مہمان کا کام میزبان پر تنقید کرنا نہیں ہے۔

صلوٰۃ والسلام | حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسجد نبوی میں جو سلام پیش کئے جاتے ہیں۔ وہ میں خود وصول کرتا ہوں اور مسجد کے باہر تمام عالم سے جو پیش کئے جاتے ہیں وہ فرشتوں کے ذریعہ وصول ہوتے ہیں۔

قیام مدینہ منورہ کی عبادت مواجہہ شریفہ پر حاضر ہو کر سلام پیش کرنا ہے۔ صلوٰۃ و سلام پیش کرتے وقت نگاہ نیچی رہے، آواز بلند نہ ہو اور عاجزی و انکساری کے ساتھ آہستہ آہستہ پیش کرے۔

یہ خیال رہے کہ آج دنیا میں اسلام اور مسلمان قرآن کریم اور کعبۃ اللہ شریف جیسی نعمتیں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور ان ہی کے ذریعہ ملی ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام مسلمانوں کے روحانی باپ ہیں۔ اُستاد ہیں۔ ہادی و رہبر اور پیشواؤں سے بڑھکر ہیں۔ کائنات کا وجود آپ ہی کا صدقہ ہے۔ جب یہ خیال پیش نظر ہوگا تو اپنی کمتر حیثیت کا احساس ہو جائے گا۔ اس

عالم میں جس طرح ادب اور قاعدہ سے حاضری ہونی چاہیے۔ اس کے مطابق مواجہہ شریفہ پر حاضری دے اور سلام پیش کرے اور اس کے بعد حضور کے طفیل اور صدقہ میں اللہ تعالیٰ سے خاتمہ بالخیر اور دین و دنیا کی ضروریات کی دعا کرے۔

مدینہ منورہ میں حاضری کے بعد غسل یا وضو کر کے صاف حاضری کا طریقہ | ستھرے لباس پر خوشبو لگا کر سب سے پہلے حرم شریف

کی حاضری دے۔ مسجد نبوی میں داخلہ کے بعد دو رکعت تحمیت المسجد ادا کرے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ اس کے بعد باب جبریل علیہ السلام کی جانب سے آہستہ آہستہ ادب کے ساتھ درود شریف پڑھتا ہوا مواجہہ شریفہ پر حاضر ہو۔ جہاں جگہ ملے، ادب کے ساتھ نگاہ نیچی کر کے کھڑا ہو جائے اور تریب سلام و صلوٰۃ پیش کرے۔ بلند آواز ممنوع ہے۔ مستورات ہوں تو الگ ہو کر کھڑا ہونا چاہیے۔

بعد صلوٰۃ و سلام اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ یہی قبولیت کا مقام ہے۔ اور جس کے طفیل سب سے کچھ ملا ہے۔ اسی کے روبرو حاضری ہے۔ اب ان کے ہی صدقہ اور طفیل جو بھی طلب ہے۔ اپنے مولا سے مانگ لے اور لقبین کرے کہ سب کچھ مل جائے گا۔ انشاء اللہ سب ہی مرادیں پوری ہونگی۔ الحمد للہ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت

میں سلام پیش کرے۔ پھر حضرت عمر غلیفہ دومؓ کی خدمت میں سلام پیش کرے۔ یہ دونوں حضرات خلفاء بھی اسی حجرہ میں آرام فرمایا ہیں۔ سلام کے بعد لٹے پاؤں مقام جبرئیل علیہ السلام پر آکر (یہ وہ مقام ہے جہاں سے جبرئیل علیہ السلام وحی لیکر نازل ہوتے تھے) مقرب فرشتوں پر سلام پیش کرے۔ پھر قبلہ رخ ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور جو طلب ہے، مانگے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حجرہ مبارک سے منبر شریف **ریاض الجنۃ** تک کا حصہ ریاض الجنۃ یعنی جنت کی زمین کا ایک ٹکڑہ

ہے۔ اس حصہ مسجد میں نوافل کا اہتمام کرے اور یہاں زیادہ وقت گزارے۔

ریاض الجنۃ میں حسب ذیل ستون ہیں۔ ان پر خط **ستون ہائے رحمت** طبری میں ان کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔ یہ ہر ستون

قبولیت دعا کی جگہ ہے۔ یہاں نفل پڑھے اور دعا کرے۔

یہ ستون کھجور کے اس تنہ کی جگہ قائم ہے۔ جس کے پاس کھڑے ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے جو آپ کے منبر پر منتقل ہونے کی وجہ سے رویا تھا۔

۱۔ **أسطوانة حنّانہ**

یہ اس جگہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دولت خانہ میں تشریف لے جاتے تو کوئی صحابی محافظت کا شرف حاصل کرنے اس جگہ بیٹھ جاتے۔

۲۔ **أسطوانة حرّس**

باہر سے جو وفد حاضر ہوتے۔ وہ اس جگہ شرفِ ملاقات حاصل کرتے یا کوئی قبول اسلام کھیلے حاضر ہوتا تو اس

مقام پر مشرف بہ اسلام ہوتا اسی کے قریب باب الوفود ہے۔ اسی دروازہ سے

حضور و فرد سے ملاقات کرنے تشریف لاتے تھے۔

اعتکاف کے وقت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس
۴۔ اُسطوانہ سریر | جگہ پر تشریف فرما ہوتے تھے۔

یہ وہ مقام ہے کہ حضرت ابی نبارہؓ نے غلطی ہو
۵۔ اُسطوانہ ابی نبارہؓ | جانے کے بعد خود کو اس درخت سے باندھ لیا

تھا کہ جب تک حضورؐ خود نہ کھولیں گے میں اسی طرح جکڑا رہوں گا۔ آخر وحی کے
نزول کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کھولا۔ اس طرح انکو معافی مل گئی۔

جب حضرت جبریل علیہ السلام وحی لیکر
۶۔ اُسطوانہ جبریل علیہ السلام | حضرت وحید کلبیؓ کی شکل میں تشریف

لاتے تو اس جگہ بیٹھے نظر آتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ اُم المؤمنینؓ کے
۷۔ اُسطوانہ حضرت عائشہؓ | نام منسوب ہے حضور نبی کریم علیہ السلام

نے فرمایا تھا کہ میری مسجد میں ایک جگہ ایسی ہے کہ اگر لوگوں کو وہاں نماز پڑھنے کا
ثواب معلوم ہو جائے تو ترجیح کے لئے قرعہ اندازی کی نوبت آئے گی۔ اس وقت

سے صحابہ کرام کو یہ جگہ معلوم کرنے کی فکر تھی۔ بعد وصال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو یہ جگہ بتلائی۔

یہ ستون ہائے رحمت، دعائیں کرنے اور نوافل کیلئے مقبول ہیں۔ ان سب کے
قریب نوافل ادا کرے اور خاتمہ بالجیر کی دعائیں کرے۔

اسی ریاض الجنۃ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محراب
محراب النبی مبارک ہے۔ کہ جہاں حضور والا نماز کی امامت فرمایا کرتے
 تھے۔ اس محراب شریف کے قریب نفل پڑھے اور دعائیں کرے۔

اصحاب صفہ جن مقام پر اپنی تعلیم و تربیت کے دوران قیام کرتے
صفہ تھے۔ یہ جگہ اب ایک چبوترہ کی صورت میں ہے۔ جس کو اصحاب صفہ
 کا چبوترہ کہا جاتا ہے۔

یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ اسلامی تعلیم کے حصول
 کے لئے اپنے گھر بار چھوڑ کر اللہ کے توکل آپڑے تھے۔ ان کے لباس اور خوراک
 کا بھی کوئی انتظام نہیں تھا۔ لیکن یہ شمع رسالت کے پروانے ہر حال میں آفتاب
 نبوت کے قریب اور زیر تربیت رہنا چاہتے تھے۔

اس جگہ پر نفل ادا کرے اور تلاوت کلام پاک کرے۔ دعائیں کرے خصوصی
 جگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات صفہ کے جذبہ عشق و طلب میں سے ہم کو بھی بطفیل
 سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حصہ عطا فرمائیں۔ ہم بھی حضور علیہ والصلوٰۃ والسلام
 کی خوشنودی والے کام انجام دیں۔ آمین۔

مدینہ منورہ کا ہر چپہ زمین زیارت گاہ ہے۔
زیارت ہائے مدینہ منورہ جدید تعمیرات نے ہر دو حرمین شریفین میں بہت

سی قیمتی یادگاریں اور زیارتیں ختم کر دی ہیں۔ تاہم اب بھی مدینہ منورہ میں بہت
 سی زیارتیں باقی ہیں۔ چند خاص مقامات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ہر حال میں حرم شریف میں نماز باجماعت کا خیال رکھ کر زیارتوں کو جانا

چلیے۔ یوں بھی سب سے بڑی زیارت تو خود حرم نبویؐ ہی ہے۔

یہ ہی وہ مسجد ہے کہ جس جگہ سب سے پہلے ہجرت کے بعد
مسجدِ قبا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ناقہ مبارک ٹھہرا تھا۔ اسی مقام

پر اسلام کی پہلی مسجد تعمیر ہوئی اور اسی مسجد میں نزول وحی ہوئی۔ جس میں اس مسجد کی
 تعریف بیان ہوئی۔ اس مسجد کی زیارت بروز ہفتہ بعد نماز اشراق کرنا افضل ہے۔
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ مسجد بہت پیاری تھی اور حضورؐ اکثر تشریف لے جاتے
 تھے۔ اس مسجد کی زیارت کا ثواب عمرہ کی طرح ہے۔ اس مسجد میں نوافل ادا کرنا چاہئے۔

کوہِ احد کے دامن میں شہدائے احد کے مدفن ہیں۔ جس میں
شہدائے احد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہما کا

مزار مبارک بھی ہے۔ سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہما کا مزار مبارک الگ ہے۔ اس کے
 قریب ہی دیگر شہداء ہیں۔ یہاں فاتحہ اور ایصالِ ثواب کرنا چاہئے۔ جنگِ احد اسلامی
 تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ اس کے شہداء کرام کے بڑے درجات ہیں۔ اللہ تعالیٰ
 مزید اضافہ فرمائے۔

یہ وہ مسجد ہے کہ جس میں عین نماز کی حالت میں تبدیلیِ قبلہ
مسجدِ قبلتین کا حکم نازل ہوا۔ یہاں تحیۃ المسجد کے نفل ادا کرنا چاہئیں۔

بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو۔

غزوہٴ خندق کے موقع پر جس مقام پر جس صحابی کا خیمہ نصب
خیمہ مساجد تھا۔ اس مقام پر مسجد تعمیر کر دی ہے۔ یہ پانچ مسجدیں قریب

قریب ہیں۔ تحیۃ المسجد کے نفل ادا کرنا چاہئیں۔ بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو۔

بیر عثمان رضی سیدنا حضرت عثمان غلیفہ سوئم رضی نے مدینہ منورہ کے مسلمانوں کے لئے یہ کنواں اس کے مالک سے خرید کر وقف کر دیا تھا۔ آجکل یہاں ایک باغ محکمہ زراعت کے تحت ہے۔ کنواں اور اس کے قریب مسجد ہے۔

حضرت سلمان فارسی کا باغ یہ باغ آج بھی کھجوروں کا باغ ہے۔ اس میں دو درخت کھجور کے ہیں۔ جن کے لئے مشہور ہے کہ یہ وہی درخت ہیں کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے لگائے تھے۔ ان دو درختوں کی کھجوریں زائرین لاتے ہیں۔

جنت البقیع مشہور قبرستان اور زیارت گاہ ہے۔ اسی قبرستان میں غلیفہ سوئم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارک ہے۔ اسی قبرستان میں اہمات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اور دیگر بنات النبیؐ۔ حضرت امام حسن رضی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم رضی اور انماں حلیمہ رضی مدفون ہیں۔ اہل بیت کے علاوہ شہداء احد کے وہ ساتھی جو جنگ میں زخمی ہوئے اور بعد میں انتقال کیا۔ وہ بھی یہاں آرام فرما ہیں۔

غرض کہ چودہ سو برس سے یہ قبرستان حضرات اہل بیت۔ صحابہ کرام۔ تبع تابعین اور دنیا کے اولیاء کرام کا امین ہے۔ حضرت سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی یہاں مدفون ہیں۔

یہاں حاضر ہو کر ایصالِ ثواب ضرور کرنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اکثر اس قبرستان میں تشریف لے جاتے تھے۔ حرم شریف کے قریب ہے۔
اس لئے کثرت سے عافری کا موقع مل سکتا ہے۔

وہ کنواں جس میں حضرت عثمان غنیؓ سے انگوٹھی خلافت گر گئی تھی۔
بیرِ خاتم | کچھ عرصہ قبل تک مسجد قبا کے پاس تھا۔ اب لاپتہ ہے۔ اس جگہ
تعمیرات ہو گئی ہیں۔

بیرِ طلحہ بھی اب بند ہو چکا ہے۔ یہ کنواں باب مجیدی کے سامنے مدینہ
بیرِ طلحہ | ہوٹل کے قریب تھا۔ ابتدائی دور میں یہ سب علاقہ باغات کا تھا
اور یہ کنواں بھی حضرت طلحہ کے باغ میں تھا۔

حضرت ابویوب انصاریؓ وہ خوش قسمت
بیت ابویوب انصاری | صحابی ہیں کہ جن کے مکان میں آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد مدینہ منورہ تشریف لاکر مقیم ہوئے۔ یہ مکان
حرم شریف کی پشت پر باب جبریل کے قریب ہے۔

یہ مسجد مسجد قبا کے قریب ہے۔ پہلی بار جمعہ کی نماز اسی مسجد
مسجد جمعہ | میں ادا کی گئی۔ اس جگہ قبیلہ بنو سالم کی آبادی تھی۔ اب یہ علاقہ
باغات کا ہے۔

شہر میں کھجور بازار کے قریب ہے۔ مدینہ منورہ کی پرانی فصیل
مسجد غمامہ | کے باہر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عیدین کی نماز یہاں
ادا فرماتے تھے۔ اب شہر کے وسط میں ہے۔ ابتدائی دور میں شہر کے باہر تھی۔
اس کے قریب پرانی فصیل کے آثار بھی نظر آتے ہیں۔

ان کے علاوہ قدیمی مساجد میں حسب ذیل مساجد ہیں۔ جن میں کچھ کے
مساجد آثار باقی ہیں اور کچھ معدوم ہو چکی ہیں۔ مسجد ابو بکرؓ اور مسجد علیؓ
 شہر کے اندر مسجد غمامہ کے قریب ہیں۔ مسجد سجدہ بھی قریب ہے۔

- ۱۔ مسجد سقیا۔
- ۲۔ مسجد ذباب۔
- ۳۔ مسجد بنی حرام۔
- ۴۔ مسجد ابو بکرؓ
- ۵۔ مسجد علیؓ
- ۶۔ مسجد ابرہیمؓ
- ۷۔ مسجد الفصح
- ۸۔ مسجد بنی قریظہ
- ۹۔ مسجد بنی ظفر
- ۱۰۔ مسجد الاحابہ
- ۱۱۔ مسجد السجدہ
- ۱۲۔ مسجد ابی

جب کسی بھی مسجد کی زیارت کریں تو تحیۃ المسجد کے دو نفل ادا
وضاحت کرنا چاہیے۔ بشرطیکہ نماز کا وقت ہو۔

مدینہ منورہ سے رخصت کے وقت دو رکعت نفل مسجد نبویؐ میں ادا
الوداع کرنا چاہیے۔ اس کے بعد مواجہہ شریفہ پر حاضر ہو کر رخصتی سلام پیش کرنا
 چاہیے۔ نیز دستور کے مطابق خلفا کرام کو بھی سلام پیش کرے اور یہ دعا کرے کہ
 اللہ تعالیٰ حضورؐ کے طفیل اور صدقہ میں بار بار حاضری کی توفیق عطا فرمائے اور تمام
 عالم کے مسلمانوں کو یہ سعادت و توفیق عطا فرمائے۔ احقر مولف کو بھی صلوات و سلام
 پیش کرتے وقت یاد فرمائیں اور اس عاجز کا سلام بھی پیش کریں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔
شہدائے بدرؓ مدینہ منورہ سے ایک منزل قبل بدر کی بستی ہے۔ مکہ معظمہ کے
 راستہ میں اب جدید سڑک کے ذریعہ بدر کی بستی راستے میں

آتی ہے۔ بیشتر یہ راستہ نہیں تھا۔

جنگ بدر اسلامی تاریخ کا اہم ترین واقعہ ہے۔ اور شہدائے بدر کا یہ احسان

رہتی دنیا تک عالم اسلام پر رہے گا۔ اگر وہ بے سرو سامانی کے عالم میں اپنے گھروں
سے دور آکر صرف اسلام کی سر بلندی کے لئے یہ جنگ نہ لڑتے تو آج دنیا کا نقشہ
تبدیل شدہ ہوتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جنگ بدر کے موقع پر دعا فرمائی تھی۔ آپ
نے فرمایا تھا کہ یا اللہ اگر آج تیرے یہ بندے کامیاب نہ ہو سکے اور جنگ میں کام
آگے تو پھر اسلام کا نام لینے والا بھی کوئی نہیں ہوگا۔ (مفہوم)
مٹک سے کچھ فاصلہ پر شہدائے بدر اسی میدان جنگ میں آرام فرما رہے۔
جہاں جنگ ہوئی تھی۔ ان شہداء کرام کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ایصالِ ثواب
ضروری ہے۔ ٹیکسی ڈرائیور سے پیشتر معاملہ طے کر لیا جائے تو وہ راستہ میں آتے جاتے
کسی وقت بھی زیارت شہداء بدر کے لئے میدان بدر لے جا سکتے ہیں۔ یہ بڑی سعادت
ہوگی کہ زیارت حاصل ہو جائے۔

اگر یہ صورت ممکن نہ ہو تو پھر بدر کی موجودہ آبادی جو لمب مٹک سے اس
مقام سے گذرتے ہوئے شہدائے بدر کے لئے فاتحہ خوانی کرے اور ایصالِ ثواب کرے
ان شہداء کا بڑا اونچا مقام ہے۔ ان کے طفیل خاتمہ بالخیر کی دعا کرے۔ انشاء
اللہ شرف قبولیت حاصل ہوگا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

احتیاط کی ضرورت

فرضہ حج کی اہمیت کا اندازہ صرف اسی امر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ یہ فرضہ ہر وقت ادا نہیں ہو سکتا۔ یہ عمر میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے۔ اور اس کی تلافی اور قضا بھی نہیں ہے۔ دوسری عبادات کی طرح اس کی ادائیگی اتنی آسان نہیں۔ جتنی تصور کی جاتی ہے۔ اس لئے صحیح طریق پر مناسک حج ادا کرنے کے لئے تعلیم و تربیت کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ تاکہ کوئی رکن حج ادا ہونے سے رہ نہ جائے یا اس کی ادائیگی میں کوئی غلطی سرزد نہ ہو۔

ہمارے ہاں فرضہ حج کی ادائیگی کے متعلق لٹریچر تو مل جاتا ہے۔ مگر حیدرآباد وکن کی طرح مناسک حج کی ادائیگی کی تربیت کا اور کہیں خاطر خواہ انتظام نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ سے بسا اوقات اس فرضہ کی ادائیگی میں ناوانستہ طور پر ایسی لغزشیں۔ کوتاہیاں اور غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں۔ جو نہ صرف قابل مواخذہ ہوتی ہیں۔ بلکہ حج کی قبولیت پر بھی اثر انداز ہو سکتی ہیں۔ اس لئے حج مبرور و مقبول کے لئے مندرجہ ذیل غلطیوں سے بچنے کی اشد ضرورت ہے۔

(۱) خلوص نیت سے سفر حج کا ارادہ کیا جائے۔ نام و نمود یا حاجی کہلانے کی خواہش کو ہرگز دل میں جگہ نہ دی جائے اور نہ ہی اسکا بطور اشتہار تذکرہ کیا جائے۔ نہ ہی جلوس نکال کر یا اخبارات میں اشتہار دے کر سفر حج شروع کیا جائے۔ اور نہ ہی وہاں کی خیرات و صدقات یا دیگر فاضل اخراجات کی، اور اپنی واپسی کی یا حاجی بننے کی تشہیر کرنی چاہیے۔ نہ اسکا فخریہ اظہار

کرنا چاہیے۔ اپنے نام کے ساتھ بھی حاجی لکھنے سے احتراز کرنا چاہیے۔ کیونکہ سلف صالحین نے کبھی اپنے نام کے ساتھ لفظ حاجی استعمال نہیں کیا۔ کیونکہ اس سے بھی تمنا کش کا پہلو نکلتا ہے۔

(۲) تکالیف سفر کا بھی اظہار نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے ایک تو اجرِ صعوبت متاثر ہوتا ہے۔ دوسرے ایسے واقعات سن کر بعض ہمت توڑ بیٹھتے ہیں اور ارادہ حج ملتوی کر دیتے ہیں۔ البتہ اگر ان تکالیف کا ان کے سامنے ذکر کیا جائے۔ جو اسکی تلافی کی قدرت رکھتے ہوں تو اس میں مضائقہ نہیں۔ تاکہ حجاج کو آرام ملے۔

(۳) سفر حج کے دوران بعض حضرات نماز پنجگانہ کا اہتمام قائم نہیں رکھتے۔ یہ بہت بُری بات ہے۔ دورانِ سفر فرائض کا ترک کرنا یا ان میں غفلت برتنا بہت بڑی کوتاہی ہے۔ حالانکہ خدا کے گھر میں حاضر ہوتے وقت تو ان کا زیادہ اہتمام اور خشوع و خضوع ہونا چاہیے۔

(۴) عورت کے لئے بلا شوہر یا محرم حج کے لئے جانا جائز نہیں۔ گناہ ہے۔ اگر محرم نہیں تو ہرگز حج کو نہ جائے اور وصیت کر دے کہ اگر میں حج نہ کر سکوں تو میری طرف سے حج کرا دیا جائے۔ اسکے مرنے کے بعد وصیت کی شرائط کے مطابق اس وصیت کا پورا کرنا اور ثناء کے ذمہ ہوگا۔ اگر وہ اسے پورا نہ کریں گے۔ تو گنہگار ہوں گے۔ مگر وصیت کرنے والی فریضہ حج ادا نہ کرنے پر قابلِ مواخذہ نہ ہوگی۔ اگر وصیت نہ کریں تو مواخذہ ہوگا۔

(۵) دورانِ سفر کسی سے لڑائی جھگڑا یا زیادتی نہ کرنے اور نہ کوئی گناہ کرنے۔

(۶) احرام کی نیت کرنے سے پہلے جو نفل پڑھے جاتے ہیں۔ وہ سر ڈھانک کر پڑھنے چاہئیں۔ بلا عذر سر کھول کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ لیکن احرام کی نیت کر لینے کے بعد سر ڈھانک کر نماز پڑھنا منع ہے۔

(۷) طواف کے دوران ہجوم کی وجہ سے حجرا سود کو بوسہ دینے کے لئے زور آزمائی کرنا جائز نہیں۔ زور سے استلام کر لینا چاہیئے۔

(۸) طواف کرتے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ حجرا سود کے استلام کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کرنے کی حالت میں پاؤں بھی بیت اللہ شریف کی طرف ہوں۔ ترچھے کھڑے نہ ہوں۔ ورنہ مکروہ تحریمی کا ارتکاب لازم آئے گا۔ اور گناہ ہوگا۔ اگرچہ طواف باطل نہ ہوگا۔ مگر ترک واجب کی وجہ سے اعادہ واجب ہوگا۔

(۹) بعض لوگ سورج غروب ہونے سے قبل ہی عرفات کی حدود سے اڑھام کے خوف سے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ حالانکہ سورج غروب ہونے تک عرفات میں رہنا واجب ہے۔ اگر سورج غروب ہونے سے پہلے عرفات سے نکلے گا تو اس پر دم واجب آئے گا۔ یعنی اس غلطی کے کفارہ کے لئے ایک بکری ذبح کرنی ہوگی۔

(۱۰) مزدلفہ میں عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر صبح صادق تک ٹھہرنا سنت ہے۔ اور صبح صادق کے بعد مزدلفہ کا وقوف واجب ہے۔ خواہ کھوڑی دیر ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے ہی مزدلفہ سے نکل جائے گا تو اس پر دم واجب ہوگا۔ البتہ بوجہ ہجوم، عورت۔ مریض اور کمزور

آدمی یا بچے اگر پہلے نکل جائیں تو ان پر دم واجب نہ ہوگا۔
(۱۱) جو جانور کسی جنایت کے بدلے میں ذبح کیا جائے۔ اس میں سے خوردہ کھانا
چاہیے اگر غلطی سے کچھ کھا لیا تو جتنا کھایا ہے۔ اسکی قیمت صدقہ کرنی واجب
ہے۔ کیونکہ وہ جانور فقراء کا حق ہوتا ہے۔

(۱۲) مصارف حج کے لئے نقد روپیہ کی موجودگی شرط نہیں۔ اگر کسی کے پاس اتنی
جائیداد ہے یا اور کوئی مال ہے کہ اگر اس میں سے کچھ حصہ فروخت کر دیا جائے
تو اس سے حج کے مصارف اور اہل و عیال کے خرچہ کے علاوہ اتنی جائیداد
یا مال باقی بچ جائے گا۔ جس سے آئندہ بسہولت گزارا وقت ہو سکے۔ تو
اس پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ
جس شخص کو کسی ضروری حاجت یا ظالم بادشاہ یا مرض شدید نے حج سے
نہیں روکا۔ اور بلاج مرگیا تو وہ چاہے یہودی ہو کر مرے۔ یا نصرانی ہو کر
مرے۔

(۱۳) مسائل اور دم و کفارہ کے لئے مسائل کی کتابیں ساتھ ہوں یا کسی عالم دین سے
استفسار کرنا چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ کسی عالم دین یا سابقہ تحریر رکھنے والے ہمراہی
کے ساتھ حج کیا جائے۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو حج مبرور اور زیارت مقبول کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

خراپیوں کی جرّ

یہ ہماری سب سے بڑی بد قسمتی ہے کہ ہم اسلام کو ایک مذہب یا مت سمجھ بیٹھے ہیں، اور یہی انداز فکر ہماری تمام خراپیوں کی جرّ ہے، اسلام تو درحقیقت زندگی گزارنے کا ایک آزموہ فن ہے جو ہمیں آخرت کی کامیابی کے علاوہ اس دنیا میں بھی سرزندگی کی بشارت دیتا ہے۔ اسلام انسان سے صرف ایمان اور عمل صالح کا تقاضا کرتا ہے۔ اور ہمارے لئے ہر عمل اگر وہ خدا کی رضا جوئی کے لئے کیا جائے عبادت کا درجہ رکھتا ہے، صبر، سچائی و راستبازی، عدل، انصاف، امانت، عفو و درگزر، احسان، مسادات، اخوت و تقویٰ، اسلام کی پسندیدہ اقدار ہیں۔ اور حرص و آرزو، دروغ گوئی، غیبت، حق تلفی اور صفا مذکورہ ہیں۔ جن سے بچنے کی اسلام تلقین کرتا ہے۔ لیکن اسلام قومی اعتبار سے ہمارا نصب العین یہ قرار دیتا ہے کہ ایسا معاشرہ تخلیق کیا جائے جس میں نیکیوں کو فروغ ہو اور برائیوں کا سدباب۔ اور اس معاشرے کو قائم کرنے کے بعد لوہری دنیا کے لئے مسلمانوں کو امت شاہد اور امت وسط قرار دیتا ہے۔ کتنا عام فہم اور سادہ ہے یہ پیغام۔ جس سے ہم روز بروز غافل اور مغرب تہذیب کے دلدادہ ہوتے جا رہے ہیں۔ حالانکہ مغرب تہذیب کی ظاہری چمک دمک کے پیچھے مغرب منکرین کی ایک بہت بڑی جماعت لوجہ کناں ہے۔ لیکن ہم ان سے کچھ بھی سبق نہیں لیتے۔ دلدادگان تہذیب مغرب کم از کم اس بات پر لو غور کریں کہ ہماری حقیقی تہذیب اور تمدن کو مٹا کر وہ جس غیر ملکی تہذیب و ثقافت کو اس ملک پر مسلط کر دینا چاہتے ہیں آخر اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔

اسے خود دیکھنے کے بعد دوسروں کو بھی پڑھائیں (ششک)

آزاد نے پرنٹنگ سے پر ہے
شہزادہ منستان

ہمارا اصلاحی تبلیغی لٹریچر

اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں یہ ادارہ اس وقت تک مندرجہ ذیل مفید اور دیدہ زیب لٹریچر شائع کر چکا ہے۔ جو ہتہ ذیل سے مفت حاصل کیا جاسکتا ہے۔ بکلیہ جو ارباب خیر اپنی طرف سے تبلیغاً یہ لٹریچر خود یا ہماری معرفت چھپوا کر عوام و خواص میں مفت تقسیم کرنا چاہیں انہیں اس کی اجازت ہے جو بہترین سرمایہ آخرت بن سکتا ہے۔

- ۱- وقت کا تقاضا - (شادی بیاہ پر مشرفانہ و مشرکانہ رسومات کی حقیقت)
- ۲- زکوٰۃ - احلام کا بنیادی رکن
- ۳- وصیت - وراثت - تقسیم میراث کے احکام
- ۴- مال و دولت کا بہترین مصرف
- ۵- ستر عورت (پردہ اور ستر کی تشریح اور اسکی اہمیت)
- ۶- نماز کے فضائل اور احکام و مسائل
- ۷- ولیمہ مسنونہ کا طریق
- ۸- عظمت قرآن اور آداب تلاوت
- ۹- روزہ ایک اہم روحانی عبادت
- ۱۰- حج و عمرہ کا طریقہ اور مسائل -

ان رسائل کا گجراتی - سندھی اور ہنگلی زبانوں میں بھی ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔

حسب ضرورت بلا قیمت ہتہ ذیل سے طلب فرمائیں

ادارہ تعلیم الاسلام (رجسٹرڈ) گلہار سٹریٹ کراچی

جمعیت شہری مدنی برادری پاکستان عثمانی کپانڈام ایجنسز کراچی

عالمی ادارہ اشاعت علم اسلام (رجسٹرڈ) چٹیک ملتان شہر نومبر ۱۹۷۵

(صرف سرورق ملتان آرٹ پریس ملتان میں چھپا)

وقت کا تقاضا



مکتبہ عالمی ادارہ اشاعتِ علومِ اسلامیہ، چٹائی، جہانگیر، ملتان